

اسلام آباد شریعتی کونسل کے زیر اہتمام

پیش کیا گیا

کتاب کی



منہ کیجئے!

مئی نوجوان آزاد لڑکیوں کے تحت لکھی گئی ہے اور اس میں
خبریں، جو ان کی جاننے کے لیے ہیں، ان کا نام لکھتے ہیں

تالیف مولانا قاضی اقبال رگونی

تقدیم مولانا غلام محمد صاحب

نشر: اسلامک اکیڈمی آف مینیسٹر۔ یو کے

فہرست

۱۶	سامانیوں میں عاریۃ الفروج کا رواج	۶	پیش لفظ
۱۶	محرمات سے شادی کی صورت	۷	۱۔ مغرب میں عفت و عصمت کا جواز
۱۶	خوید و گدس کا رواج	۸	۲۔ ایران تہذیب مغرب کے قدموں پر
۱۶	خوید و گدس سے گناہوں کا کفارہ	۸	۳۔ صدر رنجبانی کا شرمناک اعلان
۱۷	فروج کافی میں تند و تیز محرمات	۸	۴۔ آزاد فوجیوں میں نجاشی کی لہر
۱۷	ریشم کے ٹکڑے سے اسے غیر محرم بنانا	۸	۵۔ ایک کشمیرے منکر کا سوال
۱۷	ایرانی متعہ سامانی ہے اسلامی نہیں	۹	۶۔ عورت کا مقام عفت و عصمت
۱۷	متعہ اور نکاح موت میں اصولی فرق	۹	۷۔ عفت و حرمت قرآن کی رو سے
۱۸	حضرت علیؑ کی حرمت متعہ پر گواہی	۹	۸۔ عفت و حرمت حدیث کی رو سے
۱۸	ابن بابویہ قمی کا مذہبی نقطہ		
۱۹	اسلام میں برائیوں کی تدریجی روک تھام		
۱۹	اسلام میں انتہائی قابلِ قدغن برائیاں	۱۳	۱۔ اعلیٰ اخلاقی تعلیم میں متذکیوں
۲۰	ابتدائی دور میں ممانعت نہیں کی	۱۳	۲۔ صحابہؓ کے دین کے خلاف ایک سازش
۲۰	زنا کو یکسر حرام ٹھہرا کر	۱۳	۳۔ حضرت عمرؓ کے خلاف عجیب جذبات
۲۰	موجبات زنا کی تدریجی روک تھام	۱۳	۴۔ ایرانی شاعر رخصتا کرد کی شہادت
۲۰	عام حالات میں صرف نکاح اور ملک بکین	۱۴	۵۔ مستشرق برادوں کی شہادت
۲۱	جنگی حالات میں ابتداءً نکاح موت کی اجازت	۱۴	۶۔ ایک نئے مذہب کا قیام
۲۱	شیخ اتمام اور شیخ نظام میں فرق	۱۴	۷۔ اس مذہب کے بنیادی اصول
۲۱	اتمام روزہ اور عید کے مختلف اخطار	۱۴	۸۔ عربوں کے خلاف اظہار نفرت
۲۱	نکاح موت صرف معنی تقاضے کے لیے نہ تھے	۱۴	۹۔ سامانی خون سے عقیدت
۲۲	نکاح موت کے لیے متعہ کا نام	۱۵	۱۰۔ حیا سوز معاشرے کی تشکیل
۲۲	ہندوؤں میں معنی تقاضے کا عارضی عمل	۱۵	۱۱۔ زن متعہ چار میں شمار نہیں
۲۲	ویدک زمانے میں عارضی بیوی	۱۵	۱۲۔ مذکورہ مذہبی اسے کرایہ پر لینا ہے

مقدمۃ الکتاب

نام کتاب _____ متعذریہ
سال اشاعت _____ ۱۹۹۳
نام مؤلف _____ حافظ محمد اقبال رنگینی
حجم کتاب _____ ۱۱۲ صفحات
تعداد _____ ۵۰۰
کتابت _____ حفیظ الحق صدیقی خانیوال
قیمت _____

ملنے کا پتہ پاکستان میں

دارالمعارف میاں ولی سماج روڈ سمنگ لاہور

ملنے کا پتہ انگلینڈ میں

اسلامک اکیڈمی ۱۹- چارٹن ٹیریس اپر بروک ٹریٹ مائپرٹرس

۱۱۳۵ — ۲۴۳ — ۰۶۱



- ۲۷ متعہ میں اجرت کی تعیین ضروری ہے
- ۲۸ متعہ میں گواہوں کی ضرورت نہیں
- ۲۸ متعہ میں اعلان کی بھی ضرورت نہیں
- ۳۸ متعہ کے بعد طلاق کی ضرورت نہیں
- ۳۹ شیعہ روایات میں نکاح متعہ
- ۴۰ متعہ میں اجرت کی شرط
- ۴۰ اجرت مسمیٰ بھرا نا بھی کافی ہے
- ۴۰ زن متعہ چار میں داخل نہیں
- ۴۰ زن متعہ وراثت کی حقدار نہیں
- ۴۲ کسی مرد ایک عورت سے متعہ کر سکتے ہیں
- ۴۲ ایک ہی عورت سے بار بار متعہ جائز
- ۴۵ متعہ کے فضائل و درجات
- ۵۰ حضور پر متعہ کا بہتان عظیم
- ۵۲ عورت متعہ قرآن کریم کی روشنی میں
- ۵۴ اہمیت استماع کا مطلب و معنی
- ۶۰ عورت متعہ حدیث کی روشنی میں
- ۶۰ حضرت سہرہ کی روایت
- ۶۰ حضرت علی المرتضیٰؑ کی روایت
- ۶۱ الاستبصار سے تاہد مزید
- ۶۱ تقیہ کی سیاہ چادر
- ۶۲ حضرت سلمہ بن اکوعؓ کی روایت
- ۶۳ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت
- ۱۳۷ { ابن عباسؓ کے قول سے
استدلال کا جواب
- ۶۴ حضرت علیؑ اور ابن عباسؓ کا مکالمہ

- ۲۳ رگ دید میں متعہ کا ذکر جواز
- ۲۳ ایک عورت کے کئی کئی خاوند
- ۲۳ ایران میں محرمات سے نکاح کا رواج
- ۲۳ خواہش متعہ کس طرح عبادت بن گئی
- ۲۳ مسیحیہ کے ہاں مردانہ متعہ کا جواز
- ۲۴ مردانہ متعہ کے جواز کا قرآن سے استدلال
- ۲۵ عورتوں سے غیر فطری عمل کی راہ
- ۲۵ لہو لآء بنتی ہن اظہر لکھو کہ تاویل
- ۲۶ غیر فطری حرکت سے عمل لازم نہیں
- ۲۶ ایرانی صدر رنجبانی کا اعلان متعہ
- ۲۶ خلاف وضع فطرت کے خطرناک نتائج
- ۲۹ علماء ائمہ دین مولانا سہروردی کی تردید میں

سخن کریم متعہ

- ۳۱ متعہ کیا ہے اور اس کی تعریف
- ۳۱ متعہ کن عورتوں سے ہو سکتا ہے
- ۳۲ متعہ مجبورہ عورت سے بھی جائز ہے
- ۳۳ متعہ یہودیہ اور نصرانیہ سے بھی جائز ہے
- ۳۳ شیعہ عقیقہ سے میں سنی کا نکاح منع نہیں ہوتا
- ۳۴ متعہ ہاشمیہ لشکی سے بھی جائز ہے
- ۳۴ متعہ ضروریات دین میں سے ہے
- ۳۵ متعہ کا منکر کافر و مرتد ہے
- ۳۶ متعہ نہ کرنے والا بروز قیامت
اپنا بیچ کٹھے گا
- ۳۶ متعہ میں وقت کی تعیین ضروری ہے

- ۸۲ آیت میں الی اہل مسیحی کی زیادتی سے استدلال
- ۸۵ حضرت شاہ عبدالغفر نے کا جواب
- ۸۵ علامہ موسیٰ جبار اللہ کا جواب
- ۸۵ امام جصاص رازی کا جواب
- ۸۵ آیت رحمت سے بے محل استدلال
- ۸۷ جابر بن عبداللہ کا حوالہ اور اس کا جواب
- ۸۹ حضرت اسحاق کے بیان سے استدلال کا جواب
- ۹۰ مروج الذہب کا حوالہ نقل کرنے میں خیانت
- ۹۲ متعہ الحج کو متعہ النساء سمجھنے کی غلطی
- ۹۳ حضرت اسماء کے اسلامی نکاح کا ثبوت
- ۹۴ محاضرات رغب کا مصنف شیعہ امامیہ ہے
- ۹۴ حضرت عمران کے قول سے استدلال کا جواب
- ۹۵ امام مالک کے قول سے استدلال کا جواب
- ۹۶ { ابن جریر، ابن حزم اور اصحاب
ابن عباس سے استدلال کا جواب }
- ۹۹ شیعوں کا حوالہ متعہ کا اقرار
- ۹۹ مسند احمد کی نامعلوم روایت سے استدلال کا جواب
- ۱۰۰ ابن جریر طبری کے حوالوں سے استدلال کا جواب
- ۱۰۱ کیا حضرت عمر نے متعہ کو حرام کیا تھا؟
- ۱۰۱ ڈاکٹر حکیم مدنی متعہ کی حمایت میں
- ۱۰۲ امام حسن کے ہاں سیرت خفین کی پابندی
- ۱۰۲ شیعہ روایات میں راشدین کا پیروی کا حکم
- ۱۰۳ حضرت علی کے ہاں حضرت عمرؓ کا درجہ
- ۱۰۳ حضرت عمرؓ کا ایک عوامی خطاب
- ۱۰۴ حضرت عمرؓ کا حکم اجتہاد سے نہ تھا
- ۹۵ ابن عباس کے قول اباحت کا مطلب
- ۹۵ حضرت علیؓ کا ابن عباسؓ کو زجر کرنا
- ۹۷ ابن عباسؓ کا رجوع اور توبہ کرنا
- ۹۹ حرمت متعہ اہل بیت کی نظر میں
- ۹۹ حضرت علی المرتضیٰؑ کا ارشاد
- ۹۹ شیعہ عالم کا اقرار و اعتراف
- ۷۰ حضرت امام جعفر صادق کا ارشاد
- ۷۰ حضرت امام باقرؑ کی متعہ سے عار
- ۷۲ ابتداء اسلام میں متعہ سے ضرورت کی وجہ
- ۷۳ ابتداء اسلام میں یہ نکاح موقت تھا
- ۷۴ نکاح موقت کی مدت بہت کم رہی تھی
- ۷۴ نکاح موقت میں گواہوں کی شرط
- ۷۶ شیعہ مجتہد کا اعتراف و اقرار
- ۷۶ نکاح موقت کی اہانت مضطر کے لیے تھی
- ۷۷ حضرت ابن عباسؓ کی تائید مزید
- ۷۸ نکاح موقت کی اہانت مسافر کے لیے تھی
- ۷۹ نکاح موقت میں جہدائی کے بعد
ایک ماہ تک {
- ۸۰ شیعہ دلائل کی حقیقت
- ۸۱ آیت استمتاع سے استدلال کا
جواب با صواب {
- ۸۱ شیعہ علماء کی غلطی کہ لفظ متعہ
کے وسیع معنی کو نہ جان سکے {
- ۸۲ شیعوں کا اپنے عقیدے کے خلاف
اختلاف قرأت کا سہارا لینا {

- عائظہ ابن حجرؒ کی شہادت ۱۰۴
 شیعی ترکش کا آخری تیر ۱۰۵
 حرمت متعہ کی روایات میں اختلافات ۱۰۵
 متعہ النساء کی حرمت کب سے ہوئی؟ ۱۰۶
 یوم فتح مکہ اور یوم اوطاکس ایک ہیں ۱۰۷
 حافظ ابن قیمؒ کی شہادت ۱۰۸
 حضرت سبرہؓ کی روایت حرمت متعہ ۱۰۸
 غزوہ خیبر میں کس چیز کی حرمت واقع ہوئی؟ ۱۰۹
 حضرت ابن عباسؓ پالتو گدھوں کی حلت کے بھی قائل تھے۔ ۱۰۹
 حضرت علیؓ پالتو گدھوں اور متعہ دونوں کی حرمت کے قائل تھے ۱۱۱

انگلینڈ کے جملہ شیعہ مجتہدین کو چینج

جو شیعہ علماء متعہ کو مطلقاً جائز سمجھتے ہیں اور اسے ایک کا بار ثواب کہتے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ :-

- ۱) اپنے بارہ اماموں میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جو متعہ کی اولاد ہو۔
- ۲) اپنے اکابر محدثین میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جو متعہ کی اولاد ہو۔
- ۳) اپنے معتمدین میں سے کسی ایک کا نام بتائیں جو متعہ کی اولاد ہو۔
- ۴) اپنے اعیان شیعہ میں سے کسی ایک بزرگ کا نام بتائیں جس نے کسی ضرورت مند کو اپنی دختر نیک اختر متعہ کے لیے دی ہو۔
- ۵) اسماعیل صفوری سے لے کر علامہ خمینی اور صدر فرسخانی تک کوئی ایک معروف شیعہ حکمران ہوا ہو جو متعہ کی اولاد ہو۔
- ۶) شیعہ مؤرخین میں کوئی ایک ایسا مؤرخ گزرا ہو جو متعہ کی اولاد ہو۔
- ۷) شیعہ ادباء اور شعراء میں کوئی ایک ہو جو متعہ کی اولاد ہو۔
- ۸) انقلاب ایران کے بعد ایران میں کوئی ایک حجتہ اللہ یا آیت اللہ ایسا ہوا ہو جسے اپنے بنی متعہ میں سے ہونے پر ناز ہو۔

اگر آپ اپنے بارہ سو سال کے شیعہ سربراہ میں ایک ایسا پوت پیش نہ کر سکیں تو کیا حقیقت اس یقین کے لیے کافی نہیں کہ متعہ اسلام میں ہرگز جائز نہیں رہا اور اسے اسلام کے اخلاق حاصلہ میں کوئی جگہ نہیں دی جاسکتی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔
 محمد اقبال رنگوٹی از ماہچہتر

پیش لفظ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى. اما بعد،

مغربی تہذیب نے عورتوں اور مردوں کی مخلوط سوسائٹی میں آج صفت و عصمت کا جو جنازہ نکال رکھا ہے اس مرگِ ناگہانی کی خبر علامہ اقبال نے پون صدی قبل دے دی تھی۔

معماری تہذیب اپنے غجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی

جو شاخِ نازک پہ ہر شیان بنے گا ناپائیدار ہو گا

مغربی تہذیب کے ان کھلم کھلا پر اب ایرانی اٹھتے ہیں کہ شاید ان کی عورتیں اپنے گرد

نوجوانوں اور طالب علموں کو جو بوجہ طواغیتِ تعلیم بہت دیر تک غیر شادی شدہ رہتے ہیں جمع کر کے ایرانی سوسائٹی کو مغربی جہنمی آزادی کے دھمکے لاسکیں۔

اس منصوبے کا اظہار اگر کوئی شیعہ مجتہد یا اہل بیت اللہ کرتا تو چنداں تعجب نہ تھا ان لوگوں

سے اور امید بھی کیا کی جا سکتی ہے۔ لیکن ہم حیران رہ گئے جب روزنامہ جنگ، ۱۹ ستمبر ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں صفحہ اول پر ان کے صدر رفسنجانی کا یہ بیان پڑھا۔

ایرانی معاشرے کو بچانے کے لیے متعہ عام کرنا ہو گا

اس سے صرف تین روز قبل اسی اخبار نے رفسنجانی کے نام سے یہ خبر بھی شائع کی تھی۔

”ایران میں غیر شادی شدہ افراد کو متعہ کی اجازت دے دی گئی“

”اسلام متعہ کی اجازت دیتا ہے“ رفسنجانی

ایران کے صدر علی اکبر ہاشمی رفسنجانی نے غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کو متعہ کے

ذریعہ اپنی جہنمی ضروریات کو پورا کرنے کی ہدایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ انسانی فطرت کو کچلنا

غلط ہے۔ اس لیے کنوارے افراد، رنڈوے، اور بیوہ عورتیں مختصر مدت کے لیے غیر رسمی شادیاں کر سکتے ہیں۔ (جنگ لندن ۴، دسمبر ۱۹۹۰ء)

پھر یہ خبر بھی ہم نے پڑھی :-

ایران میں اسلامی انقلاب کے گیارہ برس بعد صدر علی اکبر خامنہئی رفسنجانی نے معنی اور سماجی میل جول کی طرف زیادہ لبرل رویہ اپنانے کی مہم شروع کی ہے۔ انہوں نے متحدہ کی ضرورت پر دوبارہ زور دیتے ہوئے کہا کہ اگر ایران نے بڑی تعداد میں اپنے لوگوں کی معنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے غیر رسمی قلیل المیاد شادیاں کو تسلیم نہ کیا تو اسے شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایرانی ۲۰۲ پر انٹرویو دیتے ہوئے صدر رفسنجانی نے کہا کہ وہ متحدہ کے متعلق سنجیدہ بحثہ اٹھا رہے ہیں اور وہ اس پر اصرار کرتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر متحدہ کو عام نہ کیا گیا اور اس کے ساتھ منسلک بدنامی کو ختم نہ کیا گیا تو ہمارا معاشرہ شکست و رنجت کا شکار ہو جائے گا۔ حکومت کو بہت سے مسلمانوں اور خصوصاً نوجوانوں کی معنی ضروریات کو پورا نہیں کر سکیں گے۔

(جنگ لندن ۴، دسمبر ۱۹۹۰ء)

ہم ایرانی صدر رفسنجانی کے اس بیان کے جواب میں ایک شیخہ شکر ذاکٹر موسیٰ الموسوی کا یہ سوال نقل کرنا کافی سمجھیں گے :-

میں ان فقہاء شیعہ سے سوال کرتا ہوں جو متحدہ کے جواز اور اس پر عمل کے مستحب ہونے کا فتوے دیتے ہیں کیا وہ اپنی بیٹیوں، بہنوں اور رشتہ دار لڑکیوں کے ساتھ اس قسم کی حرکت کی اجازت دینا پسند کریں گے یا ان کے بارے میں ایسی بات سن کر ان کے چہرے سیاہ پڑ جائیں گے، رگیں مچھل جائیں گے اور غصے پر قابو نہیں رکھ سکیں گے؟

(اصلاح شیعہ ص ۱۹۹، ڈاکٹر موسیٰ الموسوی)

جن لوگوں کی اسلام کے نظامِ عفت اور عورت کے مقامِ حرمت پر نظر ہوگی وہ مخلوط سوانحی کے موجودہ مغربی ماحول میں متعہ عام کرنے اور لڑکیوں کو کراچی پر لانے کے شرمناک مبنی پروگرام کی کبھی جرأت نہ کر سکیں گے۔

اسلام میں عورت کا نظامِ عفت و حرمت

عفت و عصمت ایک ایسا گورہ ہے جس سے انسان کی انسانیت میں نکھار آتا ہے اور یہ ایک ایسا جوہر ہے جس کی قدر کرنے سے انسان کی انسانیت کو چار چاند لگتے ہیں اور یہ ایک اتنی قیمتی چیز ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی اس کا بدل پیش کرنے سے قاصر ہے جس شخص نے اپنی عفت و عصمت کی حفاظت نہ کی تو پھر اس کی انسانیت تار تار ہو کر رہ گئی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث پاک میں عفت و عصمت کی حفاظت اور شرافت و سجاوٹ اور شرم و حیا کو اپنانے پر بطور خاص زور دیا گیا ہے اور ہر وہ قول و عمل بلکہ ہر وہ حرکت جو کسی درجے میں بھی عفت و عصمت کے خلاف ہو یا جس سے بے شرمی و بے حیائی راہ پائے شریعت میں اسے بہت بڑا جرم بتلایا گیا ہے۔

عفت و حرمت قرآن کی نظر میں

عفت و عصمت کی اہمیت کا اسی سے اندازہ لگائیے کہ قرآن کریم نے اسے بڑی اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اگر کسی پیغمبر پر عفت کے خلاف کوئی طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا تو خود پروردگار عالم نے ان کی صفائی پیش کی اور ان کی شرافت و سجاوٹ کا اعلان فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ اور خود ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برکت اور پاکدامنی کا قرآن نے اعلان فرمایا۔

عفت و حرمت احادیث کی نظر میں

۲ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک میں عفت و عصمت کی اس قدر اہمیت تھی کہ

آپ جن مردوں اور عورتوں سے بیعت لیتے تھے۔ ان میں یہ بات بھی شامل تھی ”وَمَا یُزْنِیْنَہٗ کہ وہ دنیا نہیں کریں گی۔ اپنی عفت کا جنازہ نہیں نکالیں گی۔“ اسی طرح احادیث پاک میں ایسے واقعات وارشادات بکثرت ملتے ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف پیرایوں میں لوگوں کو عفت و عصمت اور شرافت و اخلاق کی تعلیم و تاکید فرمائی۔

جب ابوسفیانؓ سے ہرقل شاہ روم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا کہ وہ تم کو کیا بات بتاتے ہیں۔ اس وقت حضرت ابوسفیانؓ نے فرمایا۔
یا مونا بالصلوۃ والصدقۃ والعفاف والصلۃ۔

ترجمہ: کہ آپ ہمیں نماز صدقہ عفت اور صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں۔
غور فرمائیے۔ نماز صدقہ کے ساتھ ساتھ عفت و عصمت کا بیان اس کی اہمیت کی کس قدر نشان دہی کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دور جاہلیت کے وہ تمام طور و طریقے جن سے عفت و عصمت پر حرف آتا ہو اور فحش و بے حیائی کو راہ ملتی ہو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کا نہ صرف سد باب کیا بلکہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان جرائم کے خاتمہ کے لیے سخت سزائیں مقرر کیں تاکہ معاشرہ سے حیرانیت کو ختم کیا جائے اور عفت و عصمت کی اہمیت کو آ جاگر کیا جائے۔

مگر انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ ایران سے اٹھنے والی حضرات میں ابھی ایک متعہ کی صدا باقی تھی جسے رفسخانی نے پورا کر دیا۔

مسئلہ متعہ کیا ہے؟ اس کے کیا ضنائل ہیں؟ اس کی کیا قیمت ہے؟ اس کی تفسیل آپ اگلے صفحات میں ملاحظہ کریں گے۔ یہاں صرف اس بات کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ متعہ عفت و عصمت کی عند کا نام اور شرم و حیا کا جنازہ نکلنے کا نام ہے۔ ایرانی رفسخاؤں کے اس اعلان سے نہ جانے کتنی معصوم لڑکیاں عفت و عصمت کا جنازہ نکال چکی ہوں گی۔ کتنی عورتوں نے عزت کے سودے کر ڈالے ہوں گے۔ کتنوں کی عزت و حرمت کی دھجیاں بکھر گئی ہوں گی اور اس کے لیے کتنے آیت اللہ آگے بڑھے ہوں گے اور اس کے اثرات کہاں کہاں پڑے ہوں گے۔

اس ایرانی اعلان نے بطلان میں رہنے والے مسلمان نوجوانوں کو عیاشی و فحاشی کی کتنی راہیں فراہم کر دیں یہ الگ داستانِ عبرت ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ دنیا میں عیاشی پھیلے ہم انہیں عذاب الیم کی بشارت دیتے ہیں۔ یہ بطلانِ جہاں کی بد تہذیبی و بے تمیزی مسلمانوں کے لیے دہر قاتل ہے۔ جہاں قدم قدم پر شیطنت کا حملہ ہے۔ جہاں ہر موڑ پر فحاشی و عیاشی، بے حیائی اور بے شرمی کے حیا سوز نظائے ہیں جو ہمارے نوجوانوں کو اپنے دامِ تزویر میں لینے کے لیے بے چین و بے تاب ہیں۔ افسوس کہ اس اعلان نے ہمارے نوجوانوں کو اس جانب قدم بڑھانے کی اجادت دے دی اور یہ اجادت بھی قرآن کے نام پر — اسلام کے نام پر دی گئی ہے۔ اس لیے یہاں کا ہر وہ نوجوان جو کہ تہذیبِ مغرب کا عاشق ہے، اپنی عیش و عشرت کو اب اسلام کا نام دے کر اپنے شیطانی جذبات کی تسکین کر رہا ہے اور وہ سمجھ رہا ہے کہ میں کسی نہ کسی آیتِ اللہ کی پیروی کر رہا ہوں۔ معلوم نہیں ایرانی سفارت کو متوہ عام کرنے کی ضرورت اب کیوں پیش آئی ہے اور اس لیے یہ قبیح عمل اسلام کے نام پر ملوث کر کے شریعتِ محمدیہ کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔ اگر انہیں اپنے مشہور مسئلہ کا اتنا ہی شوق چرایا تھا تو شوق سے اس پر عمل کرتے۔ مگر اسلام اور شریعتِ محمدیہ صیسی، پاک اور مبارک شریعت کو تو بدنام کر دیتے۔

یہاں کے غیر مسلم کیا کہتے ہوں گے۔ انہوں نے بھی تک اپنی گول فریڈز کو صلیبی تقدس نہیں دیا۔ مگر ایران کی مذہبی حکومت نے اس میں کوئی عار محسوس نہیں کی۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواهہم ان یقولون الاککافا

ایرانی صدر رفسنجانی کے اس اعلان نے ایران میں کیا اثر پیدا کیا ہوگا اسے اہل ایران جانیں۔ لیکن ہمیں خبر ملی کہ یہاں جو نوجوان کسی مذہب و مسلک کے نہ تھے اور ان کی زندگی میں کبھی کوئی دینی نقشہ عمل نہیں نہ دیا گیا۔ وہ نہایت اہتمام سے متعہ کے لیے لڑکیاں تلاش کر رہے ہیں۔ ہم نے انہیں منع کیا تو انہوں نے ہم سے بحث شروع کر دی۔ خطوط بھی لکھے اور متعہ کی حمایت میں کچھ کتابیں اور پمفلٹ بھی بھیجے۔

ہم نے ان کا بغور مطالعہ کیا، مگر فہموس کہ ان میں ایک دلیل بھی ایسی قوی نہ ملی جس کی سند حضرت علیؑ تک پہنچتی ہو۔ یہ لوگ خود خواہ ان کا نام بدنام کرتے ہیں اور طرفہ متاثر ہے

کہ انہوں نے متعدد کو ایک عمل نہیں ایک عبادت کا نام دے رکھا ہے۔ (خالی اللہ المشتکی)
 اساتذہ محترم محقق العصر حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا
 انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے نہ صرف اس پر ایک جامع اور تحقیقی مقدمہ تحریر فرمایا بلکہ جایز
 مفید مشوروں سے بھی نوازا اور بعض مقامات پر اصلاح بھی فرمائی۔

فجزاه اللہ خیر الدارین احسن الجزاء۔

ضرورت ہے کہ اب اس کتاب کی پاکستان اور ہندوستان میں بھی خوب اشاعت
 ہو تاکہ وہ ممالک اس عیاشی سے محفوظ رہ سکیں اور شرعی معاملات اور تحریفات کے پردے
 بھی کھل جائیں اور کوئی نوجوان جہنی خواہشات کے نشہ میں اپنا مذہب تبدیل نہ کرے۔

اللہم احفظنا من شرور بنی متبعہ فی کل بلدۃ من بلاد الاسلام۔ آمین

والسلام

محمد اقبال رنگونی مضاف اللہ عنہ
 اسلامک اکیڈمی پانچٹر

مقدمہ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبوة بعده وعلیٰ آلہ و

اصحابہ الذین ادعوا عہدہ۔ اما بعد :

ہمارے اکثر بھائی حیران ہوتے ہیں کہ اسلام جس کی بلند پایہ تعلیمات نہایت ہی اعلیٰ اور پاکیزہ اخلاق کا نمونہ پیش کرتی ہیں اور جس کے رسول معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا مقصد بعثت ہی " بعثت لاقتمو مکارم الاخلاق " کے الفاظ میں تعمیر اخلاق قرار دیا، اس میں متعہ جیسے فحش، حیا سوز اور اخلاق باختہ مباحث کیسے قائم ہو گئے، لیکن جو حضرات تفتیش اسباب کے میدان میں اترے، انہوں نے یہ چہ و چاہا کہ جب سلطنت ایران اور دولت یونان ضربت فاروقی کے ایک ہی صدر سے پاش پاش ہو گئیں تو دشمنان اسلام نے منافقت کے لباس میں حضرت فاروق اعظمؓ بلکہ خود اسلام کے خلاف جو بزدلانہ سازش کی اس کی دسیہ کاریوں کا ایک عنوان " عبادت متعہ " بھی ہے۔

جب کفر و الحاد کے ستون گر گئے اور ان کی حکومتیں مٹ گئیں تو دشمنان اسلام کے لیے صرف ایک ہی صورت باقی بچی کہ دوست بن کر دشمن کا کام کیا جائے اور اسلام سے اختلاف کرنے کی بجائے اسلام میں اختلاف پیدا کیے جائیں۔ اس سازش کی پرورش قدرتی طور پر اپنی علاقوں میں ہونی جنہیں حضرت مہر فاروقؓ نے فتح کیا تھا، یہ خوفناک سازش اسلام اور اسلامی فتوحات کے خلاف ایک جذبہ انتقام تھا، ایرانی شاہ عرصائے کرد و فنا کہتا ہے کہ

بہشت عمر شیت ہر بران جسم را برباد فنا داد رگ و ریشہ جسم را
ایں عہدہ بر غصب خلافت ز علی نیست با آل مہر کینہ قدیم است مجھ را کہ

۱۔ میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقی بزرگیوں کی تکمیل کروں۔

۲۔ تاریخ ادبیات ایران جلد ۴ ص ۴۹

ترجمہ عمر نے جنگل کے شہروں کی پشت توڑ کر رکھ دی اور مجید ایرانی کے
لگ دریشہ کو پا مال کر دیا۔ اہل ایران کا جھگڑا حضرت عمرؓ سے اس لیے نہیں
کہ انہوں نے علیؓ کا حق پھینکا بلکہ فاروقی لشکروں سے عجم کی پُرانی دشمنی
پہلی آڑی ہے کہ آپ غارت گرجم کیوں تھے۔

مشرقِ محقق براؤن کی غیر جانبدارانہ رائے کے ملاحظہ ہو۔

غلامی کے راجہ میں سے دوسرے خلیفہ حضرت عمرؓ سے جو اہل عجم متغیر ہیں تو
اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ غارت گرجم تھے۔ اگرچہ اس نفرت
کو مذہبی رنگ دے دیا گیا لیکن اصل حقیقت اندر سے صاف نظر آتی ہے۔

ان اشقیاء نے بظاہر تو اسلام قبول کر لیا لیکن دغا اپنے پُرانے عجمی دین سے ہی
رکھی۔ فتح اسلام سے پہلے ایران میں ساسانی خاندان حکمران تھا جس کا سرکاری مذہب دین
درشت تھا۔ ساسانی سوسائٹی میں جو اخلاق اور معاشرتی رسم و رواج قائم تھے ان لوگوں
نے آہستہ آہستہ انہیں ہی اسلام کا نام دینا شروع کر دیا یہاں تک کہ اسلام سے انتقام
لینے کے لیے اسلام کے نام پر ایک اور کُپر و نظام قائم ہو گیا اور ایک نیا مذہب بن گیا جس کے
موتے موٹے بنیادی اصول یہ قرار پائے۔

① — قرآن پاک میں تبدیل و تحریف کے الزامات اور اس میں کسی بیٹی کی تشکیکات
پیدا کرتے رہنا تاکہ بنیاد اسلام ہی متزلزل ہو جائے۔

② — سب عربوں کے خلاف بالعموم اور ان صحابہؓ کے خلاف بالخصوص نفرت پیدا کرتے
رہنا جنہوں نے ایران کو فتح کر کے داخل حدود اسلام کیا ہے۔

③ — مسلمانوں میں سے صرف اسی خاندان کے ساتھ اظہارِ عقیدت کرنا جس کی رگوں
میں ایران کا شاہی ساسانی خون موجود ہو۔ یعنی آخری ساسانی تاجدار یزدگرد ثالث کی بیٹی
شہر بانو کی اولاد کو ہی اپنی عقیدت و محبت کا مرجع بنانا اور یہی اصول الاپنا کہ اس خاندان

کوئی حکومت کرنے کا الٹی حق حاصل تھا اور جنہوں نے بھی حکومت کی وہ سب قاصب تھے۔

(۴) — تبقہ متعہ عاریۃ الفرج اور تزویج نحریات، جیسے جیاسنڈ اعمال کو اعلیٰ درجے کی عبارات قرار دے کر اسلام کے نظام اخلاق کو تباہ کرنا۔

(۵) — تمام اسلامی حکمرانوں کو اپنی مجالس خاصہ میں قاصب حکومتیں قرار دینا اور انہیں رختہ اندازی کے اسباب کی مسلسل تلاش کرتے رہنا۔ ابن علقمی اور محقق طوسی کی طرح تحت خلافت تک اگلنے سے باز نہ رہنا جیسے کہ صفویوں نے ترکوں کے مقابلہ میں مول مغرب کے ساتھ صرف اس لیے سازش کی تھی کہ ترک سُنی مسلمان تھے۔

ایرانی سوسائٹی کے جس عمل کو آج عبادت متعہ کہا جاتا ہے۔ اس کی اصل اسلام سے پہلے کے سامانی نظام معاشرت سے لی گئی ہے۔ وہاں شادیاں دو قسم کی ہوتی تھیں ایک مستقل اور ایک عارضی مستقل شادی کے میاں بیوی کے لیے پہنچوی زبان میں شہرہ اور زن کے الفاظ استعمال ہوتے تھے لیکن عارضی شادی کی صورت میں شوہر اور بیوی کے لیے میرگ اور زیانگ کی قانونی اصطلاحات تھیں بلکہ

اس عارضی شادی کے لیے رنگواہوں کا کہیں ثبوت ملتا ہے اور نہ اس میں عورت کے وارثوں کی اطلاع یا رضا ضروری تھی، اس میں نہ وراثت پہنچتی تھی نہ طلاق ہوتی تھی، اور نہ ہی ازدواج کی اولاد اپنے اصل باپ کی طرف منسوب ہوتی تھی بلکہ

فتح اسلام کے بعد ان لوگوں کو جب ایسی عیاشیوں اور لذت سامانیوں کا کوئی رستہ نہ ملا تو انہوں نے اسی رسم کو عبادت متعہ کا نام دے کر اپنی ضرورت پوری کر لی، نہ زن محمود چار میں شمار ہوئی (کافی جلد ۱۹) نہ اس کے لیے وراثت کی قید رہی (عصۃ ۱۹) نہ طلاق کی حاجت پڑی (عصۃ ۱۹) اور نہ ہی اس کے لیے گواہ اور ولی کی ضرورت ہوئی (عصۃ ۱۹) بلکہ اسے تو ایک کڑی پرلی ہوئی عورت شمار کیا جانے لگا۔

② — ان منافقوں نے "عاریتہ الفرج" کی اصل بھی مجوسی نظام معاشرت سے لی اور اپنی طرف سے اسے اسلام کا نام دے دیا۔ نو نمارک کی کوپن ہاگن یونیورسٹی کے پروفیسر آر تھمر کرشین سین ساسانی نظام معاشرت کے بارے میں لکھتے ہیں:-

شوہر عہداز تھا کہ اپنی بیوی یا بیویوں میں سے ایک کو خواہ وہ بیاہتا بیوی ہی کیوں نہ ہو کسی دوسرے شخص کو جو انقلاب روزگار سے محتاج ہو گیا ہو اس عرض کے لیے دے دے کہ وہ اس سے کسب معاش کے کام میں مدد لے سکے اس عارضی ازدواج میں جو اولاد پیدا ہوتی تھی وہ پہلے شوہر کی بیوی مانتی تھی بلکہ

اس صورت کو جب اسلام میں داخل کر کے کی سازش ہوئی تو اس نے روایات کی شکل یوں اختیار کی:-

قال سألت ابا عبد الله عبد السلام عن عاريتہ الفرج قال لا بأس به۔

ترجمہ: اس نے کہا میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا عاریتہ الفرج کے بارے میں فرمائیے آپ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔

③ — ساسانیوں کے اس معاشرتی نظام میں یہاں تک تکلیف محرومات کے ساتھ شادی کو مذہبی جواز کی صورت دے دی گئی تھی اس قسم کی شادی کو "خوید و گدس" کہتے تھے۔ اوستا میں اس کے لیے "خوئیت و ودزا" کے الفاظ ملتے ہیں۔ "بگ ٹسک" اور "دور شستا" لکڑی میں اس قسم کی شادی کی بڑی عظمت بیان کی گئی ہے اور کہا ہے کہ ایسی منزوجت پر خدا کی رحمت کا سایہ پڑتا ہے اور شیطان اس سے دور رہتا ہے۔ مفسرین اوستا میں سے نرسی بزرگھر مفسر کا یہاں تک دعوے ہیں کہ خوید و گدس سے کہا نہ کہ کفارہ ہوتا ہے۔ جیسی موردخ ہیریون ساگ نے جو یہ لکھا ہے کہ ایرانوں کے ان شادیاں بلا امتیاز ہوتی تھیں تو وہ غالباً اسی رسم کی طرف اشارہ ہے۔

اب اس سے فروع کافی جلد ۲ ص ۱۵۲ کی اس روایت کا موازنہ کیجئے۔
 اَلَّذِي يَتَزَوَّجُ الْمُحَارِمَ اَلَّتِي ذَكَرَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فِي كِتَابِهِ تَحْرِيْمِهَا
 فِي الْقُرْآنِ مِنَ الْاِمْهَاتِ وَالْبَنَاتِ اِلَى اَخَوَاتِهَا كُلِّ ذَلِكَ حَلَالٌ
 مِنْ جِهَةِ التَّزْوِيجِ ۱۶۸

ترجمہ جو شخص محرمات جن کی حرمت خدا نے قرآن میں بیان کی ہے جیسے
مائیں بہنیں وغیرہ ان سے نکاح کر لے تو یہ سب نکاح کی جہت سے
عادل ہیں۔۔۔ حرام اس جہت سے ہیں کہ اللہ نے انہیں حرام کیا ہے۔
البتہ ذخیرۃ الحاد ص 95 میں مدلف حریر، کی قید ضرور موجود ہے کہ رشیم لیٹ لیں تو
گو یا وہ محارم نہیں رشیم کے کڑے نے بدن سے بدن گلتنہ نہیں دیا۔

بہر حال خلاصہ کلام یہ ہے کہ برائی سوسائٹی کے جس عمل کو آج عبادت متعہ کہا جاتا ہے اس کی اصل اسلام سے پہلے کا عمومی نظام معاشرت ہے اور اسلام کا اس کے کوئی تعلق نہیں۔ یہ عبادت متعہ کبھی بھی کسی اسلامی فرمانے میں مشروع نہیں رہی اور نہ ہی اسلام کا نظام اخلاق اس جیسے حیا سوز فعل کی ایک لمحے کے لیے بھی اجازت دے سکتا ہے۔

یہاں یہ حقیقت بھی پیش نظر ہے کہ متعہ ایک لفظ مشتعل ہے جسے بعض اوقات تو
 نکاح موقت کے لفظوں میں بولا جاتا ہے جس میں نکاح کے باقی سب وہی قانون ہیں جو
 نکاح مابعدی میں پائے جاتے ہیں۔ جیسے گواہوں کی موجودگی، اعلان عام، مدت نکاح میں
 احوال زوجین کی وفات پر وراثت پانا وغیرہ۔ لہذا صرف مدت نکاح معین ہے اور بعض
 اوقات یہی لفظ متعہ ایسے جنسی رابطے کے لیے استعمال ہوتا ہے جس میں نہ گواہوں کی ضرورت
 ہے نہ اعلان عام، نہ سلسلہ وراثت اور نہ چار میں شمار ہونا وغیرہ۔ دوسرے لفظوں
 میں اسے نہ مانا جاتا ہے۔

پہلی قسم کے متعہ یعنی "مکاح موقت" کے متعلق تو مانا جاسکتا ہے کہ کسی وقت تک اسلام میں جائز رہا۔ لیکن "ایرانی متعہ" کا ایک نسخہ کے لیے "تصور جواز" بھی اسلام کے

ملہ اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب کی اس اساتذہ روایت پر ہے۔

مرتج اخلاق پر ایک ضرب کاری ہے

اسلام کا انجام حیات تو یہاں تک فحاشی کی بڑکاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ
یعنی نکاح موقت کو بھی ہمیشہ کے لیے حرام فرما دیا۔ سیدنا حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔

حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم خیر الحسن الاصلیۃ
ونکاح المتعہ۔

ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن گھر بیو گدھوں کے
گوشت اور نکاح متعہ کو حرام فرما دیا۔

ایرانی سوسائٹی کے اس میاں بے ہوشی نے جب اس واضح حکم کو اپنی لذت سامانیوں
میں مانع دیکھا تو دلیل اور مدلول دونوں پر تاویل کے متعدد صفات کیے اور اس حدیث کے
متعلق یوں وسیعہ کاری کی۔

ان هذه الروایة وردت من جهة التقية.

ترجمہ یہ روایت یقیناً تقیہ کے طور پر وارد ہوئی ہے

ان حضرات نے اپنے لیے راستہ نکالنے کی کوشش تو کی لیکن اس بات پر غور نہ
کیا کہ مجاہدؒ آنحضرتؐ کو تقیہ کرنے کی ضرورت کیا تھی، اور کن لوگوں سے آپؐ نے تقیہ کرنا تھا۔
اور اگر آپؐ بھی تقیہ کرتے تھے تو باقی ذخیرہ دین کا کیا القہد ہے کہ وہ ازراہ تقیہ تھا یا ازراہ
حقیقت۔ کچھ تریار لوگوں نے سوچا ہوتا کہ ”اے ایں راہ کہ تو سے روی بہ کوستان است“
ممکن ہے کہ اس حدیث کو تقیہ پر عمل کرنے والے گدھوں کا گوشت بھی کھاتے ہوں کیونکہ
ان کے متعلق اور متعہ کے متعلق ایک ہی اعلان ہے۔ اگر وہ حقیقت پر مبنی ہے تو متعہ بھی حرام
تھوڑا، اور اگر یہ تقیہ پر مبنی ہے تو گدھے بھی حلال تھوڑے۔

یہ تو ان لوگوں کا دلیل میں تصرف تھا اور مدلول میں خیانت یہ کہ جس متعہ کا ذکر
یہاں ہے اس سے ایرانی سوسائٹی کا متعہ مراد لیا ہے۔ حالانکہ جس نکاح متعہ کو یہاں حرام
فرمایا گیا اس سے نکاح موقت مراد تھا جس میں وہ تمام شرائط موجود تھیں جو نکاح حقیقی

میں پائی باقی ہیں، اس شریعت نے اس ایک استثناء یعنی تعین مدت کو بھی گوارا نہ کیا اور اسے اسلامی نظام معاشرت کے منافی سمجھتے ہوئے صاف صاف فقہوں میں حرام قرار دے دیا۔ پس جن حضرات نے اپنے خاص مقاصد کے پیش نظر اس حکم کو مستثنیٰ کر قبضہ پر محمول کیا، ان کا یہ بھی فرض تھا کہ اس سے نہکاح موقت، بجمع شرائط الشکاح مراد لیتے، لیکن انہوں نے صاف منہ سے کفریہ خیانت کی انتہا پر تہمتیں لگائیں، انہوں نے اس سے ایرانی سوسائٹی کا وہ مستند مراد لے لیا جس میں اور زمانہ میں ایک عام نگاہ بھی کوئی فرق نہیں کر سکتی۔ ایسا مستند نہ کسی حلال ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ بہتان اور کذب و زور اور اقتدار ہے کہ زنا کی یہ صورت اجتہاد کے اسلام میں بلا تکی تھی اور بعد میں اسے حضرت محمد فاروقؓ نے حرام قرار دیا۔

اسلام میں برائیوں کی تدبیر کی روک تھام

اسلامیات کے طلبہ جانتے ہیں کہ دعوت اسلام ابتدا میں قوموں اور علاقوں کے فطری تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر ہی ہے اور برائیوں کی روک تھام بھی اسلام نے تدبیر بنائی ہے۔ مکہ میں عبید بن جراحؓ کی تعلیم تھی اور جہاد کا نام و نشان تک نہ تھا۔ قرآنیوں کے اس دور میں مومنین کو اپنا سب کچھ چھوڑنا پڑا، یہاں تک کہ اپنے گھر بار سے وہ بھی مل سکے۔ یہ اپنا سب کچھ چھوڑنے والے مہاجرین کہلاتے اور ان کی مدد کرنے والے انصار۔ اب یہ قوم مدینہ آپہنچی تھی اور مدینہ ان کا مرکز تھا۔ پھر کہیں جا کر انہیں جہاد کی اجازت دی گئی کہ ان منظمہ قوم کو اب تمام لوگوں کے سامنے اٹھنا جائز ہے، جس کا حکم بھی دیا گیا۔

مسلمان دعوت کی بے پردگی اسلام کے نظام حیا کے خلاف تھی، مگر اس کا حکم بھی دیر میں ہوا، ان دنوں اسلام کا فلسفہ عمل برائیوں کی تدبیر کی روک تھام تھا، شراب کی حرمت بھی ایک ہی دفعہ نہ ہوئی، اسے پہلے رزق پر مشتمل کہا گیا، پھر کہیں جا کر اسے کلیۃً مباح ٹھہرا دیا گیا۔

اسلام میں انتہائی لائق قدغن برائیاں

اسلام میں پھر بنیادی برائیاں ہیں، جو شراب، فحش، شہادت زور، چوری اور زنا۔

— باقی جتنی بھی برائیاں معاشرے میں ہو سکتی ہیں وہ سب ان کی فروع میں اسلامی نظام حیات میں ان پر پوری گرفت ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام نے ان کے خلاف اتنی دور میں نہ کوئی اعلان کیا نہ ان پر قہر من لگائی۔ شراب پینا و درجہ طہیت میں برائی نہ تھی، لیکن زنا ان دنوں بھی ایک عیب سمجھا جاتا تھا اور اولاد زنا اولاد نکاح کے درجہ میں نہیں سمجھی جاتی تھی۔ سو شراب تو تدریجاً حرام ہوئی مگر زنا اسلامی معاشرہ میں ابتداء سے ہی حرام ٹھہرا۔ اب زنا کے جملہ ذرائع کا سبب باب ضروری تھا۔ حکم ہوا کہ تم زنا کے قریب بھی نہ جاؤ زنا کے قریب جانے کے جتنے بھی مواقع ہو سکتے تھے ان پر تدریجاً قہر من لگائی گئی، لیکن خود زنا ایک ہی دفعہ حرام ٹھہرا گیا۔ جیسی بے راہروی کا ایک بڑا سبب جوان مردوں کا ایک لمبے عرصے کے لیے اپنے گھروں سے دور رہنا بھی ہو سکتا تھا۔ دشمنوں سے فریگ بعض اوقات مجاہدین کو کسی کئی دن اپنے گھروں سے دور رکھتی۔ خود شیر کی فتح میں مسلمانوں کے کتنے دن لگے تھے۔

نکاح موقت کو اسلام کے نظام اخلاق کے خلاف تھا اسے یکسر ختم نہ کیا گیا یہ عورت کے مقام احترام کے بھی خلاف تھا تاہم اس سے کچھ وقت تک کے لیے نہ روکا گیا۔ اس میں اور زنا میں جلی فرق واضح تھا۔ مگر اسلام انسان کا شرف انسانی اس سے اوجھا رکھنا چاہتا تھا۔ اپنے گھر سے لمبے سفروں اور طویل جنگوں میں تو اسے جائز رکھا گیا لیکن عام گھریلو زندگی میں اور روزمرہ کے اعمال میں کہ مکرمہ سے ہی یہ تعلیم ملی آرہی ہے۔

والذین هم لفر وجہم حافظون الاعلى ازواجہم او ما ملکت
ایمانہم فانہم عنین ملومین، فمن ابتغى وراء ذلك فاولیک
هم العادون۔ (سُورَةُ النُّورِ آیت ۵ تا ۷)

ترجمہ۔ وہ مومن فلاح پاگئے جو اپنی شرکاءوں کی حفاظت کر لے والے ہیں
ماسوائے اپنی بیویوں کے اور ملک یمین باندیوں کے۔ سو ان پر کوئی ملامت
نہیں۔ جو ان کے سوا کوئی اور راہ ڈھونڈے تو وہ بے شک دیادنی کرنے
والے ہیں۔

اسلام کا عام قانون اخلاق یہی تھا۔ مگر جوانوں کو ابتداء میں زنا سے بچانے کے لیے لمبے سفروں اور جنگوں میں نکاح موقت کی اجازت دینی ضروری تھی۔ تاکہ وہ کسی غلطی میں مبتلا نہ ہو۔ یہ اجازت اس وقت ختم ہو جاتی جب جنگ سے واپسی ہو جاتی۔ پھر دوسری جنگ میں اس کا موقع انہیں اسی اصول کے مطابق بتا کہ ایسے حالات میں وہ پھر نکاح موقت کر سکیں اور پھر وہ ایسا کر لیتے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ پہلی جنگ میں اس کا ختم ہونا اس کا نسخہ تھا اور اب دوسری جنگ میں پھر اس نسخہ کا نسخہ ہوا۔ پھر عمل ہوا اور پھر اس کا نسخہ ہوا۔ یہ بات یاد کرنے کے لائق نہیں۔

افطار کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو ہر روز کے انتہا پر ہوتی ہے وہ ایک مدت صوم کا افطار ہے اور دوسرا عید کے دن کا افطار ہے صوموا لرؤقہ الہلال واغظروا لرؤقہ میں اسی افطار کا بیان ہے۔ یہ دوسری افطار ہے کہ اب روزوں کے دن گئے۔ مدت جنگ ختم ہونے پر متہ کا حرام ہونا اور پھر کسی وقت کلیۃً اس کا حرام ہو جانا ان دو میں ہرگز کوئی تضاد نہیں ہے۔

ابتداء میں خاص حالات میں اس نکاح موقت کی اجازت تھی اور یہ بیوی از ولج میں اور چلہ کی تعداد میں برابر شامل سمجھی جاتی تھی۔ مگر اسلام نے کچھ عرصہ بعد اسے اس نکاح موقت کو، کلیۃً حرام ٹھہرایا اور پھر ان خاص حالات میں بھی اس کی اجازت نہ رہی۔ — پھر مسلمان حکمرانوں نے یہ پالیسی بنالی کہ فوجی لوگ سرحدوں پر چار ماہ سے زیادہ کے لیے پابند نہ رکھے جائیں انہیں گھر جانے کے مواقع آسانی سے مہیا کیے جاتے ہیں۔ نکاح موقت میں عورت صرف عینی تقاضے کے لیے نہ ہوتی تھی، غاوند کے مال و سامان کی دیکھ بھال اور کھانے وغیرہ کا اہتمام بھی وہ کرتی تھی۔ اس میں بے حیائی کا کوئی پہلو سامنے نہ تھا۔ ترمذی شریف میں ہے :-

فیتزوج المرأة بعد ما یویا انہ یقسم فتنظله متاعہ وتصلح لہ شئاً
ترجمہ۔ وہ کسی عورت سے اس انداز سے پرشادی کر لیتا جتنا عرصہ اسے وہاں

رہنا ہے وہ اس کے لیے اس کے سامان کی حفاظت کرتی اور اس کے لیے کھانا وغیرہ بناتی۔

مگر چونکہ عورت سے یہ تہمت (فائدہ اٹھانا) عارضی تھا۔ اس لیے اسے متعہ النساء بھی کہا گیا ہے۔ تاہم اس کا ایران کے اس متعہ سے کوئی تعلق نہیں جو وہاں اسلام سے پہلے ساسانی دور میں جاری تھا۔ صرف ایران نہیں ایران سے آگے ہندوستان میں وہاں بھی زمانہ قبل از اسلام میں بلکہ رمان کے زمانہ میں جنسی تعلق ختم پورے کرنے کے اس قسم کے بہت سے کام ہوتے تھے۔ یہ اسلام ہے جس نے ان تمام معاشرتی برائیتوں کا سد باب کیا۔ اور پوری اولاد آدم کو شرف الثانی بخشا۔

ہندوؤں میں جنسی تعلق ختم کا عارضی رد عمل

آپ ہندوؤں کے چار ویدوں کے نام سے نا آشنا نہیں ہوں گے۔ وید۔ سام وید۔ یجر وید۔ اتھرو وید۔ ان میں وید میں متعہ اور بیوہ کا نکاح دونوں جائز رکھے گئے ہیں۔ اولاد نہ ہو تو اس کے لیے یہ لوگ نیک کرتے تھے۔ مستقل بیوی نہ ملے تو پھر متعہ کرتے تھے۔

یہاں مستقل بیوی کا لفظ مشترک بیوی کے مقابل ہے۔ ویدک زمانے میں ایک عورت کو اجماعت تھی کہ بیک وقت کئی کئی شوہروں کی بیوی ہو سکتی ہے۔ بعض اوقات چار بھائی ایک ہی بی بی پر بس کر کے تھے۔ شیعوں نے متعہ کا تصور ہندوؤں سے لیا ہے۔ اگر ان کا متعہ وہی متعہ النساء ہے جو ابتداء میں جنگوں کے حالات میں نکاح موقت کے طور پر جاری تھا تو بتائیے کہ وہاں بھی کیا کبھی کوئی عورت کئی کئی مردوں کا متعہ مشق بنی ہے یہیں تو پھر ہندوستانی متعہ یا ایرانی متعہ کو اس متعہ سے کیا نسبت۔ جو ابتداء میں حویل سفروں کے حالات میں عرب میں نکاح موقت کے نام سے کبھی ہوتا رہا۔

مشریف ایم اپنے مقدمہ تفسیر الفرقان میں قرابت کے عنوان سے لکھتا ہے۔

ویدک زمانے میں کثیرالازواجی ہی نہیں بلکہ ایک عورت کو بھی ایک ہی

عالت میں گئی کئی طوروں کے کرنے کی اجازت تھی چار گئے بھائی ایک ہی
بی بی پر بس کرتے تھے... کہتے ہیں رگ وید میں متعہ بھی جائز تھا اور
یہ وہ کامکاح بھی بل
اور پھر آگے جا کر لکھتا ہے۔

ایرانی معاشرت ہندوستان سے بھی کئی درجہ آگے بڑھ گئی تھی ہندوستان میں
تو صرف اس قدر تھا کہ چار بھائی ایک ہی عورت سے شادی کر سکتے تھے
... مگر ایران میں صلبی تعلقات (رشتوں) پر بھی مٹی پڑ گئی تھی سگی بہن بیٹی
اور بعض اوقات ماں بھی بی بی بنائی جاتی... ایران میں اس قبیح رسم کو کوئی
عیب نہیں گنا جاتا تھا اور چونکہ عام طور پر رائج تھی اس لیے اس سے یہ کوئی
عیب بھی نہیں رہی تھی بلکہ

شیعہ اسی ایرانی متبذیب اور اسی موسیٰ دین کے وارث ہیں یہ لوگ گراپنے آپ کو
مسلمان کہتے مگر ان کی امتیازی دلائل سب عجیب متعہ بھی اپنی صدموں میں سے ایک ہے
جو مسلمان کو شیعیت کے آئینہ میں دیکھنا پڑا۔

جنسی خواہشات کی تکمیل میں جب انہیں متعہ سے سیری نہ ہوتی تو پھر انہوں نے اسے
عبادت کا نام دیا اور اس کے فضائل اور برکات میں وہ روایات لکھیں کہ انسانی شرافت
سربلغ کر رہ جاتی ہے۔

ان کا ایک فرقہ سمیعہ نام کا ہے وہ جنسی تسکین کے لیے مردانہ متعہ کو بھی جائز رکھتا
ہے لیکن بڑی عمر کے مردوں سے نہیں۔ مردوں سے جن کی مسہیں ابھی بچھوٹی نہ ہوں —
اشنا مشریوں کا مشہور مؤرخ ابو محمد حسن بن موسیٰ نے نو بجتی جو تیسری صدی کے آخر میں گزرا ہے
فرقہ الشیعہ میں لکھتا ہے۔

مرکز انتشارات علمی میلٹ ایران نے اس کتاب کو ایران سے بڑی آہ و تپاب سے شائع
کیا ہے نو بجتی لکھتا ہے۔

وہ بہتر شدن باز دیکھا و خوشیاں و از زمان و مردوں جائز دانند
و دریں بارہ سخن خداوند را کہ فرمود اوین و چہر ذکر انا و انما آپ شویا،
تاویل کردہ گواہ خود آوردند۔

ترجمہ۔ اپنے ہمسایوں اور قریبی رشتہ داروں کی عورتوں اور ان کے گھروں
سے ہم ہتھ ہونا جائز سمجھتے ہیں اور اس سلسلہ میں قرآن کریم کی آیت (اور وہ
انہیں مردوں اور عورتوں سے تزویج دیتا ہے) سے استدلال کرتے
ہیں اور اس سے اپنا گواہ ٹھہراتے ہیں کہ مردوں کا بھی تزویج ہو سکتی ہے
متحدہ مردانہ کے جواز کا تقاضا تھا کہ اب یہ اس عمل کو اپنی عورتوں سے بھی جائز رکھیں
اور جب عورتوں سے انہوں نے یہ کارکردگی جائز رکھی تو اب کون سا قانون یا اخلاقی ضابطہ ہو
ہو سکتا ہے جو انہیں مل قوم لوط سے باز رکھے۔

نہایت افسوس ہے کہ انہوں نے اپنی بیویوں سے یہ عمل کرنے کو قرآن کے نام سے جواز
بخشا۔ قرآن میں کہا گیا تھا کہ تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تم ان کے پاس
مردہ سے چاہو آؤ۔ اسے انہوں نے اپنے حق میں سند جواز سمجھ لیا اور یہ نہ سوچا کہ
اگر تم اپنی بیویوں سے یہی فعل کرو تو کیا اس عورت میں بھی وہ کھیتیاں رہیں گی اور کیا اس طریق
سے کوئی پیدائش ممکن ہے حضرت لوط علیہ السلام نے ایسا کام کرنے والوں کو اسی بات کی
طرف توجہ دلائی تھی۔

أَأَنْتُمْ لِنَاثِقُونَ الرِّجَالِ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ. (پاک الحکومت)

ترجمہ۔ تم آتے ہو مردوں پر اور قطع کرتے ہو راہ نسل انسانی چلنے کی۔

اب وہ روایات لیجئے جو شیعوں نے اپنے اس فعل بد کے لیے وضع کر رکھی ہیں اور
ظہر بالائے ظلم یہ کہ انہوں نے یہ روایات ائمہ اربعہ کے ناموں سے بنائی ہیں۔ اس سے زیادہ
اہلبیت سے بدتر وہی اور کیا ہوگی؟

یہ آپ سوچیں۔ ان کے بیان کے مطابق حضرت امام جعفر صادقؑ سے یہ مسئلہ پوچھا

گیا تو آپ نے فرمایا :-

عن امیان النساء فی اعجازهن ۹ قال لا بأس ثم تلا هذه الآية نسألكم
حرف لکم قاتوا حردکم انی شئتہ۔

ترجمہ: عورتوں کے پیچھے محبت کرنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں۔
قرآن کریم میں ہے: تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تم آؤ کھیتوں
پر جیسے چاہو۔

شیعہ کی جس قدیم تفسیر سے یہ حوالہ لیا گیا ہے اس کا نام تفسیر عیاشی ہے۔ اس سے بڑھ کر
ان حضرات کی عیاشی کہا ہو گی کہ آگے پیچھے تک میں فرق نہ کریں۔

ہاں اثنا عشر لیل نے یہ شرط ضرور لگائی ہے کہ ایسا تب کر سکتے ہیں کہ عورت
اس سے راضی ہو (یعنی وہ اس کی عادی ہو ورنہ راضی کیسے ہوگی)۔

امام رضا سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے عجیب استدلال فرمایا کہ جب حضرت لوط
علیہ السلام نے ان بدکاروں کو اس محل سے روکا تھا تو اس کے بدلے انہوں نے انہیں اپنی
بیٹیاں پیش کی تھیں اور یہ بات انہیں معلوم تھی کہ یہ فطری راہ کے عادی نہیں بلکہ اس کا
مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ پیغمبر وقت نے عورتوں سے اس فعل کو جائز قرار دیا۔
استغفر اللہ العظیم۔

سألت أبا الحسن الرضا عن إتيان الرجل المرأة من خلفها فقال أحلها
آية من كتاب الله قول لوط هؤلاء بناتي هن أحلهن لكم ولقد
علمنهم لا يبدون الفرج۔

ترجمہ: میں نے امام رضا سے پوچھا کہ کیا آدمی عورت کے پیچھے سے آ سکتا ہے؟ آپ نے
فرمایا اسے قرآن کی ایک آیت حلال قرار دیا ہے وہ لوط علیہ السلام کی یہ بات ہے کہ یہ میری
بیٹیاں ہیں جو وہ پاک حالت میں ہیں۔ لوط علیہ السلام جانتے تھے کہ وہ ان کے
آگے سے آئیں گے۔ (استغفر اللہ)

۱۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۲ ص ۲۱۶ ۲۔ دیکھئے مہذب الاحكام جلد ۱ ص ۲۱۶ ۳۔ وسیا لک الشیخ عبدالمجید

پھر یہ روایت بھی پڑھ لیجئے کس طرح اس خلاف فطرت فعل کو جائز کیا گیا ہے۔
 عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا اتى الرجل المرأة فی دبرها فقل
 ینزل فلا غسل علیہما وان انزل فقل علیہ الغسل ولا غسل علیہما۔
 ترجمہ: ایک شخص کسی عورت کے پاس خلاف وضع قطرت آئے اور انزال نہ ہو
 تو دونوں پر غسل نہیں آتا۔ اور اگر انزال ہو تو عورت پر غسل نہیں۔

امام جعفر صادقؑ کے نام سے ایسی شخص باتیں کھتے قلم لڑتا ہے۔ ان پاک طینت حضرات
 نے یہ باتیں ہرگز نہیں کہیں۔ اثنا عشریوں نے خود ہی فقہ جعفری کے نام سے ایسا مذہب مرتب کر ڈالا
 ہے۔ غور کریں اگر یہ فعل قبیح عورتوں سے ہو سکتا ہے تو لڑکوں سے اس عمل کیسے خلاف فطرت ٹھہرایا
 جا سکے گا۔ بجز اس کے کہ عورت نکاح میں ہے اور لڑکا نکاح میں نہیں۔ یہ قباحت وہ ہے جو نکاح
 سے آتی لیکن بغیر فعل میں کوئی قباحت نہ دے گی۔ پھر ہمیں یورپ کے اس تاریک معاشرے پر
 انگلی اٹھانے کا کوئی حق نہیں جو مرد کے مردے شادی کرنے کو سند جواز دیتا ہے روزنامہ جنگ
 لندن کی ایک رپورٹ ملاحظہ کریں۔

لندن میں پندرہ ہم جنس پرستوں نے آپس میں شادی کر لی۔ رپورٹ کے مطابق
 یہ پندرہ جوڑے میٹروپلیٹس چرچ میں جمع ہوئے جہاں امریکہ کے ایک نامور
 پادری فادر برنارڈ پیسج اور ریلورڈ جیمز ولسٹن نے انہیں شریعت ازدواج میں ابڑھا۔

جب ہم نے اس پرائنگلی اٹھائی تو ان کے لوگ فقہ جعفری کی کتابوں اور اثنا عشری
 تفسیروں کا ایک ہومارے کر پیچ گئے۔ مجبوراً ہمیں انگلی نیچی کرنی پڑی۔

ڈنمارک کی حکومت کا فیصلہ

روزنامہ جنگ لندن کی ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۹ء کی ایک خبر ملاحظہ ہو۔ روزنامہ جنگ نے یہ خبر

مندن نامنر کے حوالے شائع کی ہے۔ اس کے علاوہ اس کا ایک اور نسخہ بھی دستیاب ہے۔
 ہوندارک کی حکومت نے لواطت پرستوں کی شادی کو سرکاری تحفظ دینے کا اعلان
 کیا ہے جو یکم اکتوبر ۱۹۸۹ء سے شروع ہو چکا ہے۔ اس تحفظ سے فائدہ اٹھاتے
 ہوئے دو مردوں نے آپس میں شادی پر چالی ہے۔ یہ شادی رجسٹرار کے دفتر میں
 ہوئی جہاں شادی کے سرٹیفکیٹ جاری کئے گئے اور مزید دس جوڑوں نے
 اس میں حصہ لیا۔

یورپ کی اس بے راہروی پر ہمیں تعجب نہیں۔ جو قانون غیر الہی بنیادوں پر قائم ہو گا،
 انجام کار وہ غیر انسانی قدرتوں کی پرورش کرے گا اور اس کی چھاپ پورے پیرقوں پر غیر فطری ہو
 گی لیکن اس شکایت سے ہمارا کلیجہ منکرات ہے کہ شیعہ علماء نے کس بے راہروی سے اس فعل قبیح کو
 عورتوں سے جائز رکھا۔ صرف اس وجہ سے کہ دونوں نکاح میں منسلک ہیں۔ لیجئے اہل یورپ نے ہم جنس
 لڑکوں کو بھی شادی کے بندھن میں لاکر اس فعل قبیح کو سند جواز دی۔ افسوس شیعہ علماء اس اخلاقی
 پستی میں گر گئے کہ اب اٹھنا شاید ہی کسی خوش نصیب کو نصیب ہو۔

خلاف وضع فطرت کے خطرناک نتائج

اٹھائیسویں کے اس غلط موقف کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے بعض حلقوں میں لڑکوں سے فعلی
 کی راہ بھی ہموار ہو گئی۔ کیونکہ یہ عمل دونوں صورتوں میں ایک وضع رکھتا ہے عورت سے ہو یا کسی
 لڑکے سے۔ فرق یہ تو صرف یہ کہ وہاں نکاح ہے اور یہاں لڑکا بے گناہ ہے۔ اس فرق
 کو ختم کرنے کے لیے ان کے ایک فرقے نے لڑکوں سے نکاح کرنے کو بھی تجویز سامنے رکھی۔ یہ
 محمد بن نصیر نصیری کے پیرو تھے۔ جو حضرت علیؑ میں خدائی خاتون کے مدعی تھے۔ یا علی مدد کہتا
 ان کے اسی عقیدے کا اظہار تھا۔

ابو عمر الکشی محمد بن نصیر نصیری کے بارے میں لکھتا ہے۔

و یقول با با حلة المحارم و محال نکاح الرجال بعضهم بعضاً فی

ادبارہم ویقول انه من الفاعل والفعول به احد الشہوات و
الطیبات وان الله لم یحرم شیاً من ذلك بل

ترجمہ یہ مہرمات سے نکاح کرنے کو جائز کہتا تھا مردوں کے آپس میں نکاح
کر کے پیچھے سے آنے کو جائز سمجھتا تھا اور کہتا تھا اس میں فاعل اور مفعول
دونوں کی خواہشات ہیں اور دونوں کے مزے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو ان
دونوں میں سے کسی کو حرام نہیں ٹھہرایا۔

ایک دن محمد بن نصیر ایک لڑکے کو کمر پر بٹھائے جا رہا تھا کس لیے؟ حاشیہ نگار لکھتا
ہے۔ یومئذ ان السلام ینکحہ (وہ چاہتا تھا کہ لڑکا اس سے نکاح کر لے) کسی نے اسے
(محمد بن نصیر کو) اس پر سرزنش کی تو اس نے جواباً کہا۔

ان هذا من اللذات وهو من التواضع لله وذل التجبر
ترجمہ یہ کام کر لے میں بڑی لذت ہے یہ اللہ کی خاطر اپنے آپ کو ٹھکانا ہے
اور اس سے تکبر ختم ہو جاتا ہے۔

اپنے آپ کو نیچا کر لے اور تکبر کو ختم کر لے کے لیے یہ خواہش کہ زوجہ ان لڑکے اس
کی پشت پر آئیں اس سے نکاح کریں اس بے میانی اور غلاب وضع نظرت کا آغاز کس سے
ہوا؟ اشتعالیوں کے اسی عینہ سے کہ عورتوں سے ایسا کرنا جائز ہے جب عورتوں سے
یہ عمل قبیح جائز ہوگا تو اب لڑکوں سے اس عمل کو روکنے کے لیے کیا کوئی صورت ہو سکے گی؟
کیے از قوم بے دانستی کرد

نہ کہ را منزلت مانند مرد را

رفتنجانی نے جسی منزل پر زوجہ ان کو مستح کرنے کی عورت دی ہے کیا اس سے ان
میں مردانہ مستح کی راہیں نہیں کھلتیں؟ اخلاق اسلامی اور شرف انسانی ابن آدم کا وقار ہیں
اور بنی نوع انسان کی آؤ پنی منزل ہیں جب انسان اس سے نیچے گرے تو وہ مردانہ مستح کے
لیے بھی رننادے دیتا ہے۔ (استغفر اللہ العظیم)

عصر حاضر میں متعہ کو سند جواز دینے کے حیلے

بجائے اس کے کہ شیوخ و علماء متعہ کے ان مناسبات کو سمجھتے جنہیں ہم اور یاد کر کر گئے ہیں انہوں نے انہیں اسے اصلاح معاشرہ کی ایک بڑی ہی بتایا استاذ توفیق الملکی نے کتاب

المنفعة و اثرها في اصلاح الاجتماعی

لکھی یہ کتاب سرسئی جارا اللہ نیکوستانی کی کتاب الرشید کے جواب میں ہے جسے سید مرتضیٰ روضی نے قاہرہ سے بطبع کرایا ہے اس میں موصوف متعہ کی مجبوری کو یہ دلیل جواب مرحمت کرتے ہیں

ان نفس الانسان اماره بالسوء وخلق الانسان هلو عافی الخیر

جوز عافی الشر لهذا یسر الله و هو اللطیف الخبیر لعماده طرق

الخیرات و الاحمال الصالحه و لم یسر علیهم فوال اللذات بله

پاکستان کے مشہور بہت روزہ تکبیر نے اپنے ۱۰ جنوری ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں حاصل مطالعہ کے عنوان سے متعہ پر ایک مہایت والا ویز بحث کی تھی جو مسلسل چار قسطوں میں چلی تھی اثنا عشر یوں علی اکبر شہان نے اس کا مہایت نام تمام جواب لکھا ہے علی اکبر شہان نے ۲ فرمیں مولانا مودودی کا یہ حوالہ بھی پیش کیا ہے

”ابن عباس اور ان کے ہم خیال صحابہ کے مسلک کو اختیار کرنے والا زیادہ

سے زیادہ جواز بحالت اضطرار کی مد تک جاسکتا ہے“

اور ۲ فرمیں لکھتا ہے۔ ”اور یہی اکثر علماء اہل تشیع کہتے ہیں“

ہم جواز بحالت اضطرار کے قابل نہیں جو زمانہ میں مبتلا ہوتا ہے وہ بھی تو اسے اپنی ایک مجبوری ہی سمجھتا ہے اس ایک صورت میں اگر کسی کا دروازہ کھول دیا جائے تو کیا اس سے اس بدکاری کا دروازہ ہر ایک کے لیے دکھل جائے گا۔ یہی بات کہ پھر مودودی صاحب نے یہ صورت کیوں تجویز کی جہاں تک ہم سمجھ کے ہیں یہ مودودی صاحب کا نہ اپنا عقیدہ تھا نہ عمل انہوں نے شیوخ و جوالہ کو اپنے قریب کرنے کے لیے یہ بات محض ایک سیاسی رنگ میں کہی تھی امد علماء نے اس کی اسی وقت تردید کر دی تھی اہل حدیث علماء نے

”تحریک جماعت اسلامی اور مسلک التجدیث“

کے نام سے ایک کتاب کراچی سے شائع کی۔ اس کا مقدمہ مولانا محمد اسماعیل دگر جوالاوالہ نے لکھا تھا۔ اس کے صلا پر لکھا ہے۔

معلوم نہیں مودودی صاحب کو متعہ سے کیا دلچسپی ہے کہ اس کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے اجتہاد و فکر کا پورا سرمایہ میدان تحقیق میں بھجوا دیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ شریعت مطہرہ سے اس کا جواز ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

سوجب علماء نے مولانا مودودی کے تمام دلائل کو اثبات متعہ کے لیے ناکام قرار دیا تو اب شیعی مؤلف علی اکبر شاہ کا مولانا مودودی کے حوالہ سے اسے بحالت اضطراب جواز لکھنا کسی طرح صحیح تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

ایک شیعو مصنف عبدالکیم مشتاق نے ”ہم متعہ کیوں کرتے ہیں“ کے نام سے ایک سالہ لکھا ہے۔ ہم اس کو کچھ اہمیت نہ دیتے اگر ایمان کے صدر رشتہ جانی برسرِ عام نو جوانوں کو متعہ کی دعوت نہ دیتے۔ ان دنوں جہنمی بے راہروی نو جوانوں میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اندیشہ ہے کہ رشتہ جانی کا یہ اعلان علقی پر تیل کا کام دے گیا۔ اس عام ضرورت اور عام مسلم نو جوانوں کو مشق متعہ سے بچانے کے لیے عزیز محترم حافظ محمد اقبال رنگونی نے یہ کتاب لکھ کر اثناعشریوں کے جملہ دلائل تار تار کر دیئے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء عنا وعن سابقہ المستعینین۔

یہ صرف عبدالکیم مشتاق کا ہی جواب نہیں اس میں آیت اللہ توفیق علی کی علی اکبر شاہ اور ان کے جملہ مجتہدین کھٹو کے اس پر دیئے گئے دلائل کا بھی اجمالی جواب آ گیا ہے۔

علماء اہل اسلام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقوں میں اس کتاب کی خوب نشر و اشاعت کریں۔ اسے نو جوانوں میں پھیلائیں اور جس نو جوان مسلمان کو بھی کسی شیعہ حلقے میں گھرایائیں اس تک فرمایہ کتاب پہنچائیں۔ تاکہ شیعہ جو نو جوانوں کو متعہ کا لالچ دے کہ اپنے حلقوں میں کھینچ رہے ہیں وہ اپنے اس پروگرام میں ناکام ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ عینۃ المسلمین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

خالد محمود عطا اللہ عنہ حال وارو مانچسٹر

متعہ

شیعہ اثنا عشری روایات کی روشنی میں

متعہ کیا ہے؟

متعہ کا لغوی معنی نفع اور فائدہ ہے اور شیعہ اثنا عشریہ کی اصطلاح میں متعہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مرد کسی غیر محرم عورت کے ساتھ وقت اور قیمت مقرر کر کے اس کے ساتھ صحبت کر سکتا ہے۔ اس میں مالی گواہوں، قاضی اور اعلان کی کوئی ضرورت نہیں، یہ معاملہ صرف عورت اور مرد میں ہی رہے گا اور فراغت کے بعد طلاق کی بھی کوئی ضرورت نہ ہوگی، وقت ختم ہونے کے ساتھ وہ عورت بلا طلاق کے آزاد ہو جائے گی، گواہوں سے عمل نہ چکا ہو۔

متعہ کن عورتوں سے ہو سکتا ہے

متعہ تمام غیر محرم عورتوں کے ساتھ کیا جاسکتا ہے خواہ وہ عام عورت ہو یا مشہور زانیہ ہو یا لاشعی خاندان کی ہو، کسی قسم کی کوئی قید نہیں ہے، علامہ نجفی کے نزدیک زانیہ عورت کے ساتھ بھی متعہ ہو سکتا ہے۔ ان کا کہنا ہے۔

يجوز التمتع بالزانية على كراهته خصوصاً لو كانت من العواہر

المشہورات بالزنا وان ضل فليمنعها من الفجور

ترجمہ: زانیہ عورت کے ساتھ متعہ کرنا جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ خصوصاً جبکہ وہ مشہور پیشہ ور زانیہ میں سے ہو، اگر اس کے ساتھ متعہ کرے تو مرد کو پاپا پیئے کہ اس کو بدکاری سے منع کرے۔

علامہ نجفی کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ زانیہ عورت کے ساتھ بھی متعہ کیا جاسکتا ہے

اور اگر وہ عورت مشہور زانیہ ہو تو اس سے بھی متعہ جائز ہے۔ مگر مرد کو چاہیے کہ عورت کو اس زنا کے پیشے سے منع کرے

اسے کہے بس متعہ کافی ہے۔ ان دونوں میں فرق کتنا عجیب بات ہے۔ جو فعل متعہ میں کیا جاتا ہے وہی زنا کی تعریف ہے۔ پھر وہ بے چارہ منع کس کام سے کرے اور کس لیے کرے۔ تخمیناً صاحب کو چاہیے تھا کہ متعہ پر پابندی لگاتے کیونکہ یہی تو زنا ہے اور اسے اسی سے بچنے کی نصیحت کرنا چاہیے تھی۔

② شیعہ امامیہ کے نزدیک شوہر والی عورتوں کے ساتھ بھی متعہ ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ ایسی عورتیں شیعہ نہ ہوں بلکہ سنی مسلمانوں کی عورتیں ہوں۔ اسی طرح ہندو اور مجوسی عورتوں کے ساتھ بھی متعہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی (۱۱۳۹ھ) شیعہ مجتہدوں سے نقل کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک یعنی امامیہ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ متعہ ذوات البہال یعنی شوہر والی عورتوں کا بھی جائز ہے جب کہ یہ عورتیں ان کی سنی ہوں اس لیے کہ نکاح اہل سنت کا ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ پس گویا جو یہ سنی ان کی یعنی سنی مسلمانوں کی عورتیں، بے شوہر ہیں اور متعہ بے شوہر والی کا بالاجماع جائز ہے اور متعہ ہندو اور مجوسی عورتوں سے بھی جائز ہے بشرطیکہ زبان اس کی لا الہ الا اللہ کے ساتھ پلے گو اس کے دل میں اس کے معنی سے کچھ نہ ہو بلکہ

حضرت شاہ صاحب محدث دہلویؒ کی اس بات پر یقین نہ آئے تو یحییٰ شیعہ کے مشہور شیخ الطائفہ ملوسی (۱۱۶۰ھ) سے سنئے۔

منصور صقیل راوی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے کہا۔

لا بأس بالرجل ان یتمتع بالمجوسية۔

ترجمہ۔ مجوسیہ عورت کے ساتھ متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا :-
 لا بأس ان یتقع الرجل بالیہودیۃ والنصرانیۃ
 ترجمہ: یہودیہ اور نصرانیہ عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔
 محمد بن سنان کہتا ہے:-

سألتہ عن نکاح الیہودیۃ والنصرانیۃ فقال لا بأس بہ فقلت
 المجوسیۃ فقال لا بأس بہ یعنی متعہ۔

ترجمہ: میں نے امام سے یہودی اور نصرانی عورتوں سے نکاح متعہ کرنے
 کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہیں نے کہا مومن
 مجوسی عورت کے ساتھ بھی متعہ ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس میں
 کوئی حرج نہیں۔

شیخ الطائفہ ان روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان روایات میں یہودیہ
 نصرانیہ مجوسیہ کے ساتھ متعہ کے جائز ہونے کا بیان ہے لیکن افضل یہ ہے کہ مومنہ عقیقہ
 کے ساتھ متعہ کیا جائے۔ (ایضاً جلد ۲ ص ۱۲۲) اس کی روشنی میں زیادہ تر نو جوان متعہ کے لیے
 شیعہ لڑکیوں کی تلاش کرتے ہیں خصوصاً جو ان کے مذہبی پیشواؤں کی ہوں اور کنواری ہوں۔
 اس سے پتہ چلا کہ شیعوں کے نزدیک سنی عورتوں سے بھی متعہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہ
 ابھی شوہر والی ہی نہیں یعنی جس سنی مسلمان کے ساتھ اس کا نکاح ہوا ہے شیعہ عیشے میں
 وہ نکاح ہی نہیں، اس سے واضح ہوتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک اہل سنت مسلمان ہی نہیں
 ہیں۔ علاوہ ازیں ہندو مجوسی عورتوں تک سے متعہ جائز ہے، صرف شرط یہ ہے کہ وہ کلمہ
 پڑھ لے، خواہ دل سے نہ پڑھے۔ اسی طرح انگریز عورتوں سے بھی متعہ ہو سکتا ہے، اس حقیقت
 کے بعد بھی کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ متعہ اور زنا میں فرق ہے؟ اور کیا کسی میں یہ جرأت
 ہے کہ وہ کہے کہ شیعہ سنی اختلافات صرف مسلکی اور فروعی ہیں؟ اور بنو متعہ مسلمانوں سے کچھ زیادہ
 فاصلے پر نہیں ہیں؟ ہرگز نہیں۔

مستعہ ہاشمی لڑکی سے بھی ہو سکتا ہے

شیعہ امامیہ کے نزدیک مستعہ کا عمل اس قدر محبوب و مطلوب ہے کہ اس میں ایک عام عورت سے لے کر ہاشمی خاندان تک کی لڑکی کو بے اہر و کر سکتے ہیں۔ اس سے مستعہ ہو سکتا ہے یعنی کوئی شخص ہاشمی خاندان کی لڑکی سے بھی گھنٹہ دو گھنٹہ کے لیے قہریت مقرر کر کے صحبت کرنا چاہے تو منع نہیں ہے کھلی اجازت ہے۔ شیعوں کے مشہور مجتہد شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۴۵۰ھ) کہتے ہیں:-

لا بأس بالمتعة بهاشمية۔

ترجمہ: ہاشمی لڑکی سے مستعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

دیکھئے سید خاندان کی حرمت و حرمت کو کس طرح کھلے بازار میں بیچا جا رہا ہے۔ اس سے شیعہ امامیہ کو کیا — انہیں صرف یہ چاہیے کہ مستعہ جیسا عمل محبوب ہا تھا سے نہ جاتا رہے خواہ وہ عام عورت ہو یا زانیہ یا سید زادی ہو۔ (معاذ اللہ)

مستعہ ضروریات دین میں سے ہے

جس طرح خدا اور رسول پر ایمان لانا کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانا، تقدیر و آخرت پر ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح شیعہ امامیہ کے نزدیک مستعہ بھی ضروریات دین میں سے ہے یعنی اس کا ماننا ضروری ہوگا۔ ان کے نزدیک مستعہ کا انکار کرنے والا کافر ہے شیعوں کے مشہور امام علامہ باقر مجلسی (۱۱۰۴ھ) مکرر ایک از ضروریات دین تشیع کے تحت لکھتے ہیں:-

پس کہے کہ انکار علال بودن مستعہ کذبوں از ضروری دین شیعہ است از دین تشیع بدر میرد و لہذا وارد شدہ است کہ شیعہ مانیت کہے کہ مستعہ علال نداند۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مستعہ کے علال ہو لے کو نہ مانے وہ دین پر نہیں

چونکہ متعہ شیعوں کے ضروریات دین میں سے ہے اس لیے ایسا آدمی ان کے ہاں دین تشیع سے غارت
ہوگا۔

اس سے عفاف پتہ چلتا ہے کہ متعہ ضروریات دین تشیع میں سے ہے اور یہ بھی واضح ہو
جاتا ہے کہ سنی اور شیعہ کے درمیان اختلاف امرت فردی نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی ہیں۔ بلکہ
علامہ فتح اللہ کاشانی (۱۰۹۸ھ) نے تو متعہ کو نہ ماننے والوں کو صاف کافر اور مرتد کہا ہے۔
ومنکر المتعہ کافر مرتد ہے۔

ترجمہ: متعہ کا منکر کافر اور مرتد ہے۔
مشہور شیعہ مجتہد شیخ محمد بن حسن البحر العالی (۱۱۰۴ھ) امام جعفر صادق سے نقل کرتا ہے
کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو متعہ کو حلال نہ سمجھے بلکہ
علاوہ ازیں اس کا یہ بھی کہنا ہے۔

اباۃ المتعہ من ضروریات مذهب الامامیۃ
ترجمہ: متعہ کی اباحت شیعہ امامیہ کی ضروریات دین میں سے ہے۔

متعہ نہ کرنے والا ناقص الایمان ہے

قرآن و حدیث میں بعض اعمال ایسے بتائے گئے ہیں کہ ان کا نہ کرنے والا ناقص الایمان
ہے گا لیکن جہاں جہاں آپ پڑھیں گے معلوم ہو گا کہ وہاں ایک خاص نیک عمل کی ترغیب ہے
جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام ہے۔ اخلاق و معاشرت اور معاملات
کے صحیح ہونے کا بیان ہے مگر شیعہ امامیہ کے نزدیک متعہ نہ کرنے والا ناقص الایمان ہو گا یعنی
ایک ایسا فعل جو زنا ہی ہے نہ کہ اس کا ایمان ہی کامل نہیں شیعوں کے مشہور فقہ ابو جعفر
محمد بن بابویہ العمقی (۲۸۱ھ) لکھتا ہے۔

ان المؤمن لا یکمل حتی یتمتع به

ترجمہ: مؤمن کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ متعہ نہ کر لے۔

لے تفسیر شیخ الصادقین ص ۳۵۲ لے وسائل الشیعہ جلد ۲ ص ۴۲۸ لے ایضاً جلد ۲ ص ۴۲۸ لے ایضاً ص ۴۲۸ لے ایضاً ص ۴۲۸ لے ایضاً ص ۴۲۸

بلکہ متعہ نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعید بتائی گئی مشہور مفسر مفتح اللہ کاشانی (۱۰۸۸ھ) کہتے ہیں کہ :-

من اخرج من الدنيا ولم يمتنع جاء يوم القيامة وهو اجدع بلع
ترجمہ جو شخص متعہ نہ کرے وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے
منہ ناک کان کٹے ہوئے ہوں گے۔

اسی طرح شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۴۴۰ھ) نے اپنی کتاب الاستبصار میں متعہ نہ
کرنے والوں کو ناقص الایمان اور قیامت کے دن مثل شدہ (کٹا ہوا) اٹھنے والا بتایا ہے۔
جس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی غیر محرم عورت کے ساتھ وقت اور قیمت مقرر کر کے صحبت کرنی
ہی چاہیے کیونکہ یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ ورنہ قیامت کے دن اس شخص کی حالت
انتہائی بُری ہوگی اور اس کا ایمان ناقص رہے گا۔

عز فرمایئے شریعت مطہرہ نے تو زنا سے بچنے کا خاص طور پر حکم دیا تھا بلکہ ایسے تمام
اقوال و اعمال سے روکا تھا جو زنا کے قریب لے جاتے ہوں کہ اس کی وجہ سے کہیں ایمان ہی
خطرہ میں نہ پڑ جائے۔ مگر شیخ امامیہ نے اس سلسلہ کو اتنا محبوب رکھا اور اتنی اہمیت دی کہ ایسے
شخص کو ناقص الایمان اور مثل شدہ قرار دے دیا جو متعہ نہ کرے۔ کیا یہ کھلے طور پر فحاشی کا دروازہ
کھولنا نہیں ہے؟

ہم حیران ہیں کہ شیعہ مذہب میں متعہ کرنے کے فضائل کو اس طرح کھلے بندوں بیان کرتے
ہیں مگر متعہ نہ کرنے کے لیے وہ کوئی روایت نہیں لکھتے۔ ایسا ہوتا تو جو ان گھر گھر ان روایات پر مشتمل
لٹریچر چھپکتے اور ان پر اپنا دل چھڑکتے۔

متعہ میں وقت کا تعین

شریعت اسلامیہ میں نکاح کو دائمی رکھا گیا ہے عارضی اور وقتی نہیں کہ چند دنوں اور چند
گھنٹوں کے لیے نکاح کرے اور پھر الگ کرے۔ یہ چیز عقل و نقل شرافت و نجابت کے قطعاً

علاف ہے۔ اس سے غباثتیں بڑھ جاتی ہیں اور پھر نسب میں اختلاط واقع ہونے کا خطرہ ہے جس کا انجام سوائے تباہی و بربادی کے اور کچھ نہیں۔ مگر شیخ امامیہ کے نزدیک متعہ کے لیے وقت کا تعین ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں صرف آدھ گھنٹہ کے لیے متعہ کروں گا تو اس کی بھی اجازت ہوگی۔ لیکن اس آدھ گھنٹہ کا تعین ضروری ہوگا۔ فروغ کافی کا مصنف محمد بن یعقوب کلبلی (۲۲۹ھ) امام جعفر صادق سے نقل کرتا ہے۔

لا تكون متعة الا باسوين اجل مسي واجل مسي

ترجمہ متعہ میں یہ دو چیزیں ضروری ہیں مقررہ وقت اور مقررہ قیمت۔

علامہ خمینی بھی اس تعین وقت کو ضروری قرار دیتے ہیں ان کا کہنا ہے۔

متعہ کم سے کم مدت کے لیے بھی کیا جاسکتا ہے لیکن بہر حال مدت اور وقت کا تعین ضروری ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک دن ایک رات ایک گھنٹہ یا نصف گھنٹہ کے لیے بھی اجرت دے کر متعہ کیا جاسکتا ہے ایک روایت میں ہے۔

ان سہی الاجل فهو متعة وان لم يسهم الاجل فهو نكاح بات

ترجمہ وقت کا تعین کیا جائے تو وہ متعہ ہے اور اگر وقت کا کوئی تعین نہ ہو

تو سچا البتہ یہ نكاح ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ متعہ اور نكاح میں زمین

آسمان کا فرق ہے۔

متعہ میں گواہوں کی ضرورت نہیں

شریعت اسلامیہ میں نكاح کے وقت دو مسلمان بالغ عاقل مردوں کو گواہ بنانا ضروری

ہے۔ مگر شیخ امامیہ کے نزدیک متعہ کرنے والے مرد اور عورت کے لیے کوئی ضروری نہیں کہ وہ

اس معاملے کے لیے گواہ بھی بناویں اور اعلان بھی کریں۔ نہ گواہوں کی ضرورت نہ اعلان کی۔

نظامی کی شیعہ مشہور مفسرہ مجمع الشد کا شانی (۹۸۸ھ) لکھتے ہیں۔

سہ فروغ کافی جلد ۴ ص ۴۰۰ ایضاً جلد ۲ ص ۴۰۰

مستحق کے پانچ ارکان ہیں، مرد، عورت، مہر، وقت مقررہ، ایجاب قبول۔
یعنی ایک مرد و عورت ایک وقت مقرر کر کے اور آپس میں ایجاب و قبول کرتے ہوئے
رقم طے کر لیں تو مستحق ہو سکتا ہے۔ گواہوں کی ضرورت نہیں، نہ ہی دوست احباب یا والدین کو
بتانے کی ضرورت ہے۔

شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۴۶۰ھ) لکھتے ہیں:-

ولیس فی المتعة اشهاد ولا اعلان۔

ترجمہ: متعہ میں نہ گواہوں کی ضرورت ہے اور نہ اعلان کی۔

بلکہ شیخ طحطاؤف طوسی (۴۶۰ھ) نے باب جواز العقد علی المرأة متعہ بغیر شہود کا باب

باندھا ہے (دیکھئے الاستبصار جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ نجف) اور اس کی وجہ میں امام جعفر کا بیان
مقل کیا ہے کہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ کیا کوئی شخص بغیر گواہوں کے مستحق کر سکتا ہے آپ نے
فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے بغیر گواہوں کے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کا یہ معاملہ اس
کے اور اللہ کے درمیان ہے۔ لیکن نکاح میں گواہوں کا ہونا بچے کی وجہ سے ضروری ہے
اور اگر یہ نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

وانما جعل الشہود فی تزویج البتہ من اجل الولد ولو لا ذلك لم یکن
بہ بأس۔

اور جب وہ وقت مقررہ ختم ہو جائے تو عورت چلی جائے گی اس میں عورت کو طلاق

دینے کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔ فروع کافی میں ہے:-

فاذا انقضی الاجل بانته منه بغیر طلاق۔

ترجمہ: جب وقت مقررہ پورا ہو جائے تو یہ عورت بغیر طلاق کے جدا ہو جائے گی۔

ایک اور روایت میں ہے:-

فاذا اجاز الاجل كانت فرقة بغیر طلاق۔

ترجمہ: جب وقت گزر جائے تو بغیر طلاق کے تفریق ہو جائے گی۔

غور کیجئے، متعہ اور زنا میں کیا فرق رہا؟ زنا میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔ شریعت مطہرہ نے زنا کے بارے میں بہت احکام اور وعیدیں بیان کی ہیں۔ اگر متعہ اور زنا میں کوئی فرق ہی نہیں تو پھر شریعت زنا پر اتنی کڑی پابندیاں کس لیے عائد کرتی؟ بات واضح ہے کہ اسلام میں متعہ کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ یہ زنا ہے اور اسی لیے اس کو ملام قرار دیا گیا ہے۔

ایک غور طلب حکایت

شیعہ محدث امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتا ہے کہ ایک عورت حضرت عمرؓ کے پاس آئی اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ مجھے پاک کریں۔ آپ نے اس کو رہجم کرنے کا حکم دیا۔ اس درمیان حضرت علیؑ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے اس عورت سے پوچھا:

کیف ذنبت فقلت مروت بالبادیۃ خاصا بنی عطش شدید
فاستنقیت اعرابیا فانی ان یسقیانی الا ان امکنہ من لثنی فلما
اجمذخ العطش وخفت علی لثنی ستافی فامکنہ من لثنی
فقال امیر المؤمنین علیہ السلام تزوجی ورب الکعبة۔

ترجمہ: تو نے کس طرح زنا کیا؟ اس نے کہا میں ایک جنگل میں جا رہی تھی کہ مجھے سخت پیاس لگی۔ ایک بدو سے پانی مانگا تو اس نے کہا کہ میں اس شرط پر پانی دوں گا کہ تو میرے ساتھ صحبت کرے۔ جب پیاس نے مجھے بہت مجبور کیا اور مرنے کا خوف ہوا تو میں نے اس کی بات مان لی (یعنی صحبت کی)۔

اس پر امیر المؤمنینؑ نے فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم یہ تو نکاح ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تینا حضرت علی المرتضیٰؑ کا دامن اس لغو حکایت سے بالکل پاک ہے۔ کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ نکاح ہے۔ اگر نکاح اسی کا نام ہے تو پھر زنا کس کو کہیں گے اور اگر یہ زنا ہے اور ہے بھی یہی تو پھر متعہ اور زنا میں کیا فرق رہ گیا؟

الحاصل واضح ہوا کہ شیعہ روایات میں متعہ کا جو مسئلہ ہے وہ زنا ہی ہے اور قرآن کریم اور

اس حدیث پاک میں اس کی شدید وعید اور دنیوی سزا بیان کی جا چکی ہے۔

متنعہ کی اجرت

جس طرح متنعہ میں وقت کا تعین ضروری ہے اسی طرح اجرت کا تعین بھی ضروری ہوگا کیونکہ وہ عورت ایک کرایہ کی طرح ہوگی کہ کرایہ دینا پڑے گا۔ شیعہ امامیہ کے نزدیک اس کی اجرت و قیمت مٹھی بھر گیہوں یا ستویا کھجور بھی کافی ہے۔ شیعوں کے راوی اہول کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ سے پوچھا۔

عن ابي عبد اللہ زوج بہ المتنعۃ قال کف من یزولہ

ترجمہ: کہ متنعہ میں کم سے کم قیمت کیا ہے آپ نے فرمایا: مٹھی بھر گیہوں۔

شیعوں کا دوسرا راوی ابو بصیر کہتا ہے کہ میں نے بھی پوچھا تو آپ نے کہا۔

کف من طعام او دقین او صوبق او تمر

ترجمہ: مٹھی بھر طعام یا سٹا یا ستویا کھجور (بھی کافی ہے)

اس پتہ چلتا ہے کہ جس عورت کے ساتھ متنعہ کیا جائے گا اسے نہ نان نفقہ دینے کی فکر نہ کھلانے پہننے کی فکر نہ سکھانی یعنی رہائش کی فکر صرف ایک مٹھی بھر کھجور یا گیہوں سے بھی متنعہ کا کام چل سکتا ہے کیونکہ یہ بیوی نہیں ہے بلکہ کرایہ کی چیز ہے جو ایک مٹھی کا بدلہ ہے۔

لکتنی عورتوں سے متنعہ ہو سکتا ہے

اسلامی قانون میں ایک مرد کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے اور اس کے مستقل احکام بیان کیے ہیں لیکن شیعوں کے اس محبوب عمل متنعہ میں عورتوں کی کوئی تعداد معین نہیں ایک سے لے کر ایک ہزار تک سے متنعہ کیا جا سکتا ہے۔

شیعوں کی مشہور کتاب تہذیب الاحکام میں ہے کہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا۔

اھی من الاربع فقال تزوج منهن العا فانهن مستاجرات۔
ترجمہ کیا زن متعہ چار میں سے ہے ارشاد فرمایا کہ (نہیں) ہزار سے کرو۔
دکوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ کرایہ کی چیز ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ۔
لیست من الاربع انماھی اجارة۔

ترجمہ یہ چار میں سے نہیں بلکہ یہ تو کرایہ کی چیز ہے۔
امام باقر کی جانب منسوب یہ قول پیش کرتے ہیں ۔

لیست من الاربع لانہم لا قطن ولا ثوب وانماھی مستاجرة۔

ترجمہ یہ چار عورتوں میں سے نہیں ہے کیونکہ یہ نہ طلاق پاتی ہے نہ وارث
بنتی ہے بلکہ یہ کرایہ کی چیز ہے۔

فروع کافی الباب المتعہ میں ہے ۔

صاحب الاربع المتعہ يتزوج منهن ماشاً بغیر ولی ولا شہود فاذا
انقضی الاجل بانت منه بغیر طلاق وبعطیھا الثمن البیہر کہ

ترجمہ چار بیویاں رکھنے والا شوہر (بھی) متعہ والی عورتوں میں سے جس کے
ساتھ چاہے بغیر ولی اور گواہوں کے عقد کرے۔ جب یہ مدت ختم ہو جائے
گی تو یہ عورت بلا طلاق کے مجدا ہو جائے گی (ہاں) مرد اسے کچھ پیسے
دے دے۔

امام ابواحسن (یعنی امام رضا) سے پوچھا گیا ۔

اھی من الاربع فقال لا ولا من السبعین انماھی مستاجرة۔

ترجمہ کیا زن متعہ چار عورتوں میں سے ہے فرمایا نہیں۔ ایک روایت
میں ہے کہ یہ ستر میں سے بھی نہیں۔ یہ کرایہ کی چیز ہے۔

زیاد بن اعمین نے امام سے پوچھا کہ کتنی عورتوں سے متعہ ہو سکتا ہے۔
قال کما شئت بلہ

ترجمہ۔ فرمایا جتنا چاہے متعہ کرتا جائے۔

مذکورہ بالا شیعہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ایک شخص چار بیویاں رکھنے کے باوجود ہزار عورتوں سے متعہ کر سکتا ہے۔ اس میں تعداد کی کوئی قید نہیں ہے۔ جب وقت ختم ہو جائے ہو جائے تو عورت چلی جائے گی۔ نہ طلاق دینے کی ضرورت ہوگی، نہ گواہوں کی یہ عورت وراثت کی بھی مقدار نہیں اور یہاں مسئلہ باندیوں کا بھی نہیں ہے بلکہ شیعہ روایات نے لا من السبعین کہہ کر اس کی بھی تحدید فرمادی ہے اور بتلادیا کہ عورت ایک کرایہ کی طرح ہے یعنی وقت اور کرایہ دے کر جس طرح مکان لیا جاتا ہے بس اسی طرح ایک عورت کے ساتھ وقت اور کرایہ ملے کر لو اس کے بعد جتنی مرضی ہو لوگیاں اپناتے رہو کوئی قید نہیں ہے۔

غور فرمائیے متعہ اور زنا میں اب بھی کوئی فرق باقی رہا؟ کیا زانیہ عورت کے ساتھ اسی قسم کے معاملات ہی ملے نہیں ہوتے؟ کیا زانیہ عورت کو ایک بیوی کے حقوق حاصل ہوتے ہیں کیا اس کے لیے گواہوں، ولی، اعلان کی ضرورت ہوتی ہے؟ نہیں۔ اور متعہ میں بھی یہی کچھ پورا ہے۔ اب بتلایے متعہ اور زنا میں کیا فرق باقی رہا؟

کتنی مرد ایک عورت سے متعہ کر سکتے ہیں

شرعی مسئلہ یہ کہ ایک عورت (اگر غیر شادی شدہ ہے) اس قسم کے قلعہ افعال میں ملوث پائی جائے تو اس پر کوڑوں کی سزا نافذ کی جائے گی اور اگر شادی شدہ ہو تو پھر اس کی سزا رجم یعنی سنگساری ہے۔ اسلام اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ ایک عورت ایک مرد کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسرے مرد سے متعہ کے تعلقات قائم کرے۔

لیکن شیعوں کے نزدیک ایک ہی عورت کتنی مردوں سے تعلقات قائم کرے تو بھی کوئی قباحت نہیں اور نہ اس طرح کے عمل کو بے حیائی سمجھا جاتا ہے۔ البتہ شیعوں کے نزدیک

اس کی صرف ایک شرط ہوگی یہ کہ وہ حیض والی نہ ہو یعنی جس کو حیض آتا ہو اس سے یہ عمل نہیں کیا جائے گا۔ ہاں جس کو یہ ایام نہ آتے ہوں اس سے کئی مرد تعلق قائم کر سکتے ہیں اسے ساتھ دوسرے کہتے ہیں مشہور مجتہد قاضی نور اللہ شوستری (۱۰۹۹ھ) لکھتے ہیں:-

واما تا سعا فلان فسیبہ الی اصحابنا من انهم جوزوان یقتع الرجال
المحددون لیلاً واحدة من امرأة سوا کانت من ذوات الاقواء
ام لا۔ فمما خان فی بعض قیودہ وذلک ان اصحاب قد حصوا
ذلک بالآئسۃ لا یغیرہا من ذوات الاقواء۔

ترجمہ میں کہ گاہے ہمارے اصحاب کی طرف اس بات کو منسوب کیا ہے کہ
(شیعوں کے نزدیک) بہت سے مرد ایک رات مل کر ایک عورت سے ساتھ
کرنے کو جائز سمجھتے ہیں خواہ وہ حیض والی ہو یا حیض والی نہ ہو۔ انہوں نے
ہماری بعض قیود کو ترک کر دیا ہے کیونکہ ہمارے اصحاب نے اس (عمل) کو
اس عورت کے ساتھ حرام کیا ہے جس کو حیض نہ آتا ہو۔ نہ یہ کہ حیض والی سے
بھی جائز ہے۔

جس کا مطلب ہے کہ شوستری صاحب اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ شیعوں کے نزدیک
ایک عورت کے ساتھ کئی مرد مل کر رات گزار سکتے ہیں۔ ایک کے بعد دوسرے کے پاس یا ایک
وقت دو کو ساتھ لے سکتی ہے۔ ہاں صرف اس کا خیال رہے کہ وہ حیض والی عورت نہ ہو یعنی جس
کو حیض آتا ہو، اگر کوئی عورت ایسی ہے کہ جس کو حیض آتا نہ ہو گیا ہو تو پھر اس کے ساتھ اس
طرح کے عمل میں کوئی حرج نہیں۔

اندر ذہ فرمائیے کیا اس سے زیادہ بے حیائی کا کوئی عمل ہو گا کہ ایک ہی رات میں ایک
ہی عورت ایک کے بعد دوسرے کے پاس جاتی رہے اور مباشرت کرے۔ کیا یہ زنا
نہا نہیں ہے؟ پھر اس کو عبادت سمجھنا تو اس شخص کا کام ہو سکتا ہے جس کا ضمیر مردہ ہو اور
عقل ماری جا چکی ہو۔

ایک ہی عورت سے بار بار متعہ ہو سکتا ہے

شرعیات اسلامیہ میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین حلاق دے تو دو بارہ و حلالہ کے بغیر، اس سے نکاح نہیں ہوگا اور طلاق دینے کے بعد اس سے تعلق قائم کرتا رہے تو یہ خالص زنا ہوگا وہ خدا کے عذاب کا مستحق اور اسلامی قانون میں دنیوی سنز کا بھی مستوجب ہوگا۔ مگر شیعہ امامیہ کے نزدیک اس مسئلے میں کوئی قانون نہیں ہے۔ متعہ کی عام اجازت ہے۔ ایک عورت سے متعہ کر لے کے بعد دوسرا اس سے متعہ کر لے تو پھر بھی وہ پہلا شخص اس سے متعہ کر سکتا ہے شیعوں کے مشہور راوی زریارہ سے مروی ہے کہ اسس نے امام باقر سے پوچھا کہ :-

الرجل یتزوج المتعة وينقض شرطها ثم يتزوجها رجل آخر
حتى بانك منه ثلاثا وتزوجت ثلاثة ازواج يحل للاول ان
يتزوجها له

ترجمہ: ایک شخص کسی عورت سے متعہ کرے اور شرط مدت ختم ہو جائے پھر دوسرا شخص اس عورت سے متعہ کرے جب وہ اس سے جدا ہو جائے تو اب تیسرے متعہ کرے اور اس سے الگ ہو اسی طرح تین مرتبہ ہوا اور اس نے ایک وقت، تین مردوں سے متعہ کیا۔ کیا اب بھی پہلے کے لیے یہ حلال رہے گی؟

زریارہ کہتا ہے کہ آپ نے فرمایا :-

نعم كما سأل هذه ليس مثل المرأة هذه متاجرة وهي
بمنزلة الاماء

ترجمہ: ہاں جتنی دفعہ چاہے کرتا رہے یہ (متعہ والی عورت) آزاد عورتوں کی طرح نہیں ہے بلکہ کرایہ کی چیز ہے اور باندیوں کے قائم مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس مرد کو عقل سلیم سے نوازا ہو کیا وہ اس لغو حرکت کو پسند کر سکتا ہے۔ یہ عمل اتنا قبیح ہے کہ ایک عورت کبھی اس کے پاس جاتی ہے اور کبھی اس کے پاس۔ اس کا وقت ختم ہو جائے تو پیسے کے برابر دوسرے کا وقت شروع ہو جائے تو پیسے لے کر اندر اس کے پاس کیا کوئی با حیا شخص اپنی بہن بیٹی اور رشتہ دار لڑکیوں کے بارے میں یہ تصور کر سکتا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ کوئی غیرت مند مرد اس کو قبول نہ کرے گا۔ ہاں جس میں شرم و حیا نہ رہے اس کے لیے یہی ہے کہ شیعہ بن جائے اور یہ سب کچھ کرے

اذا فالت الحیا فاضل ماشئت بے حیا ہاشش و ہرچ خواہی کن

متعہ کے فضائل

شیعہ امامیہ کے نزدیک متعہ کے اس قدر فضائل و فوائد ہیں کہ ان کی انتہا نہیں تھیں۔ فضائل نہ نماز کے، نہ زکوٰۃ کے، نہ روزہ کے، نہ حج کے اور نہ ہی کسی اور عمل کے بس متعہ ہی ایک ایسا عمل ہے جس کے کرنے والے کو کسی اور نیک عمل کی ضرورت ہی نہیں رہتی بس متعہ کر لو اور پیغمبروں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

متعہ کے چند فضائل ملاحظہ فرمادیں۔

① لافتح اللہ کا ثانی (۱۸۸۷ء) لکھتا ہے۔

من تمتع مرة امن مسخط الله الجبار ومن تمتع مرتين حشر مع الابرار ومن تمتع ثلاث مرات صاحبني في الجنان

ترجمہ۔ جس شخص نے ایک مرتبہ متعہ کیا وہ خدا کے غصے سے نجات پا گیا اور جو شخص دو مرتبہ متعہ کرے اس کا حشر ابرار (یعنی پاک اور نیک لوگوں) کے ساتھ ہو گا اور جو تین مرتبہ متعہ کرے وہ میرے ساتھ جنت میں داخل ہو گا۔

اس عبارت میں متعہ کرنے والے کو خدا کے غصے سے امن پاک لوگوں کی رفاقت

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔
آئیے اب دیکھیں دوزخ سے نجات کیسے ملے گی۔

(۲) من تمتع مرة واحدة عتق ثلثا من النار ومن تمتع مرتين عتق

ثلثا من النار ومن تمتع ثلث مرات عتق كله من النار۔

ترجمہ: جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا اس کے بدن کا تیسرا حصہ جہنم سے آزاد ہو گیا
اور جس نے دو مرتبہ کیا اس کے دو ثلث اور جس نے تین مرتبہ کیا اس کا
تمام بدن جہنم کی آگ سے آزاد ہو جاتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی دیکھیں کہ متعہ کرنے والوں کو کون سا مقام و مرتبہ ملتا ہے۔

(۳) من تمتع مرة كان درجة كدرجة الحسين عليه السلام ومن تمتع

مرتين فدرجة كدرجة الحسن عليه السلام ومن تمتع ثلث

مرات كان درجة كدرجة علي بن ابي طالب عليه السلام ومن

تمتع اربع مرات فدرجة كدرجة جعفر

ترجمہ: جس نے ایک مرتبہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت حسین کے درجہ کے برابر

ہو گا اور جس نے دو مرتبہ کیا وہ حضرت حسن کا درجہ پائے گا اور جس نے

تین مرتبہ متعہ کیا اس کا درجہ حضرت علی بن ابی طالب کے درجہ کا ہو گا اور

جس نے چار مرتبہ متعہ کیا اس کا درجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کے برابر ہو گا۔

اسلامی عقیدے میں بڑے سے بڑا عالم و متقی، ولی و مخلص بھی اپنی صحابی کے

مرتبہ کو نہیں پاسکتا چہ جائیکہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ تک پہنچ جائے۔ مگر

شیعہ عقیدے میں اس قدر قبیح فعل کا ارتکاب کرنے والا نہ صرف اہلبیت کے ائمہ کا درجہ پاتا

ہے، بلکہ "نقل کفر، کفر نباشد" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بھی پا جاتا ہے۔

راستغفر اللہ العظیم

(۴) شیعوں کے مشہور مجتہد سید ابوالقاسم والد علامہ سید علی عسکری (ع) کا کہنا ہے۔

قال ابو عبد الله عليه السلام ما من رجل تمتع ثم اغتسل الا خلق الله
من كل قطرة تقطر منه سبعين ملكا يستغفرون له الى
يوم القيامة. ۛ

ترجمہ۔ امام صادق نے کہا کہ جو شخص متعہ کرے اور اس کے بعد غسل کرے تو
اللہ تعالیٰ اس پانی کے ہر قطرے سے ستر فرشتے پیدا کرتا ہے جو اس متعہ
کرنے والے شخص کے لیے قیامت تک مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔
شیخ عباس المعینی شیعہ (۱۳۵۹ھ) نے اس روایت کو نقل کرتے ہوئے یہ بھی لکھا
ہے کہ وہ فرشتے۔

ولعنتمی کذا جنتاب کئذہ انزال رائے
متعہ سے اجتناب کر لے والے پر (قیامت تک) لعنت کرتے رہتے ہیں۔
شیخ محمد بن حسن البحر العالی (۱۱۰۰ھ) نے وسائل الشیعہ جلد ۴ ص ۴۴ پر یہ مکمل روایت
بیان کی ہے۔

⑤ شیعوں کا مشہور مفسر طائف الشدکاشانی (۱۲۸۹ھ) اور مشہور مجتہد ملا باقر مجلسی (۱۱۱۵ھ)
متعہ کی بے پایاں فضیلت اور بے انتہا اجر و ثواب کو بیان کرتے ہوئے یہ حدیث (معاف اللہ)
نقل کرتا ہے کہ۔

حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس پروردگار کی طرف سے ایک تحفہ لائے
اور وہ تحفہ عورتوں کے ساتھ متعہ کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے
کسی پیغمبر کو ایسا تحفہ نہیں دیا تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اس متعہ کو میرے لیے
خاص کیا ہے تمام انبیاء و سابقین پر جس شخص نے اپنی عمر میں ایک دفعہ
متعہ کیا وہ جنتیوں میں سے ہو گا اور جب متعہ کرنے والا مرد اور عورت متعہ
کے ارادہ سے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو ایک فرشتہ اترتا ہے اور جب تک
وہ خارج ہو کر الگ نہیں ہو جاتے ان کی حفاظت کرتا ہے ان دونوں کا

آپس میں بات چیت کرنا ذکر اور تسبیح کا درجہ رکھتا ہے اور جب دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ مٹھاتے ہیں تو ان کی انگلیوں سے ان کے گناہ ٹپک پڑتے ہیں اور جب دونوں ایک دوسرے کا بوسہ لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہر ہر بوسہ کے بدلے انہیں حج اور عمرہ کا ثواب دیتے ہیں اور جس وقت وہ مباشرت میں مشغول ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک ایک لذت اور شہوت پر پہاڑوں کے برابر ثواب دیتے ہیں اور جب وہ غسل کرتے ہیں تو غسل کے وقت جو قطرے ان کے بدن کے بالوں سے گرتے ہیں ہر ہر قطرہ پر دس ثواب دیتا ہے دس گناہ معاف کرتا ہے اور دس درجہ یعنی مرتبہ بلند کیا جاتا ہے راویان حدیث کہتے ہیں کہ یہ حدیث سن کر امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نے کہا کہ اے ختمی مرتبت میں آپ کی تصدیق کرنے والا ہوں (محضور یہ بھی بتائیے کہ) جو شخص اس نیک کام میں سعی کرے اس کے لیے کیا اجر و ثواب ہے آپ نے فرمایا کہ جس دھت فارغ ہو کر غسل کرتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ہر قطرہ سے جو ان کے بدن سے جدا ہوتا ہے ایک ایسا فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اللہ کی تسبیح و تہلیل کرتا ہے اور اس کا ثواب ان دونوں کو یعنی متعہ کرنے والے مرد اور عورت کو ملتا ہے بلکہ

جس شخص میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو گا اور عقل سلیم ہوگی۔ جیاد و شرم کا مادہ ہو گا وہ اس مذکورہ روایت کے متعلق یہی کہے گا کہ اللہ رب العزت اور اس کے رسول خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ان تمام عیوب و نقائص سے پاک ہے یہ روایا شیخ لوگوں کی اپنی گھڑی ہوئی ہیں۔ کعبہ کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذباً (الکہف) ترجمہ بڑی بھاری بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے (اور) وہ لوگ بالکل (ہی) جھوٹ بکتے ہیں۔

② ملا باقر مجلسی نے اس رسالے میں یہ بھی لکھا ہے کہ ۔

حضرت، سید عالم نے فرمایا جس نے زن مومن سے متعہ کیا، اس نے شرمزہ ناز کعبہ کی زیارت کی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص ایک مرتبہ متعہ کرے تو وہ اتنا درجہ پا جاتا ہے کہ گریا اس نے خانہ کعبہ کی شرمزہ ناز کی۔ (العیاذ باللہ) بشرطیکہ لڑکی شیعہ ہو۔

④ اسی رسالے میں اور بھی بے شمار فضائل درج کئے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ۔

جس نے اس کا یہ خیر میں زیادتی کی ہوگی پروردگار اس کے مدارج اعلیٰ کرے گا۔ یہ لوگ سحلی کی طرح پل صراط سے گزر جائیں گے، ان کے ساتھ ساتھ شرمزہ ناز

ملائکہ کی ہوں گی دیکھنے والے کہیں گے یہ ملائکہ مقرب ہیں یا انبیاء و رسل؟

فرشتے جواب دیں گے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سنت پیغمبر کی اجابت (یعنی عمل)

کی ہے اور وہ بہشت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔۔۔۔۔ اے علی برادر

مومن کے لیے جو سعی کرے گا اس کو بھی انہی کی طرح ثواب ملے گا۔

⑤ شیعوں کی مشہور کتاب تحفۃ العوام میں ہے۔

جو شخص عمر میں ایک مرتبہ متعہ کرے وہ اہل بہشت میں سے ہے اور دوسری

حدیث میں ہے کہ متعہ کرنے والے مرد اور عورت کو عذاب نہ کیا جائے گا۔

اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ نماز روزہ حج زکوٰۃ یا کسی اور قسم کے نیک اعمال کرنے کی

ہرگز ضرورت نہیں ساری عمر متعہ میں ہی گزار دی جائے تو اس کے مقام و مرتبہ کا بس پرچھنا ہی

کیا اس لیے کہ مذکورہ روایت میں اس متعہ کے عمل میں زیادتی کو محبوب سمجھا گیا ہے اگر زیادہ نہ ہی

تو کم از کم ایک مرتبہ ہی سہی، نہ قبر کے عذاب کی فکر نہ آخرت کی ہولناکیوں سے خطرہ، نہ دوزخ میں جانے کا ڈر۔ بس سیدھے جنت میں پہنچ گئے۔

ع رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی

⑥ عبداللہ بن سنان راوی ہیں کہ امام جعفر صادق نے فرمایا۔

ان الله تبارك و تعالیٰ حرم علی شیعتنا السكر من کل شراب و عو ضلہم

لہ عبادہ حسنہ لہ ایضاً لہ تحفۃ العوام جلد ۱ ص ۱۴

من ذلك المتعة ۛ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں کے لیے ہر نشہ والی چیزوں کو حرام کر دیا اور اس کے بدلے میں متعہ (حلال) کر دیا ہے۔

امام جعفر اپنے والد امام باقر سے پوچھتے ہیں کہ:

(۱۰)

للمتعة ثواب قال ان كان يريد بذلك وجه الله تعالى وخلافاً على من انكر هالم يكلمها كلمة الا كتب الله له بها حنة ولم يمد يده اليها الا كتب الله له حنة فاذا دنا منها غفر الله له بذلك ذنباً فاذا اغتسل غفر الله له بقدر ما من الماء على شعره قلت بعدد الشعر قال بعدد الشعر ۛ

ترجمہ: کیا متعہ کرنے والے کے لیے کوئی اجر بھی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ یہ عمل نہ اسرار اللہ کی رضا کے لیے اور ان لوگوں کی مخالفت کرتے ہوئے کرے جو اس کے منکر ہیں تو اس کا اجر یہ ہے کہ ان دونوں کا بائیں کرنا ایک نیکی لکھا جاتا ہے۔ اس عورت کی جانب بائیں بڑھانا ایک نیکی لکھا جاتا ہے۔ جب وہ اس کے قریب ہوتا ہے تو اللہ اس کے گناہ کو معاف کرتا ہے اور جب وہ دُور رفت کے بعد غسل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بالوں کے برابر گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

سبحانك هذا بهتان عظيم

تمام الانبياء والمرسلين حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت و عصمت، تقویٰ و طہارت، شرافت و نجابت کا قرآن مجید گواہ ہے۔ بلکہ کفار نے بھی کبھی آپ پر اس قسم کا الزام نہیں لگایا جس سے آپ کی عصمت و عصمت پر حرف آتا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب، سادہ شاعر، مجنون و معاذ اللہ، تک کہا گیا لیکن کبھی یہ نہیں کہا کہ (معاذ اللہ) آپ کا دامن سے آلودہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت و عصمت اور تقویٰ کا حال تو یہ تھا کہ باوجود اہمیت کے روحانی والد ہونے کے آپ نے کبھی کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ نہیں پکڑا نہ بیعت کے وقت کسی عورت کو ہاتھ لگایا۔ (کتب اہل حدیث)

مگر افسوس کہ شیعہ امامیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی سے ایسی باتوں کو منسوب کر دیا جس کے بیان کرنے کو قلم میں جرأت نہیں (مگر اعدائے اسلام کی سازشوں اور ان کے مکر و فریب کو آشکار کرنا بھی ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے) گستاخی کی انتہا یہ ہے کہ شیعہ امامیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی متعہ کرنے والوں میں شامل کر دیا۔ (معاذ اللہ) شیعوں کا مشہور فقہ ابو جعفر محمد بن بابویہ القمی (۳۸۱ھ) کہتا ہے کہ:-

انی لا کفر للرجل ان يموت وقد بقیت علیہ خلعة من خلل رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم لم یأتمنا فقلت فهل تمتع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
قال نعم وقل هذه الآية واذا اسر النبي الى بعض ازواجه حدیثاً
الى قوله ثنیات وایکارا۔

ترجمہ۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس نے حضور کی سنتوں میں سے ایک سنت پر عمل نہ کیا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اور اس آیت کی تلاوت فرمائی (واذا اسر النبي تا ثنیات وایکارا) (سورۃ التحریمہ)۔

اب ذرا جگر پر ہاتھ رکھ کر یہ روایت بھی پڑھ لیجئے:-

وروی النضر الشیبانی باسنادہ الى الباقر علیہ السلام ان عبد الله بن عطاء
المنکی سألہ عن قوله تعالى واذا اسر النبي الاية فقال ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم تزوج بالحرة متعہ فاطمہ علیہ بعض نسائه فانتمتہ بالفاحشة
فقال انه لی حلال انه نکاح بأجل فاکتمتہ فاطمہ علیہ بعض نسائه۔

ترجمہ عبداللہ بن علی۔ کئی نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد واذا اسرا النبی الذیۃ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آزاد عورت کے ساتھ متعہ کیا تھا۔ اس بات کی خبر بعض اذواج کو ہو گئی تو انہوں نے ان کو فحش کے ساتھ متہم کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: بے شک یہ میرے لیے محال ہے۔ یہ وقتی نکاح ہے جس کو تو چپا کر رکھ۔ مگر بعض اذواج کو اس کی اطلاع ہو گئی۔

سبحانک هذا بہتان عظیم

شیخ امامیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور پاک ذات پر بھی یہ بہتان لگایا ہی دیا اور متعہ کرنے کے شوق بے پایاں میں ذات رسالت مآب پر بھی حملہ کر دیا۔
(استغفر اللہ العظیم)

آپ پہلے شیخی روایات کی روشنی میں متعہ کی حقیقت ملاحظہ فرما چکے ہیں آپ نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ متعہ ایک ایسا قبیح فعل ہے جس کی کسی صورت میں اہانت نہیں دی جاسکتی، کیونکہ اس کے ذریعہ فحش و نراہم کاری کا دروازہ کھل جاتا ہے اور معاشرہ بے حیائی کی راہ پر چل پڑتا ہے۔ اس لیے قرآن پاک اور احادیث پاک میں اس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

متعہ کی حرمت قرآن کریم کی نظر میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل جو زمانہ دور جاہلیت کے نام سے معروف ہے اس میں عفت و عصمت نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ رشتہ ازدواج کا جو بنیادی مقصد تھا وہ بھلا یا بچکا تھا۔ لوگوں کی نظروں سے شرم و حیا اٹھ چکی تھی۔ حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ اپنی بیوی کو غیروں میں دیا کوئی مجبوب نہ سمجھا جاتا تھا اور عورتیں اپنے شوہر کو چھوڑ کر دوسروں سے تعلقات قائم کرتے ہوئے ذرا بھی غار محسوس نہ کرتیں۔ اس انسانیت سوز اور حمیت گدازہ رواج کا خاتمہ قرآن کریم کی زبانی ہمیشہ کے لیے کر دیا گیا۔

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے ۔

ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلاً (چاپ بنی اسرائیل ص ۳)

ترجمہ: اور زنا کے قریب (بھی) نہ جاؤ۔ وہ بے حیائی اور بُری راہ ہے۔

اس آیت پاک میں تنبیہ کی گئی کہ زنا کرنا تو دور کی بات ہے زنا کے قریب جانے کی بھی اجازت نہیں یعنی ہر وہ قول و عمل بلکہ ہر وہ حرکت جو انسان کو زنا تک پہنچانے والی ہو قرآن کی نظر میں بہت بڑا جرم اور بہت بُری بُرائی ہے۔ اسی لیے سب سے پہلے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازیؒ (۶۰۶ھ) نے زنا کے مفاسد کی شانِ ہی کرتے ہوئے لکھا ہے:-

(۱) زنا سے نسب مختلط اور شتبہ ہو جاتا ہے آدمی یقین کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا کہ زنا کی یہ اولاد کس مرد سے ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بچے کی پرورش کا کوئی مرد بھی ذمہ دار نہیں رہتا (بچہ ضائع ہو جاتا ہے یا خود ماں اس بچے کو مار ڈالتی ہے یا بچہ تنگ دیتی ہے یا وہ غریب بچہ سر پرست نہ ہونے کی وجہ سے نتیجہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے) اور یہ عالم کی دیرانی اور انقطاع نسل انسانی کا سبب ہے۔

(۲) زانیہ پر دسترس شرعی قانون میں کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کے ساتھ باغابطہ اس نے نکاح نہیں کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ اس عورت پر قبضہ کر لے کی سعی ہر شخص کی جانب سے ہو سکتی ہے اور وجہ نزاع کسی کو بھی حاصل نہ ہوگی۔ پھر اس راہ میں تباہیوں اور بربادیوں کے جو طوفان اٹھتے رہتے ہیں معاشرہ اور آوارگی کی تاریکیوں میں اس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

(۳) زنا کار عورت کو زنا کی لت پڑتی ہے طبع سلیم رکھنے والے مرد کو ایسی عورت سے گھن محسوس ہوتی ہے۔ پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی سلیم الطبع اس سے شادی کر لے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ نہیں کر سکتا محبت و الفت تو خیر دور کی بات ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو عورت زنا میں مشغول ہو جاتی ہے اس سے عموماً لوگ نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور سوسائٹی میں وہ حقیر اور ذلت آمیز نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

اس کی صرف ایک شرط ہوگی یہ کہ وہ حیض والی نہ ہو یعنی جس کو حیض آتا ہو اس سے یہ عمل نہیں کیا جائے گا۔ ہاں جس کو یہ ایام نہ آتے ہوں اس سے کئی مرد قلعہ قائم کر سکتے ہیں اسے متعہ دور یہ کہتے ہیں مشہور مجتہد قاضی نور اللہ شوستری (۱۰۱۹ھ) لکھتے ہیں:-

واما تا سافلان فسه الى اصحابنا من انهم جوزوا ان يقتع الرجال
المتعدون ليلاً واحدة من امرأة سواء كانت من ذوات الاقراء
ام لا. فمتماخان في بعض قيوده وذلك ان اصحاب قد خصوا
ذلك بالآفة لا يغيرها من ذوات الاقراء.

ترجمہ میں لکھنا ہے ہمارے اصحاب کی طرف اس بات کو منسوب کیا ہے کہ
(شیعوں کے نزدیک) بہت سے مرد ایک رات مل کر ایک عورت سے متعہ
کرنے کو جائز سمجھتے ہیں خواہ وہ حیض والی ہو یا حیض والی نہ ہو انہوں نے
ہماری بعض قیود کو ترک کر دیا ہے کیونکہ ہمارے اصحاب نے اس عمل کو
اس عورت کے ساتھ خاص کیا ہے جس کو حیض نہ آتا ہو۔ نہ یہ کہ حیض والی سے
بھی جائز ہے۔

جس کا مطلب ہے کہ شوستری صاحب اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ شیعوں کے نزدیک
ایک عورت کے ساتھ کئی مرد مل کر رات گزار سکتے ہیں۔ ایک کے بعد دوسرے کے پاس یا ایک
وقت دو کو ساتھ لے سکتی ہے۔ ہاں صرف اس کا خیال رہے کہ وہ حیض والی عورت نہ ہو یعنی جس
کو حیض آتا ہو، اگر کوئی عورت ایسی ہے کہ جس کو حیض آتا نہ ہو گیا ہو تو پھر اس کے ساتھ اس
طرح کے عمل میں کوئی حرج نہیں۔

اندازہ فرمائیے کیا اس سے زیادہ بے حیائی کا کئی عمل ہو گا کہ ایک ہی رات میں ایک
ہی عورت ایک کے بعد دوسرے کے پاس جاتی رہے اور مباشرت کرے۔ کیا یہ نرا
زنا نہیں ہے؟ پھر اس کو عبادت سمجھنا تو اس شخص کا کام ہو سکتا ہے جس کا ضمیر مردہ ہو اور
عقل ماری جا چکی ہو۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ متحدہ کے عالم کر دینے یا اسے قانونی اجازت دینے میں یہ درحقیقت زنا ہی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اس لیے کہ متحدہ میں وہی کچھ ہوتا ہے جو زنا میں ہوتا ہے اور زنا کے مفاسد اور خرابیاں ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس آیت کریمہ نے متحدہ کی حرمت کو واضح کر دیا ہے کہ اسلام میں اس کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ چہ جائیکہ ایران کے صدر اسے حکم خداوندی قرار دیں۔ اور لو جو انوں کو متعصب پر اکسائیں۔

② — اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ ذُمِّهِمْ يُخْفَوْنَ. اَلَا عَلَىٰ اِذْوَ اَبْهَمُوا مَمْلَكَتِ اِيْمَانِهِمْ
فَانْتَهَرُوا عَنْ مَلُومِيْن. فَمَنْ ابْتغَىٰ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَعَدُوْنَ.

(پہلے المؤمنین ص ۱)

ترجمہ اور (فلاح پانے والے وہ لوگ ہیں جو) اپنی شہوت کی جگہ کو چھپاتے ہیں
مگر اپنی عورتوں پر یا منکوحہ باندیوں پر۔ سو ان پر کچھ الزام نہیں۔ پھر جو کوئی اس
کے علاوہ ڈھونڈے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔

ان آیات پاک میں اس بات کا بیان ہے کہ وہ مومن آخرت میں فلاح پانے والے
ہیں جن میں یہ یہ اوصاف ہوں۔ ان میں سے ایک عصمت کی حفاظت کرنی ہے۔ اپنی بیوی اور
باندی کے علاوہ کسی کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تعلق رکھے۔
یہ زنا کے حکم میں ہے اور ایسے لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہیں اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے
کہ اسلام میں متحدہ کی اجازت نہیں ہے۔ اگر اجازت ہوتی تو بیوی باندی کے علاوہ اس کی تصریح
کی جاتی۔ لیکن یہاں ان دونوں کو چھوڑ کر تیسری قسم کی کوئی تصریح نہیں بلکہ تیسری قسم کی تردید کی
گئی ہے اور ایسے لوگوں کو بے حد تجاوز کرنے والے بتایا گیا ہے۔ جس سے متحدہ کی حرمت
واضح ہو جاتی ہے۔

③ — ارشادِ ربانی ہے۔

وَلَيْسَتْ كُفَّاتِ الْذِينَ لَا يَجِدُوْنَ نَكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ.

(پہلے النور ص ۱)

(۴) زنا کا جب دروازہ کھل گیا کوئی مستقل قاعدہ و قانون باقی نہ رہا تو پھر کسی خاص مرد کو کسی خاص عورت سے کوئی خاص لگاؤ باقی نہ رہے گا جس کو جہاں موقع مل گیا اور جو کچھ کر گزرا ہو کر گزرتا ہے اور یہی حال حیوانات کا ہے پھر انسان و حیوان میں فرق ہی کیا رہ جائے گا۔

(۵) عورت سے صرف یہی مقصد نہیں کہ اس کے پاس پہنچ کر جنسی تعارض سے پورے کیے جائیں بلکہ مقصد یہ بھی ہے کہ دو جہان مل کر ایک دوسرے کے رفیق اور شریک زندگی ہوں گھر کے کاموں میں بھی اکھانے پینے میں بھی بچوں کی تعلیم و تربیت میں بھی اور زندگی کی دوسری ضروریات میں بھی پھر غم میں بھی اور خوشی میں بھی تنگ حالی و خوش حالی میں بھی اور یہ ساری باتیں اس وقت قطعاً پیدا نہیں ہو سکتیں جب تک عورت کسی ایک کی جائز طریقہ پر جو کر رہے ہے اور اس کی شکل یہی ہے کہ زنا کو بالکل حرام قرار دے دیا جائے اور نکاح کے قانونی دائرہ میں عورت و مرد کے تعلقات کو محدود کیا جائے۔

(۶) ہمبستری پردہ کی بات ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا تذکرہ اشارۃً و کنایۃً کیا جاتا ہے اور کوئی اس کا نام نہ کر سکتا ہے تو پردہ کی اولیٰ میں کرتا ہے کہ کسی کی نگاہ نہ پڑنے پائے پس معلوم ہوا کہ اس کو کم سے کم کزنات قرین بقل و قیاس ہے اور اس کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ جائز طور پر ایک عورت ایک مرد کی ہو کر رہے ورنہ پھر یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ چھ خرابیاں تو وہ ہیں جو بالکل عیاں ہیں ورنہ زنا کے مفاسد اور خرابیاں بہت سی ہیں۔

حضرت امام رازی کی اس تحقیق و تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ زنا کے مفاسد اور اس کی برائیاں اس قدر اظہر من الشمس ہیں کہ کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا
لہ تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۳۹۳ بحوالہ اسلام کا نظم عنایت

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں متعہ کے حلال ہونے کا ذرا بھی قصور ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا ضرور تذکرہ فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ اگر کسی سے شادی نہ ہو سکے تو متعہ ہی کر لیا کرو۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ اس کا علاج یہ بتایا کہ مسلسل روزہ رکھو۔ سو قرآن و حدیث میں متعہ کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ اس کی ہر طرح تردید ہے۔
 ⑤ — اللہ تعالیٰ محرمات کے بیان کے بعد ارشاد فرماتے ہیں :-

وَأَحِلُّ لَكُمْ مَا دَرَأَ ذَٰلِكُمْ أَنَّ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مَحْصِنِينَ غَيْرَ مَسْأُوحِينَ
 فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ
 عَلَيْكُمْ فِي مَا تَرَاءَوْا ضِيَعْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ . (پہا النساء ص ۴۲)

ترجمہ۔ اور حلال ہیں تم کو سب عورتیں اس کے سوا کہ تم انہیں اپنے اموال سے نکالنا شروع کرو اور قید نکاح میں رکھنے والے ہو نہ کہ مستی مٹانے کو پس

یہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حدیث یہ ہے :-
 فمن لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء .

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کثرت سے روزے رکھنا اور مسلسل روزے رکھنا ایسے حال میں مفید ہوتا ہے نہ کہ صرف گاہ گاہ دو چار روزے رکھ لینا۔ علیہ لزوم پردال ہے اور لزوم کے دو درجے ہوتے ہیں ایک اتھادی ایک علی یہاں فقہان کا درجہ تو مراد نہیں کیونکہ یہ روزہ فرض نہیں بلکہ عملی درجہ مراد ہے اور وہ ہوتا ہے مکرم سے جب کہ بار بار عمل کیا جاتے اور عادتہ لزوم کر لیا جائے اور میں نے کہا کہ دیکھو اس کی ایک ظاہر تائید ہے۔ رمضان شریف میں مسلسل ایک ماہ تک روزے رکھے جاتے ہیں اور تجربہ ہے کہ شروع میں تو قوت بہیمہ شکستہ نہیں ہوتی بلکہ رطوبات فضلیہ کے ساخت ہو جانے کی وجہ سے اس میں قوت اور استعاش ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ ضعف بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر میں قوت ضعیف ہوتا ہے جس سے قوت بہیمہ شکستہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس وقت روزوں کی کثرت مستحق ہو جاتی ہے۔ (الاضافات جلد ۹ ص ۱۹)

جن عورتوں سے تم نے فائدہ اٹھایا تو ان کو ان کے حق دو جو مقرر ہوئے ہیں اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ مقرر کیے ہوئے مہر کے بعد اور مہر انہیں دو۔

اس آیت پاک میں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جن عورتوں سے نکاح حلال ہے انہیں چند شرطوں کے بعد اپنے نکاح میں لاسکتے ہو۔ یعنی ان کے ساتھ شادی جاری ہے ان شرائط میں سے خاص طور پر محسنین، غیر مسافحین کے الفاظ منع کی حرمت کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

① محسنین

یعنی جن عورتوں سے تم نکاح کرو تو اس کا مقصد محض وقتی اور عارضی نہ ہو بلکہ دائمی ہو ایسا نہ ہو کہ چند دن کی عین کی نیت سے اس کے ساتھ شادی رچا لو پھر تھوڑے دو۔ یہ طریقہ غلط ہے جب تم نے ان کے ساتھ نکاح کیا ہے تو شرط یہ ہے کہ ان کو ہمیشہ سبوی بنا کر رکھو دیہ الگ بات ہے کسی وجہ سے آپس نا اتفاقی ہو جائے اور طلاق کی قربت آ جائے۔ لیکن تم پہلے سے ایسی نیت نہ کرو۔

② غیر مسافحین

متمہارا اس نکاح سے مقصد صرف مستی ٹکانا نہ ہو یعنی محض شہوت اور خواہش پوری کرنے کی نیت نہ ہو جیسا کہ زنا میں ہوتا ہے۔

اس کے بعد فضا اس تحت فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم نے ان شرطوں کے ساتھ نکاح کر کے فائدہ اٹھایا ہے (یعنی جماع اور صحبت کرنی ہے) تو ان عورتوں کا مہر جو بھی مقرر ہوا ہو وہ ان کو دے دو۔ یعنی مہر ادا کرنا ہوگا۔ اگر صحبت سے پہلے طلاق کی قربت آ جائے تو مرد کے ذمہ نصف مہر اور غلوت کے بعد یہ صورت ہو تو پھر پورا مہر ادا کرنا ہوگا۔ اس میں مال مثل کی کوشش نہ کرو اور اس باب میں تم پر کچھ مواخذہ نہ ہوگا کہ مقررہ مہر کے بعد تم آپس میں مہر کی مقدار گھٹاؤ یا بڑھاؤ یعنی عورت اپنی خوشی سے مہر نہ لے یا کم لے یا مرد

اپنی خوشی سے زیادہ دے کر اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا

قرآن پاک کی اس آیت میں متعہ کا بیان سرے سے ہے ہی نہیں۔ لیکن شیعہ اثناعشریہ نے مہمت رکھ کر اس سے متعہ کے جائز ہونے اور اپنے اصطلاحی متعہ کے ثبوت کا قوی دلائل دیا۔ حالانکہ جب قرآن کریم کے سیاق و سباق پر نظر ہوگی وہ ہرگز اس آیت سے متعہ کے جواز کی دلیل نہ لے گا اس لیے کہ

پہلی آیت میں حرم کا بیان ہے اور اس آیت میں حلت کا۔ حرمت و حلت مقابلے کی دو چیزیں ہیں جیسی وہاں حرمت ہوگی ویسی یہاں حلت ہوگی۔ علامہ زنجیزیؒ لکھتے ہیں کہ وہ تاویل و تفسیر جائز نہیں جس سے قرآن کی معجزانہ بلاغت میں نقص واقع ہوتا ہو۔

وہاں حرمت کوئی ہی مراد ہے؟ تابیدی یا وقتی۔ اس کے لیے پوری آیت دیکھ لیجئے۔

حرمت علیکم اھدا تک و سبائتکم و اسواتکم و عھاتکم و الایۃ

ترجمہ تم پر حرام کی گئیں تمہاری ماہیں تمہاری بیٹیاں تمہاری بہنیں اور تمہاری چھو بھیاں۔ ظاہر ہے کہ یہ حرمت تابیدی ہے اب اس کے مقابل وہ حلت بھی تابیدی ہوگی تاکہ قرآن کی عجیبی بلاغت برقرار رہے۔

شیعہ کو متعہ حلال کہنے پر اس قدر غصہ ہے کہ وہ اس حلت (واحل لکم ما وراہ ذلک) کو وقتی بنانے کے لیے اس پہلی حرمت کو دائرہ تابیدی سے نکالنے پر تل گئے کہ ان مخرجات سے حرمت اسی وقت تک ہے جب پاس رشیم کا ٹکڑا نہ ہو۔

ایسی ضد کا کیا ٹھکانہ اپنا مسک چھوڑ کر میں ہوا کافر نورہ کافر مسلمان ہو گیا

ہم سمجھتے ہیں کہ دلف حریر سے حرمت تابیدی کی نفی سب شیعوں کا عقیدہ نہیں ہو سکتی اس لیے کہ جواف حریر کا اقرار نہ کر سکے انہوں نے بات بنانے کے لیے اس آیت میں الی اجل مسیحی کے الفاظ زائد کر دیئے اور کہا کہ اجل قرآن میں یوں ہی تھا۔

ہم کہتے ہیں شیعہ کا یہ الفاظ کو زیادہ کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے بغیر شیعوں کو بھی اس آیت سے حلت تابیدی (جسے نکاح کہتے ہیں) سمجھ آ رہی تھی ورنہ انہیں اس کا اضافہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

ترجمہ: اپنے آپ کو خدا سے رہیں جن کو نکاح کا سامان نہیں ملتا جب تک کہ مقدور نہ ہو۔ اشران کو اپنے فضل سے۔

اس آیت شریفہ میں بتلایا گیا ہے کہ جب انسان شادی نہ کر سکے اور مجبور ہو اور مالی حالت خراب ہو نہ کہ باعث بیوی نہ مل رہی ہو تو اسے ضبط نفس اور پاکدامنی کا دامن تھامنا چاہیے اور جب وسعت ہو جائے تو پھر وہ شادی کر لے۔ لیکن ان دونوں میں عفت و پاکدامنی کا تاکید ہی حکم دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے مجبور لوگوں کو حکم فرمایا ہے کہ روزہ رکھا کرو کیونکہ اس کے ذریعے خواہشات اور شہوات کا نور ختم ہو جائے گا اور تک انسان غلو و کم از کم سے پرچ جائے گا کتب، احادیث میں اس قسم کے واقعات ملتے ہیں جن میں بعض صحابہ کرام مجبوریوں کی بنا پر شادی نہ کر سکے حالانکہ وہ نکاح کرنا چاہتے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو کسی اور طریقہ کو اپنانے کے بجائے روزہ رکھنے کا حکم فرمایا تاکہ شہوات کی قوت خرب ہو جائے۔ چنانچہ ان حضرات نے اس پر عمل کیا اور اپنے آپ کو گناہ سے بچایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

يا محشر الشباب من استطاع منك الباطة فلي تزوج فانه اغض للبصر

واحسن للفرج ومن لم يستطع فعليه بالصوم فانه له وجاء

ترجمہ: اے نوجوانو! تم میں سے جو شادی پر قدرت رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ شادی کر لے کہ یہ شادی نگاہ کو نیچے کر دیتی ہے اور اس کے ذریعہ شر نگاہ کی حفاظت ہو جاتی ہے اور جو شخص شادی پر قدرت نہیں رکھتا اس کو لازم ہے کہ روزہ رکھے (کہ روزہ) شہوت کو توڑتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو نکاح کی ترغیب فرمائی، نکاح کے بعد عفت و پاکدامنی نصیب ہوگی، نفقہ کی حفاظت ہوگی اور اگر کسی وجہ سے شادی نہ ہو پائے اور شہوت میں کمی نہ آئے تو پھر روزہ رکھنے کا حکم فرمایا کہ اس کے ذریعہ شہوت کا علاج ہو گا اور عفت و عصمت پر حرف نہ آئے گا۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کی مذکورہ روایت میں بھی متعہ کی ممانعت کا حکم موجود ہے۔ اس کے باوجود متعہ کے حلال ہونے کا اعلان اور ائمہ اربعہؑ کی روایت کو متعہ کرنے والا قرار دینا اہل علم نہیں تو اور کیا ہے؟

بعض شیعہ خطیبوں سے دوران گفتگو معلوم ہوا کہ یہ لوگ صحیح بخاری کی اس روایت سے مطمئن نہیں بلکہ رد و قدح کر کے اس سے چسکا را حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر یہ ایک قضا قدم ہوگا اس لیے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ سے مروی مذکورہ روایت خود شیعہ کتابوں میں بھی موجود ہے شیخ الطائفہ علامہ طوسی (۲۶۰ھ) نقل کرتا ہے کہ:-

عن زید بن علی عن أبيه عن علي عليه السلام قال حرم رسول الله
صلواته عليه وسلم لحوم الحمير الاهلية ونكاح المتعة.

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰؑ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت اور نیکاح متعہ کو حرام بتلایا تھا۔

ایک اور شیعہ محقق شیخ محمد بن حسن الطبرانی (۳۲۰ھ) نے بھی اپنی کتاب وسائل الشیعہ فی التحصیل مسائل الشریعہ جلد ۲، ص ۴۴ میں اس روایت کو درج کیا ہے۔

شیعہ مجتہدین اور متعہ کے شوقین شیعہ کتب میں موجود اس روایت سے خاصے پریشان ہیں اس روایت کا انکار ان کے بس کی بات نہیں کیونکہ ان کے اکابر اس کی تصریح کر چکے ہیں کہ یہ نقل آں باشد کہ چپ نشود۔ انہوں نے اس روایت کی اہمیت کو گھٹانے اور بے وزن کرنے کے لیے یہ کہنا شروع کر دیا کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ نے اس جگہ تغذیہ کیا تھا۔ آپ حالات سے مجبور تھے اس لیے سچی بات نہ کہہ سکے (معاذ اللہ)۔

شیخ الطائفہ اس روایت پر تفتیہ کی پیادریوں دالتا ہے:-

خارجہ فی هذه الرواية ان يحملها على التقية لانها موافقة لمذاهب العامة و

الاخبار الادلة موافقة لظاهر الكتاب واجماع الفرق المعتبرة على موجبها

فيجب ان يكون العمل بها دون هذه الرواية الشاذة۔

شیخ محمد بن حسن البحر العالی کہتا ہے :-

اقول جملة الشیع وغیره علی التقیۃ یعنی فی الروایۃ لان اباحۃ المتعۃ
من ضروریات مذهب الامامیۃ۔

یعنی جن روایات میں حضرت علیؑ سے متعہ کی ممانعت آتی ہے اس کو ہم تقیہ پر محمول کہتے
گے۔ کیونکہ شیعہ امامیہ کی دوسری مستند روایات سے متعہ کا حلال ہونا واضح ہے اور متعہ کی اجازت
مذہب امامیہ کے ضروریات دین میں سے ہے۔ اس لیے ممنوعہ والی روایتوں سے استدلال کرنا
صحیح نہیں بلکہ عمل اسی پر ہوگا جس پر شیعوں کا اجماع ہے۔

تقیہ کیا ہے؟ اس کی تفصیل کا مزید وقت ہے نہ اس کی گنجائش بس اتنا یاد رکھئے کہ
شیعہ امامیہ کے نزدیک تقیہ ایک ایسا ہتھیار ہے جس کو جب اور جہاں چاہیں استعمال کر کے حقیقت
کا چہرہ بگاڑا جاسکتا ہے اور جہاں جہاں ائمہ اہلبیت کی روایت شیعہ کے خلاف نظر آجائے،
اس وقت یہی ہتھیار ہے جو شیعوں کو بچاتا ہے۔

③ — حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ :-

رخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام او طاس فی المتعۃ ثلاثاً ثم
نہی صنفہا۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوہ) او طاس کے سال تین دن کی
رخصت دی تھی پھر اس کو منع کر دیا تھا

اس مقام پر شیعوں والا متعہ مراد نہیں۔ کیوں کہ اس کی اجازت نہ تو پہلے تھی اور نہ بعد
میں، بلکہ مراد نکاح موقت تھا جس کی تفصیل آئے گی۔

اب اس تصریح کے ہوتے ہوئے اسی پر اصرار کرنا کہ حالات کے پیش نظر اجازت دی
جاسکتی ہے اور یہ حکم خداوندی ہے۔ صریح زیاداتی ہوگی اور دوسرے نقطوں میں یہ کہا جائے گا کہ
نبوت کے مقام عالی سے ہمہری کا دعوئی کرنا ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے
اجازت دی تھی، اسی طرح ہمیں بھی اجازت ہے کہ ہم اس کو عام کریں اور اس کے نسخہ کو چھپائیں

اس قسم کا دعویٰ عقیدہ صریح کفر ہوگا۔

(۴) — حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ۔

انما كانت المتعة في اول الاسلام كان الرجل يقدم البلدة ليس له بها معرفة فيتزوج المرأة بقدر ما يرى انه يعتم فتعفظ له متاعه وتصلح له شبهة حتى اذا نزلت الآية الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم قال ابن عباس فكل فرج سواها فهو حرام بل
ترجمہ متعہ ابتداء سے معلوم میں تھا جب کوئی شخص کسی ایسے شہر میں جاتا جہاں اس کی جان پہچان نہ ہوتی تو عورت سے جتنے دنوں تک وہاں رہتا (تین زوجہ) نکاح (متعہ) کر لیتا اور وہ اس کے سامان کی حفاظت کرتی اور اس کے لیے کھانے پینے کی چیز تیار کرتی یہاں تک کہ قرآن کی یہ آیت الا علی ازواجہم نازل ہوئی، ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اپنی بیویوں اور مملوکہ باندیوں کے علاوہ ہر شرمگاہ حرام (ہو گئی) ہے۔

یہ نہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی اس تصریح سے معلوم ہوا ہے کہ جس قسم کے متعہ کی ابتداء اسلام میں اجازت بھی تھی وہ بھی آیت قرآن الا علی ازواجہم الایت کے اصول پر ختم ہو گئی اور اس کی حرمت کا باقاعدہ قرآن کریم نے اعلان فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم پہلی کے تحت اس قسم کے متعہ کو بھی حرام قرار دیا، اب یہ نہ حضرت ابن عباسؓ بھی اس کے قائل ہیں کہ بیوی اور باندی کے علاوہ ہر شرمگاہ حرام ہو چکی ہے۔

یہ متعہ جو اب حرام ہوا نکاح موقت تھا — کتنے وقت کے لیے؟ اس کے لیے کوئی معین گھڑی نہ تھی جیسے یوں کہیں کہ جب تک میں یہاں ٹھہروں، ظاہر ہے کہ اس کے لیے کوئی نقطہ وقت طے نہیں ہوتا۔

اس میں وہ ذلت نہیں جو شیعہ متعہ میں ہوتی ہے کہ وہ نقطہ وقت آتے ہی دونوں غیر مجرم ہو گئے۔ پھر اس روایت میں اس زبان متعہ کی خدمت گزار ہی بھی مذکور ہے کہ اس کے سامان کی

مخالفت کرے اور کھانا وغیرہ بنانے میں اس کی مدد کرے۔ جب کہ شیعہ متعہ میں عورت پر ایسی کوئی ذمہ داری نہیں۔ وہ صرف مستی نکالنے کے لیے متعہ میں لائی جاتی ہے۔

ان تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ وقتی نکاح میں کرنی بات حیا و شرافت کے خلاف نہ تھی۔ جب کہ شیعہ متعہ اور مطلقہ نام میں فرق کرنا بڑے بڑے شیعہ مجتہدوں کے بھی بس کی بات نہیں ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما متعہ کی اباحت کے قائل تھے۔

الجواب: روایت سابقہ میں تصریح کے ساتھ سیدنا ابن عباسؓ اس کے حرام ہونے کا ذکر فرما رہے ہیں اور اپنے استدلال میں آیت قرآن مجید پیش فرما رہے ہیں کیا اس کے بعد بھی کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ اس حرمت کے بعد بھی اس کے جواز کے قائل تھے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اولاً تو اباحت کے قائل تھے لیکن سیدنا حضرت علیؓ نے انہیں بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حرمت کا اعلان فرما چکے ہیں تو آپ نے اپنے قول سے رجوع کر لیا اور اس سے توبہ بھی فرمائی۔

حضرت محمد بن علیؓ (المعروف بابن الحنفیہ) کہتے ہیں:-

ان علیاً قال لابن عباسؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن متعہ و
عن لحوم الحمر الاہلیۃ زمن خیبرؓ

ترجمہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ خیبر میں متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا تھا۔

یہ خیبر کے دن کے اعلان کا ذکر ہے یہ نہیں کہ اس کی حرمت بھی اس دن نازل ہوئی تھی حکم کو

نافذ کرنے کے لیے مناسب وقت اختیار کیا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کے ساتھ سیدنا ابن عباسؓ کا مکالمہ بھی ہوا۔ حضرت علی المرتضیٰؑ نے جب دلائل حرمت بیان فرمائے تو حضرت ابن عباسؓ خاموش ہو گئے یہ گویا اس بات کا اقرار تھا کہ میں بھی اس حرمت سے متفق ہوں۔ حضرت علامہ ابو جعفر احمد بن محمد نحوی مہری (۲۲۷ھ) لکھتے ہیں:

ان ابن عباس لما خاطبه علی بهذا العریحاجہ فصار تحویم المسئلة
اجماعا لان الذین یملونہا اعتمادہم علی ابن عباسؓ

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰؑ نے حضرت ابن عباسؓ سے بات چیت کی، یعنی مکالمہ ہوا تو حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؑ سے کوئی حجت نہ کی، پس اس کے ذریعہ متعہ کی حرمت پر اجماع ہو گیا۔ اس لیے کہ جو لوگ متعہ کی اباحت پر قائل تھے ان کا سادار و مدار ابن عباسؓ کے قول پر تھا، اب جب کہ آپؑ نے بھی رجوع کر لیا تو اس پر اجماع ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابن عباسؓ کے پاس متعہ کی حرمت کی کوئی دلیل نہ تھی اور آپؑ نے حضرت علی المرتضیٰؑ کے دلائل کے سامنے تسلیم فرم کر دیا، جو متعہ جس کی اجابت بھی تھی، اب بالاتفاق حرام ہو چکا ہے۔

اسی طرح محمد بن عقیقہؒ روایت کرتے ہیں:

ان ملیا قیل لہ ان ابن عباس لا یرى لمتعة النساء باس فقال ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عنہا یوم خیبر وعن الحوم المحرم الا نسیدہؑ

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰؑ سے کہا گیا کہ حضرت ابن عباسؓ متعہ النساء کے بارے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تو حضرت علیؑ نے فرمایا: یہ صحیح نہیں، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والے دن اس دمتعہ سے اور گھر بیگم کو روک دیا۔

ایک مرتبہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ نے حضرت ابن عباسؓ کو خطاب کر کے فرمایا کہ:

انک رجل تأتہ نئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ ترجمہ کی بنی میں تھوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روک ہی دیا تھا۔
ایک مرتبہ محمد بن علی نے سنا کہ حضرت ابن عباسؓ اس نکاح موقت کے متعلق کچھ مضموم روایت
رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا :-

ابن عباسؓ یہ بات قبول نہ کرے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا ہے۔
ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کیا
کہ یا حضرت آپ کی یہ بات کہ متعہ کی اباحت ہے لوگوں کے چاروں طرف پھیلا
دی اور شاعر اپنے شعروں میں اس کو بیان کرتے پھرتے ہیں یہ سن کر حضرت
ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سبحان اللہ! میں نے تو اس کا ہرگز فتوہ نہیں دیا تھا
میرے نزدیک محمد ایسا ہی ہے جیسے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت (حدیث)
روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ، انا لله وانا اليه راجعون۔ خدا کی قسم میں
نے تو اس کا فتوہ نہیں دیا اور نہ میری یہ مراد تھی اور نہ مجبور کے علاوہ
کسی اور کے لیے میں نے متعہ کو حلال قرار دیا تھا۔

یہ نہ حضرت ابن عباسؓ کو حضرت علی المرتضیٰؓ نے زبردستی یہی فرمائی تھی اور کہا کہ اگر آئندہ
اس قسم کا فتوہ دیا تو سزا دی جائے گی۔ چنانچہ آپ نے اپنی بات سے رجوع کر لیا اور متعہ کی ابدی
حرمیت کے قائل ہو گئے۔ قاضی عبد الجبار حنفی (۴۱۵ھ) بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں۔
وانكر ذلك علي رضي الله عنه لما بلغه اباحت ابن عباس انكار ظاهر
او قد حكى عنه رضي الله عنه الرجوع عن ذلك فصار خطره اجماعاً من
كل صحابة. ۱۰

ترجمہ جب حضرت علیؓ کو حضرت ابن عباسؓ کے متعہ کے مباح ہونے کے قول کی
خبر پہنچی تو آپ نے حضرت ابن عباسؓ پر سخت انکھ کیا اور مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے
اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا پس حرمیت متعہ پر تمام صحابہؓ کا اجماع ہو گیا

حضرت امام ترمذیؒ (۲۷۹ھ) بھی لکھتے ہیں :-

واما روی عن ابن عباس شیء من الرخصة في المتعة ثم رجع عن قوله حيث اخبره عن النبي صلى الله عليه وسلم وامرا كثر اهل العلم على تحريم المتعة .

ترجمہ مروی ہے کہ ابن عباسؓ متعہ کی اباحت کے قائل تھے پھر آپؓ نے اپنے قول سے رجوع فرمایا۔ جب آپؓ کو آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی امارت اور صحابہ کرامؓ کی اکثریت سے اس کی حرمت معلوم ہو گئی۔

حضرت امام بیہقی (۴۵۸ھ) امام زہری (۱۲۴ھ) سے نقل کرتے ہیں :-
مامات ابن عباس حتی رجع عن فتواه بحل المتعة وكذا ذكره ابو عوانه في صحيحه .

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ انتقال سے قبل متعہ کے مباح ہونے کے قول سے رجوع کر چکے تھے۔ ابو عوانہؒ نے اپنی صحیح میں بھی اس کو بیان کیا ہے۔
حضرت امام ابوبکر احمد بن علی الرازیؒ (۴۷۰ھ) بھی لکھتے ہیں :-
ولا نعلم احدا من الصحابة روى عنه تحريم القول في اباحة المتعة غير ابن عباس وقد رجع عنه حين استقر عنده تحريمها بتواتر الاخبار من جهة الصحابة .

ترجمہ۔ ہمیں حضرات صحابہؓ میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے محض اباحت متعہ کا قول نقل کیا ہو۔ سوائے ابن عباسؓ کے۔ مگر انہوں نے بھی اس سے رجوع فرمایا۔ جب آپؓ کو صحابہ کرامؓ سے متعہ کی حرمت کی متواتر خبریں ملیں۔

حضرت امام نووی (۷۷۶ھ) بھی لکھتے ہیں :-

ودفع الاجماع بعد ذلك على تحريمها من جميع العلماء الا الروافض وكان

عباس یقول بابا حتما وروی عنہ انه رجع عنہ ^۱
ترجمہ تمام علماء اسلام کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہو چکا ہے سوائے شیعوں
کے اور (جہاں تک حضرت ابن عباس کے متعہ کی اباحت کے قائل ہونے
کا تعلق ہے) یہ کہ اس سے رجوع بھی ثابت ہے۔

حضرت علامہ حافظ ابن ہمام ^۲ (۷۸۶۱) لکھتے ہیں،
وابن عباس صحیح رجوع بعد ما اشتهرت عنہ من اباحتہ ^۳
ترجمہ حضرت ابن عباس نے اپنے اباحت والے قول سے رجوع کرنے کی
روایت بالکل صحیح ہے۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

وابن عباس صحیح رجوعہ الى قولہ ^۴

ترجمہ حضرت ابن عباس نے صحابہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا یعنی متعہ حرام ہے،
صاحب بحر الرائق حضرت علامہ ذین الدین ابن نجیم (۷۹۷۰) لکھتے ہیں۔

واعاما نقل عن ابن عباس من اباحتہ بعد صح رجوعہ ^۵

ترجمہ اور جو کچھ حضرت ابن عباس سے اباحت کا قول منقول ہو مگر ابن عباس
نے اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا۔

تفسیر کبیر میں سیدنا ابن عباس کا متعہ سے توبہ کرنا بھی منقول ہے۔

اللمعنا ان التوب اليك من قول في المتعہ ^۶

اس وقت ہمارے عقیدان تمام روایات و ارشادات اکابر کا استیعاب نہیں اور نہ ہی
اس کی ضرورت ہے۔ مذکورہ بالا احادیث و ارشادات سے یہ بات بخوبی معلوم ہو چکی ہوگی کہ سیدنا
حضرت ابن عباس اولاً جس متعہ کے قائل تھے یہ نہ حضرت علی المرتضیٰ سے بحث و مباحثہ اور دیگر
صحابہ کرام سے تفصیلات اور حرمت کے دلائل معلوم ہو جا چکے اپنے اس قول سے رجوع فرمایا تھا۔
اب اس کا اظہار بھی فرما چکے ہیں۔

پیش نظر رہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک بھی متعہ وہ متعہ نہ تھا جو شیعی کتابوں میں ہے
نکاح موقت کی ایک قسم تھی اور آپؓ نے اس قسم کے متعہ کی اجازت سے بھی رجوع کرتے ہوئے
اسے حرام قرار دے دیا۔

اب وہ کون ہے جو سیدنا حضرت ابن عباسؓ کو اس کا قائل بنا کر لے اور انہیں قائلین جواز
میں شامل کر کے اللہ پر تہمت لگائے؟

متعہ کی حرمت آئمہ اہلبیت کے ارشادات کی روشنی میں

① — سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کہتے ہیں۔

قال حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحوم المحرم الاہلیۃ و نکاح المتعۃ
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت اور نکاح متعہ کو
حرام فرما دیا ہے۔

اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں متعہ کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ اس حدیث
کو سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ روایت فرماتے ہیں اور یہ روایت شیخہ حضرات کی مستند کتابوں
میں بھی موجود ہے۔

مشہور شیعی عالم ڈاکٹر موسیٰ الموسویٰ لکھتے ہیں۔

حضرت علیؑ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اس حرمت کو برقرار رکھا اور جواز
متعہ کا حکم صادر نہیں فرمایا۔ شیعی عرف اور ہمارے فقہاء شیعہ کی رائے کے مطابق
امام کا عمل حجت ہوتا ہے خصوصاً جب کہ امام با اختیار ہو۔ اظہار رائے کی آزادی
رکھنا ہو اور احکام الہی کے امام و نوایہی بیان کر سکتا ہو اس صورت میں امام علیؑ
کی حرمت متعہ کو برقرار رکھنے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ عہد نبوی میں حرام تھا اگر ایسا
نہ ہوتا تو ضروری تھا کہ وہ اس حکم تحریم کی مخالفت کرتے اور اس کے حقوق صحیح
حکم الہی بیان کرتے اور عمل امام شیعہ پر حجت ہے۔ میں نہیں سمجھ پایا کہ ہمارے فقہاء

شیعہ کو یہ جرات کیسے ہوتی کہ وہ اس کو دیوار پر مار دیتے ہیں۔ بلکہ

(۲) — منغل کہتے ہیں کہ۔

سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول في المتعة دعوها اما يستحي لعذمتهم
ان يبرئ في موضع العورة فيجعل ذلك على صالحي اخوانه واصحابه
ترجمہ ہیں نے امام جعفر کو فرماتے ہوئے سنا کہ متعہ کو چھوڑ دو کیا تم کو شرم
نہیں آتی کہ کوئی شخص عورت کی شرمگاہ دیکھے اور اسے اپنے بھائیوں اور
دوست یاروں کے سامنے بیان کرے

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ کے نزدیک بھی متعہ بہت ہی بُری
حرکت ہے اور آپ نے اس کو چھوڑ دینے کا حکم فرمایا۔ کیونکہ متعہ کے ذریعہ فحش و بدکاری کو راہ
ملتی ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ ایک ایسے عمل کی اجازت دیں جس کو
قرآن کریم نے فحش قرار دیا ہو اور اس سے روکا ہو جسے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرما
دیا ہو اور جو سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کے نزدیک بھی حرام ہو۔

(۳) — شیخ الطائفة علامہ طوسی (۴۶۰ھ) کا کہنا ہے کہ عبداللہ بن عمیر نے امام باقرؑ سے کہا کہ
کیا آپ کی بیویاں بیٹیاں بہنیں اور چچا کی لڑکیاں متعہ کرتی ہیں۔

فاعرض ابو جعفر حسین ذکر نسائه وبنات عمہ

ترجمہ امام باقرؑ نے یہ سن کر اپنا چہرہ پھیر لیا جب اپنی عورتوں اور چچا کی لڑکیوں
کا ذکر ہوا۔

اس کا ایک معنی یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایسا کرتی تھیں مگر حضرت امام کو لوگوں سے یہ سن کر
شرم آئی اور انہوں نے اپنا منہ پھیر لیا۔ اور ایک معنی یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت امام کو اس کے سوال
سے ناراضگی ہوئی۔ معلوم نہیں شیعہ ذاکر اس کے پیچھے معنی کو کیوں زیادہ پسند کرتے ہیں۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ حضرت امام باقرؑ کے نزدیک بھی یہ عمل انتہائی فحش
اور شرمناک ہے۔ آپ کی ذاتِ عالی کے بارے میں ہم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں کہ غیروں کی بیوی

سہن۔ بیٹی اور چچا زاد لڑکی پر تو ہاتھ ڈالنے اور متعہ کرنے سے نہ روکتے تھے۔ مگر جب اپنے گھر کی بات آجائے تو منہ پھیر کر ناراضگی اور کراہت کا اظہار فرماتے تھے۔ ہمارے نزدیک تو حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ انتہائی حیاء والے حضرات میں سے تھے اور حیا دار انسان کبھی بھی اس قسم کی اجازت نہ تو اپنے لیے دے سکتا ہے اور نہ غیروں کے لیے۔

(۴) — عمار کہتے ہیں کہ —

قال ابو عبد الله الحلي ولسليمان بن خالد قد حرمت عليك المتعة من قبل ما دمت بالمدينة لا تكما تكثرات الدخول حتى وانخاف ان تواسخذا فيقال هؤلاء اصحاب جعفر

ترجمہ۔ امام جعفر نے مجھے اور سلیمان بن خالد سے فرمایا کہ میں تم پر متعہ کو حرام کرتا ہوں جب تک کہ تم مدینہ میں رہو کیونکہ تم دونوں کا میرے پاس اکثر رہنا ہوتا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ تم دونوں یہاں (متعہ کرتے ہوئے) پکڑے جاؤ تو لوگ کہیں یہ تو جعفر کے دوستوں میں سے ہیں۔

اس روایت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ متعہ والے عمل کو فحش اور معیوب سمجھتے تھے اور اس کی حرمت واضح کرتے تھے نیز اپنے بارے میں یہ نہ برداشت کر سکتے تھے کہ کوئی شخص ان پر اس قسم کا شک کرے۔ اس سے خود کیا ہا سکتا ہے کہ اگر متعہ کی اجازت قرآن و حدیث میں ہوتی تو اس سے آپ کیوں روکتے؟ بلکہ علی الاملان فرماتے کہ تم دونوں حضور کرنا؟ قرآن و حدیث پر عمل کرنے میں خوف کیسا؟ اور شرم کیسی؟ لیکن روایت بتلا رہی ہے کہ آپ کے نزدیک بھی یہ فعل معیوب اور فحش تھا۔

مذکورہ بالا شیعہ روایات کی روشنی میں یہ بات روز بروز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ۲۴ اہلبیت بھی متعہ کے فعل کو معیوب سمجھتے ہیں اور اسے انتہائی فحش فعل قرار دے کر اپنا چہرہ پھیر دیتے ہیں اور اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ یہ حرام ہے اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اس کی حرمت قیامت تک ہے۔ فافهم وقد بس يا اولي الابصار۔

ابتدائے اسلام میں متعہ کی اباحت کی حقیقت

ابتدائے اسلام میں جس قسم کے متعہ کی اجازت دی گئی تھی وہ، وہ متعہ ہرگز ہرگز نہ تھا جس کی تفصیل شیعی کتابوں میں موجود ہے۔ کیونکہ یہ متعہ تو صریح زنا ہے جس کی اجازت کسی کے لیے نہیں کیونکہ زنا ایک ایسی جنابت ہے جس کو کسی شریعت نے پسندیدہ نہیں بنانا بلکہ ہر شریعت نے عفت و عصمت کے تحفظ کے لیے ایسی برائیوں کا غائلہ کرنے کے لیے سزا میں تجویز نکلیں ہیں۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی تحریر فرماتے ہیں:-
جو متعہ شریعت اسلام میں جائز یعنی غیر ممنوع تھا اس کی حقیقت صرف نکاح موقت کی تھی یعنی ایک مدت معینہ کے لیے گواہوں کے سامنے ولی کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا جائے اور مدت معینہ گزر جانے کے بعد باطلاق کے مفارقت ہو جائے لیکن مفارقت کے بعد استبراء رحم کے لیے ایک مرتبہ ایام ماہواری یعنی ایک حیض کا آنا ضروری تھا تاکہ دوسرے نطفہ کے ساتھ اختلاط سے محفوظ رہے۔ اس قسم کا نکاح ایک بینہی مقام ہے یعنی ان قیود و شرائط کے ساتھ نکاح موقت، نکاح مطلق، اور زنا محض کے درمیان ایک درمیانی درجہ ہے۔ نکاح متعہ کی صورت میں گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول اور ولی کی اجازت ضروری ہے اور مرد سے علیحدہ ہو جانے کے بعد اگر دوسرے مرد سے نکاح متعہ کرنا چاہے تو جب تک ایک عین نہ آجائے اس وقت تک دوسرے سے نکاح متعہ نہیں کر سکتی تھی۔

اس سے پتہ چلا کہ ابتدائے اسلام میں جو متعہ غیر ممنوع تھا اس کی حقیقت شیعی متعہ کی حقیقت سے بہت ہی مختلف ہے بلکہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

یہ متعہ نکاح موقت تھا شیعی اصطلاح والا متعہ نہ تھا اس کے لیے نکاح اور تزویج کے الفاظ صریح طور پر ملتے ہیں

① — حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں۔

مروءن لما ذلک ان یتزوج المرأة۔

ترجمہ۔ پس ہم کو عورت سے نکاح (متعہ) کرنے کی رخصت دی

ایک اور روایت میں ہے کہ۔

نہی عن نکاح متعة۔

ترجمہ۔ منع فرمایا نکاح متعہ سے۔

حضرت امام بخاریؒ، حضرت امام مسلمؒ، حضرت امام ترمذیؒ وغیرہ حضرات محدثین رحمہم اللہ

باب نکاح متعہ کا عنوان قائم کر کے اس کی صراحت کرتے ہیں کہ یہ نکاح کی ایک صورت تھی

اس حدیث میں لفظ تزویج اور نکاح اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ وہ متعہ ہرگز

نہ تھا جو شیعہ کرتے ہیں بلکہ یہ نکاح موقت تھا۔

المتعہ المذكورة هي النكاح الموقت۔

ترجمہ۔ مذکورہ متعہ یہ دراصل نکاح موقت تھا۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ۔

ان المتعة التي ياتونها من الصحابة إنما كانت الى اجل اعنى النكاح

الموقت وهكذا اوقع في حديثه بكرة عند ابن جبرين لفظ تزويجها

كان هو النكاح الموقت۔

ترجمہ۔ بسا بہ کرام نہیں جس متعہ کا ذکر ملتا ہے یہ درحقیقت نکاح موقت تھا اور

حضرت بسرہؓ کی حدیث جو ابن جریر نے نقل کی ہے اس میں لفظ تزویج تھا اس

پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ یہ نکاح موقت ہی تھا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں جس میں متعہ کا ذکر ملتا ہے اس سے

مراد نکاح موقت ہے اور علماء اہلسنت کی تصریح کے مطابق اس نکاح موقت میں نفقہ اور کفنی

بھی لازم تھا کہ وہ متعہ جو شیعہ بیان کرتے ہیں اور یہ بات پھر سے پیش نظر رکھیے کہ آنحضرت

ﷺ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۶۶۲ صحیح مسلم جلد ۴ ص ۴۵۴ سے منقول شرح موطا جلد ۱ ص ۲۲۱ فتح الملہم جلد ۱ ص ۴۱۱

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح موقت کو بھی حکم الہی کے تحت حرام قرار دیا۔ چہ جائیکہ شیعی روایت والا متفقہ جائز ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲) — اس نکاح موقت کی مدت بھی بہت ہی کم رہی محقی یعنی زیادہ دنوں تک اس کی اجازت نہ تھی۔ صرف تین دن مخصوص حالات کے پیش نظر غیر ممنوع رہا۔
حضرت علامہ قرطبی (۲۵۵ھ) لکھتے ہیں :-

الروایات کلہا متفقہ علی ان ذمن اباحۃ المتعۃ لم یطل بلہ
ترجمہ۔ تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ متعہ (نکاح موقت) کی اباحت
کا زمانہ بہت تھوڑا تھا۔

یعنی تمام احادیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ نکاح موقت بہت کم دنوں کے لیے رہا۔
بعض روایات میں صرف تین دن کی اجازت منقول ہے۔ اس کے بعد بالآخر اس کی ابدی حرمت
کا اعلان کر دیا گیا۔ اب کسی نو اس بات کا اختیار نہیں کہ پیغمبر کے حرام قرار دینے کے بعد اس کے مولوں
ہونے کا فتوے صادر کرے۔ جو شخص یا اگر وہ اس قسم کے فتوے صادر کرتے ہیں وہ دوسرے
فقہوں میں جدید ثبوت کا اعلان کرتے ہیں اور دین سے بغاوت کرتے ہیں جس کی اسلام میں
قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

(۳) — یہ نکاح موقت ولی کی اجازت اور گواہوں کے موجود ہونا یعنی چوری چھپے یہ
کام نہ ہوتا تھا بلکہ لوگوں کو اس کا علم ہوتا تھا کہ اس نے فلاں عورت کے ساتھ نکاح موقت کیا
ہے۔ صرف متعہ کرنے والا کبھی اس قسم کے اعلان کی جرات نہیں کر سکتا اور نہ کسکے گا۔ کیوں کہ یہ
زنا ہے اور زانی ہیں اتنی جرات نہیں ہوتی۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ :-

کان ہوا النکاح الموقت بحضرة الشہود کما یدل علیہ حدیث سلیمان بن یسار
عن ام عبد اللہ ابنتہ ابی خیمۃ عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی قصۃ عند ابن جریر وفیہ فشارطھا واشہدوا علی ذلک عدولاً

ترجمہ: یہ نکاح موقت تھا گواہوں کے سامنے ہوتا تھا۔ جیسا کہ اس پر سلیمان بن یسار کی حدیث جو ام عبد اللہ بنت ابی شیبہ سے مروی ہے دلالت کرتی ہے۔ ایک شخص کے واقعہ میں جو صحابی رسول تھا ابن جریر نے اشارہ کیا ہے اور اسی حدیث میں ہے کہ اس عورت سے شرط کی تھی اور اس پر عادل گواہ قائم کیے تھے۔

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ لکھتے ہیں:۔
نکاح متعہ کی اس صورت میں گواہوں کے سامنے ایجاب و قبول اور ولی اہانت

مرومی ہے۔

حضرت ابن علیہؒ فرماتے ہیں:۔
وكانت المتعة ان يتزوج الرجل بشاهدین واذن الولی الی اجل مسمی
ترجمہ: اور یہ متعہ (نکاح موقت) یہ تھا کہ مرد دو گواہوں کے سامنے اور ولی کی اجازت سے وقت مقررہ تک زوجہ کرے

فقہاء کرام متعہ اور موقت نکاح کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔
وعدم اشتراطها للشهود فی المتعة و فی الموقت الشهود

ترجمہ: متعہ (شیعی) میں گواہ شرط نہیں اور نکاح موقت میں گواہوں کی شرط ہے (یہ ہے فرق متعہ اور نکاح موقت میں)۔

مولانا محمد حسن سمیعیؒ لکھتے ہیں کہ:۔

ان حضور والشهود غیر مشروط فی المتعة واما هو فی الموقت و هذا هو الفرق بینہما

ترجمہ: متعہ میں گواہوں کی شرط نہیں ہے لیکن نکاح موقت میں شرط ہے اور یہ ہے فرق ان دونوں کے درمیان۔

مذہب حنبلیہ کے حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ابتدائے اسلام میں جو نکاح قیوم

ہوا کرتا تھا اس میں گواہ بھی ہوتے تھے اور ولی ہوتا تھا۔ لوگوں کو معلوم بھی تھا۔ مگر متعہ شیعہ کی جس میں نہ ولی کی ضرورت۔ نہ گواہوں کی ضرورت۔ نہ اعلان کی ضرورت۔ غور فرمائیے دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟ اور یہ زنا اور نکاح والا فرق ہے یا نہیں؟

اگر آپ علمائے اہلسنت کے ارشادات سے مطمئن نہ ہوں تو لیجئے شیخ الطائفہ شیخ طوسی (۳۶۰ھ) سے بھی سن لیں اور ہمارے دلائل کی تائید کریں معالیٰ ابن خنیس کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر سے پوچھا۔

جعلت فداک کان المسلمون علی عهد النبی صلی اللہ علیہ والہ
یتزوجون بنی بقیۃ؟ قال لا۔

ترجمہ میں آپ پر قربان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ متعہ بغیر گواہوں کے ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا: نہیں (یعنی گواہ ہوتے تھے) شیخ الطائفہ لکھتے ہیں۔

انعم ما تزوجوا الا بیتہ و ذلک هو الافضل۔

ترجمہ کہ وہ لوگ بغیر گواہوں کے نہ کرتے تھے اور یہ ہی افضل ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں جب نکاح موقت کی اجازت تھی اس میں دو گواہ ہوتے تھے اور ان لوگوں نے گواہوں کے بغیر بھی موقت کیا تھا مگر ان سب کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح موقت کی حرمت کا اعلان بھی فرمادیا۔ کہاں نکاح موقت اور کہاں متعہ۔ آخر اللہ کی اجازت نہ تو پہلے تھی نہ بعد میں اور نہ اس کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

(۴) — نکاح موقت کی یہ اجازت بھی ایک اضطراری حالت کے ضمن میں تھی نہ یہ کہ ہر شخص کو اس کی اجازت تھی۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہ جن کو سب زیادہ یہ لوگ اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں۔ آپ نے ان ہی سے معلوم کر لیں کہ یہ نکاح موقت بھی کس حالت کے لیے تھا؟ اور اس کی نوعیت کیا تھی؟ جب آپ کی طرف سے متعہ کے مطلق

حلال ہونے کا اعتبار کیا گیا تھا۔

والله ما يفذ اخيت ولا هذا احدث ولا احلت منها الا ما احل
الله من المبيته والدم ولحم الخنزير

ترجمہ: خدا نے پاک کی قسم میں نے یہ فتوے نہیں دیا اور نہ میرا یہ مطلب تھا
کہ میں نے اس کے حلال ہونے کو بیان کیا جو کہا وہ ایسا ہے جیسے خدا
نے مردار کا گوشت اور خون اور سور کا گوشت حلال کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ سے آپ کے غلام نے کہا یہ اہبارت تو انتہائی خطراری

حالات میں کی گئی؟

آپ نے فرمایا: نعم، ہاں

یعنی یہ صرف اضطراری حالت سے متعلق تھی۔

ابن ابی عمرؓ بھی کہتے ہیں

انہما كانت رخصة في اول الاسلام لمن اضطر اليها كالميتة والدم ولحم

الخنزير ثم احكم الله الدين ونهى عنهما

ترجمہ: ابتدائے اسلام میں نکاح موقت کی رخصت تھی مگر اس کے لیے جو کہ

انتہائی مجبور ہو جیسے زحالت اضطرار میں مردار کا گوشت، خون اور سور کا

گوشت ہر تالے پھر اللہ نے دین کو محکم کر دیا اور اس سے (بھی) روک دیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس نکاح موقت کے مطلق حلال

ہونے سے انکار کرتے ہیں اور نہ آپ کا یہ مطلب کبھی تھا۔ بلکہ آپ کے نزدیک اس کی اباحت ضرر

ایک اضطراری حالت کے پیش نظر تھی کہ جس طرح کوئی شخص انتہائی مجبوری کی حالت میں مردار

سور کا گوشت کھاتا ہے یا خون پیتا ہے تو اس پر شریعت کی گرفت نہیں لیکن اس کو حلال سمجھ

کر ہی کھاتے رہنا، یہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہ تھا یہ احکام ایک غیر اختیاری اور اضطراری حالت

سے متعلق ہیں نہ کہ اختیاری اور غیر اضطراری حالت سے متعلق۔ مگر یا حضرت ابن عباس اس

اباحت کے درپردہ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرما کر اسے مُردار، سور کے گوشت اور خون کے ساتھ ملارہے ہیں۔

لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحاب کرام کے ارشادات اور دلائل کے بعد اپنے اس قول سے بھی رجوع فرمالیا اور اُس کی حرمت عام کر دی۔ اسے کسی صورت میں بھی درجہ جواز میں نہ رہنے دیا۔

⑤ — نکاح موقت کی یہ اجازت بھی صرف حالت سفر سے متعلق تھی، اپنے شہر میں رہنے والے لوگوں کو اس کی ہرگز اجازت نہ تھی، حضرت امام محمدی (۲۲۱ھ) لکھتے ہیں:۔

كل هؤلاء الذين رَووا عن النبي صلى الله عليه وسلم اطلاقها اجزوا
انها كانت في سفر وان النمل لحقتها في ذلك السفر بعد ذلك فممنوع
منها وليس احد منهم يجهل انها كانت في حضر وكذلك روى عن
ابن مسعود ربه

ترجمہ: جن لوگوں نے حضور سے متعلق اباحت کو نقل کیا ہے ان سب نے یہی کہا ہے کہ یہ وقتی اباحت صرف حالت سفر میں ہی تھی اور پھر اس سفر میں اس کی ممانعت کا اعلان ہوا اور اس سے روک دیا گیا اور کوئی ایک بھی ایسا نہیں، جس نے کہا ہو کہ یہ اباحت حالت حضر یعنی اپنے شہر میں بھی تھی، جیسا کہ ابن مسعود کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ حالت سفر سے متعلق تھا۔
حضرت امام حازمی (۱۰۰ھ) فرماتے ہیں:۔

واما كان ذلك في اسفارهم ولم يبلغنا ان النبي صلى الله عليه وسلم
اباحة لهم في بيوتهم ربه

ترجمہ: اور یہ اباحت حالت سفر سے متعلق تھی اور ایک روایت بھی ایسی نہیں ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھروں میں رہنے کی حالت میں بھی اجازت دی تھی (یعنی صرف حالت سفر میں ایسا ہوا تھا)۔

حدیث کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ پھر حالت سفر میں بھی نہایت ہی آگئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں سے الگ ہو جانے کا حکم دیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ ۔

① یہ معاملہ سفر سے متعلق تھا۔ حضر میں اس کی کوئی عورت نہ تھی

② اور پھر حالت سفر میں بھی اس کی حرمت واقع ہو چکی۔

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الہی کے مطابق قیامت تک اس کی حرمت بیان کر دی ہے خواہ وہ حضر میں ہو خواہ سفر میں۔ اب یہ ہر حالت میں ممنوع ہے۔

ایرانی صدر مشر فیضجانی کے بیان میں ان تمام تصریحات سے قطع نظر کھلے عام تھپی دے دی گئی کہ جو جہاں ہے وہیں متعہ کر سکتا ہے۔ حالانکہ یہ وقتی اجازت سفر میں تھی اور وہ بھی ممنوع ہو چکی ہے۔ ایرانی صدر نے اس اعلان کے ذریعہ شریعت محمدیہ کے چہرہ کو مسخ کرنے کی بڑی کوشش کی ہے وہ عد درجہ لائق مذمت ہے۔

⑥ — نکاح موقت میں عہد کی کے بعد اس بات پر بھی پابندی تھی کہ نکاح موقت کرنے والی عہد کی کے بعد ایک مرتبہ ایام ماہوار میں تک کسی دوسرے سے نکاح موقت نہ کرے تاکہ دوسرے مرد کے نطفہ کے اشتقاق سے محفوظ رہے۔ حضرت عمارؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا۔

هل عليها عدة قال نعم حیضة۔

ترجمہ کیا اس نکاح موقت کرنے والی عورت پر عدت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اس پر ایک عین کا انتظار کرنا ہے۔

جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس عورت کو حمل قرار پا گیا تو پھر یہ بچہ اس کے باپ کے نام سے پہچانا جائے یہی وجہ تھی کہ ولی اور گواہوں کا موجود رہنا ضروری تھا۔ تاکہ ان حالات میں وہ اس بات کی گواہی دے سکیں کہ یہ بچہ میرا ہی ہے۔

مگر شیخ اثنا عشریہ کی اصطلاح میں جو متعہ ہے اس میں نہ گواہوں کی ضرورت ہے نہ ولی کی اور نہ اعلان کی۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر عورت کو حمل قرار پا گیا تو بچہ کا باپ کوئی نہیں؟

ایک حدیث ثواب کے عرصہ میں یہ معلوم کتنے لوگوں سے متفق کرے گی۔ اس حالت میں کیا کوئی مرد اس نطفہ کی ذمہ داری لینا منظور کرے گا کہ یہ بچہ میرا ہی ہے؟

ابتداء میں جو صورت بھی ہو اب اسلام میں نکاح موقت کی اباحت کو بھی منسوخ کر دیا گیا۔ اور قیامت تک کے لیے اس کی حرمت کا اعلان کر دیا گیا۔ اس لیے اب اس صورت کی اجازت دینا ایک شرعی حکم کی صریح مخالفت کر کے فسق و فجور اور بے شرمی و بے حیائی کی راہ کھولنا ہے اور اسلام اس کا سخت مخالف ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اس اباحت کے قول کو مذکورہ بالا تشریحات کے پیش نظر پرکھا جائے۔ پھر فیصلہ کریں کیا سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اب بھی اس کا مباح ہونا تسلیم کرتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ قرآنی آیات کے پیش نظر سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ سیدنا محمد بن حنفیہؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے بحث و مباحثہ کے بعد آپ نے اس نکاح موقت کی اباحت والے قول سے بھی رجوع فرمایا تھا اور تائب ہونے کا اعلان فرمایا تھا۔ اس صراحت کے بعد سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو قائلین جواز میں گردانا صریحاً ٹھیک اور بہتان عظیم ہو گا۔

شیعہ علماء کی پہلی دلیل

شیعہ علماء کی جانب سے انتہائی جبر و ثواب حاصل کرنے کے لیے متعہ کے حلال اور جائز ہونے پر چند دلائل دیئے جاتے ہیں۔ آئیے ان دلائل پر بھی ایک سرسری نظر ڈالیں۔

شیعہ علماء کا کہنا ہے کہ متعہ ہمیشہ کے لیے حلال ہے یہ کبھی حرام نہ ہوا۔ وہ اپنے استدلال میں قرآن کریم کی یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

فَمَا اسْتَمْتَعُوا بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ اجورهن فراضیۃ ولا جناح علیکم

فیماتر اضیتہ بہ من بعد الفرضیۃ۔ (پہ انعام ۲۴)

شیعہ حضرات کے امام المحدثین سے لے کر تمام چھوٹے بڑے محدثوں مفسروں، فقیہ اور

مجتہدوں نے اسی ایک آیت کا سہارا لیا ہے اور متعہ کا حلال ہونا بیان کیا ہے۔

الجواب۔ تاہم یہ کلام نے پچھلے صفحات میں اس آیت سے متعلق تشریح پڑھ لی ہوگی کہ اس آیت کا
شیعی متعہ سے ہرگز ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس آیت میں یہ بات بیان کی جا رہی ہے کہ حلال عورتوں
سے نکاح کرو اور جب تم ان سے جنسی فائدہ اٹھاؤ تو مہر بھی ادا کر دیا کرو۔ مالِ منول کی کرشمہ نہ
کرد۔ قرآن پاک کی اس آیت کے سیاق و سباق کو ملا کر پڑھیے تو پتہ چل جائے گا اس آیت میں متعہ
اصطلاحی کا نہ تو بیان ہے اور نہ گنجائش بلکہ دیکھا جائے تو یہ بھی آیت متعہ کی حرمت واضح کر دیتی
ہے۔ کیونکہ اس آیت میں محصنین اور عینِ صافحین کے الفاظ اس کی حرمت کو واضح کر
رہے ہیں کہ اس کا نکاح مقصدِ وقتی اور مستی کانا نہ ہو بلکہ قیدِ احسان میں رکھو (یعنی دائمی
بیوی بنا کر رکھو) محض شہوت پوری کرنا بھی مقصود نہ ہو۔ جب کہ شیعی متعہ میں نہ تو متعہ والی عورت
کو بیوی کا درجہ ملتا ہے نہ بیوی کے حقوق بلکہ مقصدِ مستی ہی کانا ہوتا ہے۔

نور فرمائیے قرآن پاک کی مذکورہ آیت کریمہ، رحمت، متعہ پر دلالت کر رہی ہے یا
حرمت متعہ پر (ظاہر ہے کہ حرمت متعہ پر) اور اگر شیعوں کا متعہ اصطلاحی مراد لیا جائے تو
بھرا اس آیت کی ترکیب ہی بگڑ جائے گی اور ماحول کی آیت و الفاظ سے صریح تعارض لازم
ہوئے گا کہ اول تو نکاح اور شرائطِ نکاح کا ذکر ہو اور ان میں بغیر کسی شرط کے عورتوں سے شہوانی
انتفاع کی اجازت دے دی جائے؟

○ علاوہ ازیں قرآن پاک کی دوسری آیات میں صراحت یہ بات بیان کر دی گئی ہے کہ بیوی
اور مملوک باندی کے علاوہ کسی اور غیر محرم کے ساتھ اس قسم کے جنسی تعلقات کی ہرگز ہرگز اجازت
نہیں ہے۔

○ شیعہ علماء کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اس مقام پر م. ت. م. و. ع. اور
اس کے بعد اجودھن کو ملا کر شیعی متعہ سمجھ لیا اور اس کے درپے ہو گئے کہ یہ حلال ہے اپنے اسی
قول کی لاج رکھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہلبیت کی جانب فضائل و مناقب
کی روایات وضع کیں تاکہ متعہ کے حلال ہونے کو تقویت مل سکے۔

مگر افسوس کہ انہیں اس کا ہرگز خیال نہ آیا کہ جو فعل ایک غیرت مند امتی برداشت نہیں کر
سکتا کیا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہلبیت کی غیرت برداشت کر لیتی تھی؟

بہر حال اس آیت کا متعہ اصطلاحی سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس آیت سے متعہ کی حرمیت واضح ہوتی ہے۔

دوسری دلیل اور اس کا جواب

شیعی علماء کہتے ہیں کہ اس آیت کا نزول اس طرح ہوا تھا، خدا استمتعوا بہ منہن الی اجل مسمیٰ جس میں وقتی متعہ کی اجازت تھی اور یہ روایت سنیوں کی کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ متعہ جائز ہے۔

اجواب :

① قرآن پاک سنیوں اور شیعہ حضرات کے گھروں میں موجود ہے کیا کوئی شخص قرآن کریم سے مذکورہ آیت الی اجل مسمیٰ کے ساتھ پیش کر لے کی جرأت کر سکے گا؟
 ② جہاں تک شیعوں کے قرآن کا تعلق ہے تو ہم ان کے دعوئے کو مد نظر رکھ کر یہ گزارش کریں گے کہ وہ اصلی اور صحیح قرآن جو شیعہ عقیدے کے مطابق امام غائب کے ساتھ غائب ہے نکال کر دکھائیں۔ سردست جو قرآن عام گھروں میں موجود ہے اس میں تو الحظ اجل مسمیٰ کی قید نہیں ہے۔

③ علمائے اہلسنت کی کتابوں میں اگر اس قسم کے اقوال ہیں تو ان کی حیثیت قرآن شاذہ کی ہوگی۔ قرآن شاذہ سے متعہ کی ایاحت ثابت کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ اور تفسیر کو قرآن کی آیت کہہ دینا کتنی ناانسانی ہوگی۔

علامہ مازنیؒ فرماتے ہیں کہ الی اجل مسمیٰ والی قرأت شاذہ روایت ہے قرآن نہ بخیر ہذا شاذہ لا یحتج بہا قرآن اولاً و لا خیرلاً ولا یلزم العمل بہا۔

حضرت علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسیؒ (۱۲۴۰ھ) متعہ کی حرمیت پر دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

والقرآن التي ينقلونها عن تقدم من الصحابة شاذہ۔

(باقی رہی) وہ قرأت جو بعض اصحاب سے منقول ہے (یعنی الی اجل مسمی) وہ شاذ ہے (قرآن نہیں)۔

علامہ تھامنی محمد بن علی شوکانی (۱۲۵۰ھ) تشریح کرتے ہیں کہ۔

واما قراۃ ابن عباسؓ وابن مسعودؓ وابی ابن کعبؓ وسعید بن جبیرؓ فما استمتعقہ بہ منہن الی اجل مسمی فلیست بقرآن عند مشر علی التواتر ولا سنۃ لاجل رواہما قراۃ فلیکن من قبیل تفسیر الابیہ ولین ذلک للبحۃ۔

ترجمہ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابن مسعودؓ حضرت ابی ابن کعبؓ حضرت سعید بن جبیرؓ فما استمتعقہ بہ منہن الی اجل مسمی والی جو قرأت ہے وہ قرآن الی آیت، نہیں کیونکہ قرآن ہومے کے لیے تو اتر کی شرط ہے اور یہ حدیث بھی نہیں کیونکہ یہ روایت اس کا قرآن ہونا نقل کرتی ہے (ابن زیادہ سے زیادہ) یہ آیت کی تفسیر کے طور پر ہے اور تفسیر و نفس اور حدیث کے مقابلہ میں حجت نہیں اس تشریح سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ الی اجل مسمی کی جو قرأت بعض حضرات صحابہ کرامؓ سے منقول ہے وہ نہ تو قرآن ہے اور نہ قرآن میں پائی باقی ہے اس کی زیادہ سے زیادہ حیثیت قرآن شاذہ کی ہوگی جو منسوخ ہے یا پھر اس کو تفسیر کا درجہ دیا جائے گا۔

⑤ اس آیت کی تشریح میں الی اجل مسمی کو تفسیر کا درجہ بھی دیا جائے تو اس کا مطلب ہرگز وہ نہ ہوگا جو شیعہ علماء بیان کرتے ہیں کیونکہ اس سے نکاح دائمی اور نکاح موقت کا فرق ختم ہو جائے گا جو متناہیدی کے مقابل ہم یہاں حدت وقتی کیے مل رہے ہیں مولانا محمد ادریس صاحب کا نہ صولیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

”الی اجل مسمی“ استمتعقہ کی نایبیت ہے اور لفظ اجل مسمی سے جو فعل و کثیر سب کو شامل ہے ایک ساعت قیل سے لے کر زمانہ دراز تک کو اہل کہہ سکتے ہیں اور استمتاع کے معنی انتفاع کے ہیں مطلب آیت کا یہ ہے کہ نکاح

صحیح کے بعد جس قدر اور جتنی مدت بھی تم کو استمتاع اور انتفاع کی قربت آئے تم کو سارا مہر لازم ہوگا۔ نکاح کے بعد جس شخص نے منکوحہ سے اہل طویل اور مدت و راز تک استمتاع اور انتفاع کیا جس طرح اس پر پورا مہر واجب ہو جاتا ہے اسی طرح اس شخص پر بھی پورا مہر واجب ہوگا جس نے نکاح صحیح کے بعد اپنی منکوحہ سے استمتاع یا انتفاع قلیل کیا ہو یعنی بقدر خلوت صحیح اس سے منتفع ہوا ہو۔

اس سے پتہ چلا کہ اگر الی اجل مسمیٰ کو تفسیر کے درجہ میں رکھا جائے تو بھی مراد ہرگز ہرگز متعہ اصطلاحی نہ ہوگا کیونکہ نظم قرآن اس کی اجازت نہیں دیتا۔ یہاں نکاح صحیح کے بعد مہر کا بیان ہے نہ کہ اجرت مسمیٰ کا۔ اور سیاق و سباق میں اسی جانب اشارہ ہے کہ تم عورتوں سے نکاح صحیح کرنے کے بعد خواہ اس سے کچھ عرصہ تک منتفع ہو یا عرصہ دراز تک، بہر حال مہر پورا واجب ہوگا مگر افسوس کہ شیعہ علماء نے نہ تو استمتاع کی غایت سمجھی اور نہ انتفاع کی نہایت پس متعہ اصطلاحی مراد لے کر قرآن کریم کے ساتھ مزج زیادتی کا ارتکاب کیا۔

بہر حال الی اجل مسمیٰ کو قرآن یا حدیث کا درجہ دینا کسی طرح ٹھیک نہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی (۱۲۹۹ھ) لکھتے ہیں:-

ہم کہیں گے کہ یہ اس نفل کو لاتے ہیں جو بالاجماع قرآن میں نہیں اور قرآن کو تواتر بالاجماع شیعہ اور سنی شرط ہے اور حدیث پیغمبر کی بھی نہیں ہے پھر کس چیز کو دستاویز بنائیں گے۔ حدیث کہ کوئی روایت شاذ و منسوخ شدہ ہوگی ایسی روایت کو قرآن کے مقابلے میں جو محکم اور متواتر ہے لانا اور قرآن کو جو محکم بالیقین ہے چھوڑ کر اس روایت شاذہ پر کہ اب تک کسی سند صحیح سے ثابت نہیں ہوئی ہمت کرنا کس بات پر قیاس کیا جائے اور سنی شیعہ دونوں میں قاعدہ اصولی یہ ہے کہ جب دو دلیل قریب و بعید میں برابر یا ہم تنگد آئیں حلال و حرام میں تو حرمت کو مقدم کرنا چاہئے یہاں شیعہ جو دلیل دیتے ہیں وہ محض مجہول ہے اب

تک کسی نے یہ قرأت ہی نہیں سنی اور تمام سب و عجم میں قرآن میں نہ کسی قرآن میں دیکھی ہے۔

حضرت علامہ موسیٰ باراثر (ص) لکھتے ہیں:-

میری رائے میں زبان و ادب اور اس کے جملے کی عربیت دونوں کو اس بات سے انکار ہے کہ یہ آیت علیلۃ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اگر ہم اس آیت کو بواضعہ کے لیے مانیں تو اس جملے کی ترکیب ہی بگڑ جاتی ہے اور آیت کا نظم مختل ہو کر رہ جاتا ہے۔

اور اگر بالفرض اصل سہمی کی قرأت لے بھی لی جائے تو پھر احتمال یہ ہے کہ اس مدت کا تعلق مہر کی ادائیگی سے ہو نکاح سے نہیں اس احتمال کے ہوتے ہوئے مدت کو نکاح سے متعلق نہیں کیا جاسکتا۔ حافظ ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی (۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:-

ولو كان فيه ذكر الاجل لما دل ايضا على متعة النساء لان الاجل يجوز ان يكون داخل على المهر فيكون تقديره فما دخلتم به منهن بهن الى اجل مسي خاتوهن مهورهن عند حلول الاجل۔

ترجمہ: اگر اس میں اجل مسہمی مذکور بھی ہو تو بھی اس سے متعہ النساء ثابت نہ ہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مدت کا تعلق مہر سے ہو۔ بایں تقدیر کہ جب تم ان عورتوں کے پاس جاؤ ایک مہر کے ساتھ جو ایک خاص مدت تک تم لے اپنے ذمہ لیا تھا تو جب وہ وقت آجائے تو اس وقت تک تم یہ مہر ضرور ادا کر دو۔

شیعہ علماء کی تیسری دلیل

شیعہ علماء کے نزدیک جو ابو متعہ کی تیسری دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے:-

ما يفتح الله للناس من رحمة فلا مضى لها۔ (پہا فاطر ع)

شیعی مفسر علی بن ابراہیم قمی (۳۰۵ھ) کہتا ہے کہ کوفہ کے ایک آدمی نے حضرت امام جعفر

سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا :-

والمصلحة من ذلك .

شیعی مفسر مقبول احمد دہلوی بھی لکھتا ہے :-

تفسیر فتمی میں جناب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اجازت متعہ بھی اسی
رحمت کا ایک جزو ہے ۔

(الجواب ۱)

① قرآن کی اس آیت پاک سے متعہ کے جواز کی دلیل حاصل کرنا ایک انتہائی ظالمانہ اقدام
ہے۔ اس آیت پاک کے سیاق پر نظر کریں تو واضح ہو گا کہ اس آیت سے متعہ کا کوئی تعلق نہیں
ہے۔ اس سے ماقبل کی آیت میں قدرت خداوندی کا بیان ہے اور اس آیت میں بھی اسی کی
طرف اشارہ ہے کہ خداوند قدوس کی قدرت کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔ وہ چاہے تو بارش
نباتات، عام رزق اتارے۔ اسی طرح روحانی رحمت جیسے پیغمبروں کا مبعوث فرمانا، کتابوں
کا بھیجنا، اللہ تعالیٰ جب لوگوں پر اپنی رحمت کا دروازہ کھولے تو پھر کسی کی مجال ہے کہ اس کو
بند کر سکے یعنی کسی میں یہ ہمت نہیں کہ بارش اور روزی کو روک سکے یا روحانی رحمت روک
سکے۔ وہ بڑا ہی زبردست اور حکمتوں والا ہے۔ — علاوہ ازیں مابعد کی آیت پر بھی ایک نظر
کیجئے تو اس میں بھی قدرت خداوندی کا بیان ہے۔ مگر افسوس کہ شیعہ حضرات نے ائمہ اہلبیت
کے نام پر یہ روایت وضع کر لی ہے کہ یہاں رحمت سے مراد متعہ ہے۔ (العیاذ باللہ)

② حیرت ہے کہ یہ لوگ قرآن کریم کی پوری آیت پر نظر نہیں کرتے۔ صرف آیت کے ایک
حصے سے اپنا خود ساختہ مسئلہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آئیے پوری آیت ملاحظہ فرمادیں :-

ما يفتح الله للناس من رحمة فلا ممسك لها وما يمسك فلا مرس له

من بعد ۵ ۵ ۵ هو العزيز الحكيم .

اور اب اس آیت کا ترجمہ شیعہ مترجم فرمان علی سے ملاحظہ کریں :-

لوگوں کے واسطے جب اپنی رحمت کے دروازے کھول دے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا اور جس چیز کو روک لے اس کے بعد اسے کوئی جاری نہیں کر سکتا۔ اور وہی ہر چیز پر غالب اور دانا و بینا حکیم ہے۔

اگر شیعہ مجتہدین اپنے دعوے پر اصرار کرتے رہیں تو سچا ان سے عرض کریں گے کہ پوری آیت کو سامنے رکھیں، اگر قبول آپ کے آیت کا ایک حصہ جواز متعہ کے لیے تھا تو دوسرے حصے کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟ دوسرا حصہ تو اس کی اصرار ختم کرنی کر رہا ہے اور شیعہ مترجم کے ترجمہ کے یہ الفاظ ”جس چیز کو روک لے اس کے بعد اسے کوئی جاری نہیں کر سکتا“ متعہ کی حرمت کی کتنی واضح دلیل ہو جائے گی۔

کیا کوئی شخص اس بات کا تصور بھی کر سکتا ہے کہ اللہ رب العزت ایک ہی آیت کے ایک حصہ میں جواز متعہ بیان کرے اور دوسرے حصہ میں حرمت متعہ کو بیان کرے یہ تو معاذ اللہ تضاد کا شکار ہوتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ من هذه الملقوات والخرافات)
حق یہ ہے کہ اس آیت کا متعہ سے کوئی تعلق نہیں، اور نہ کوئی اس سے کہ جواز متعہ کی دلیل بنا سکتا ہے۔

شیعہ علماء کی چوتھی دلیل

شیعہ مجتہدین متعہ کے جائز اور حلال ہونے کے سلسلے میں بعض صحابہ کرام کے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے شیعہ مجتہدین کی کتابوں میں اور روزنامہ جنگ لندن میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کے حوالے سے کہا گیا کہ متعہ بالکل حلال ہے۔
الجواب:

① گذشتہ صفحات میں یہ بات پوری طرح واضح کر دی گئی کہ اجتہاد کے اسلام میں جن مقامات کی اجازت تھی (یعنی وہ غیر ممنوع تھا)، وہ شیعہ مجتہدوں کا وضع کردہ متعہ نہ تھا۔ گو اسے متعہ سے ذکر کیا گیا ہے مگر باقاعدہ گواہ ہونے کے باعث وہ ایرانی متعہ نہ تھا۔ پھر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح موقت کو بھی قیامت تک کے لیے حرام فرمادیا تھا۔

اب نکاح موقت نواہ بفسیفہ نکاح ہو یا بفسیفہ تمتع دونوں میں سے کوئی جائز نہیں ہے

② حضرت جابر بن عبد اللہ کے نزدیک یہ نکاح موقت گھریا شہر میں رہنے کی حالت میں نہ تھا کسی روایت سے یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ حضرت جابرؓ نے نکاح موقت کو مقیم کے لیے بھی جائز قرار دیا ہو آپ کے ارشاد میں نکاح موقت کا ذکر ہے نہ کہ شعی متعہ کا — اور پھر آپ نے سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی زبان سے ارشاد نبویؐ سنا تو آپ اس کے بھی قائل نہ رہے اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ اعتبار ادا خرا مور کا ہوتا ہے۔ العبرة بالخواتیم۔

③ حضرت جابرؓ چونکہ غزوہ خیبر کے موقع پر موجود نہ تھے اس لیے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کا جلد پتہ نہ چلا کہ یہ نکاح موقت بھی حرام ہو چکا ہے آپ یہی سمجھتے رہے کہ نکاح موقت کی اجازت ہے تاکہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اسکی وضاحت فرمائی۔

④ حضرت ابو انصرہؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت جابرؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے درمیان متعین (متعہ الحج اور متعہ النعام) پر اختلاف واقع ہو رہا ہے حضرت جابرؓ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ جس وقت ہم آپ کے ہمراہ سفر پر تھے کیا تھا پھر حضرت عمرؓ نے اس سے روک دیا پس ہم نے ان دونوں کو چھوڑ دیا۔

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا حضرت جابرؓ اس وقت کا حال بیان فرما رہے تھے جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے اور سائل کو یہ بتلانا چاہتے تھے کہ اس وقت یہ ممنوع نہ تھا سیدنا حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد (کہ متعہ حرام ہے) کو بالکل عام کر دیا تھا تاکہ اگر کسی شخص کو منافعت کا علم نہ ہو اسے بھی خیبر ہو جائے کہ اب نکاح موقت کی اجازت نہیں رہی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت جابرؓ ایرانی متعہ کے جواز کے برگز قائل نہ تھے۔ بلکہ آپ اس واقعہ کی حکایت بیان کرتے ہیں جبکہ

یہ ممنوع نہ تھا۔

⑤ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مرہی ایک دلیل مدیث ہے جسے امام حازمیؒ نے نقل کیا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نہی عن المتعة فتواد عنا يومئذ النساء ولمنفذ ولا نفوذ اليها ابداً۔
ترجمہ: متعہ سے منع فرما دیا تو اس دن عورتوں کو پھوڑ دیا اور پھر ایسا نہیں کیا اور نہ آئندہ ایسا کریں گے۔

اس روایت سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ حضرت جابرؓ کے نزدیک بھی متعہ (مکاح وقت) جائز نہ رہا تھا کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روک دیا تھا۔

① علاوہ ازیں حضرت جابرؓ ہی سے ممانعت متعہ کی روایات موجود ہیں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

والاجاب من جملة من روى في تحريمها وحديثه حسن يَحْتَجُّ بِهِ
ترجمہ: حضرت جابرؓ سے حرمت متعہ کی روایات موجود ہیں اور آپ کی روایت
کردہ حدیث حسن اور صحیح ہے جو کہ قابل بحث ہے۔

مذکورہ وضاحتوں کے باوجود بھی حضرت جابرؓ کو جواز متعہ کے قائلین میں شمار کرنا
انصاف و دیانت کے خلاف ہے۔

شیعہ علماء کی پانچویں دلیل

شیعہ مجتہدوں کے نامور عالم جناب عبدالکیم مشتاق سیدہ حضرت اسماءؓ کا ایک ارشاد
نقل کرتے ہیں کہ۔

روالفسائی والطحاوی عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما قالت فعلناھا
علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فتح الملہم جلد ۲ ص ۴۴۴ و تفسیر مظہری ۱/۲۷۲ فتح الملہم جلد ۲ ص ۴۴۲
۱/۲۷۲ تفسیر مظہری از قاضی شہار اللہ پانی پتی۔ ہم متعہ کیوں کرتے ہیں و ص۔

اجواب :

① حضرت مولانا قاضی شہار الد صاحب پانی پتیؒ نے مندرجہ بالا روایت نسائی اور طحاوی کے حوالے سے نقل فرمائی ہے۔ یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ نسائی شریف میں حضرت اسماءؓ سے مروی اس روایت کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ سو ہمیں اس کی سند معلوم نہ ہو سکی۔ ممکن ہے قاضی صاحب نے اسے امام نسائی کی سنن کبریٰ سے لیا ہو تاہم اس کی سند دیکھنی ضروری ہوتی ہے۔

② جہاں تک طحاوی شریف کا تعلق ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ اس کتاب میں حضرت اسماءؓ کے دو قول ملتے ہیں ایک متعہ النکاح کے بارے میں اور ایک متعہ النساء کے بارے میں۔ مگر متعہ النساء کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت اسماءؓ کے اس ارشاد کا مطلب متعہ النکاح ہے ذکر متعہ النساء اور خود شیعہ مؤرخ مسعودی نے بھی مروج الذہب میں اسے تسلیم کیا ہے۔

③ فعلنا ہا سے مراد کیا ہے متعہ النکاح موقت یا ضعیف متعہ ظاہر ہے کہ اس میں حضرت اسماءؓ اپنا ذاتی فعل بیان نہیں کر رہیں۔ یہ قوی تاریخ بیان کرنے کا ایک اسلوب ہے آپ نکاح موقت کے بارے میں جو ابتدائے اسلام میں غیر ممنوع تھا۔ بیان فرما رہی ہیں کہ اس دور میں ایسا ہوتا تھا اور بس آپ کے بیان کا یہ منشاء سرگز نہیں کہ اب بھی اس کی اجازت ہے یا معاذ اللہ آپ نے ایسا کیا تھا۔

حضرت اسماءؓ نے عرب اسلوب کے مطابق ایک حکایت نقل فرمائی ہے نہ کہ اپنی ذات کا بیان کیا ہے مزید اطمینان کے لیے ہم ایک مثال سے اس کو واضح کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں۔

عن اسماء قال قالت نصرنا فخرنا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم
فأكلناه.

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے شرح بخاری میں ”ذبحنا“ والی روایت بھی نقل فرمائی ہے۔

ترجمہ حضرت اسماءؓ سے روایت ہے ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں گھوڑا ذبح کیا اور ہم اسے کھا گئے۔

شیعہ مجتہدین اس سے یہی سمجھتے ہوں گے کہ پورا گھوڑا حضرت اسماءؓ نے ہی کھایا ہوگا اور پھر اسی گھوڑے کا ماتم ہر سال کرتے ہیں کہ حضرت اسماءؓ اسے کیوں کھا گئیں اور اسے دیکھ دیکھ کر روتے ہیں۔

مذکورہ بالا روایت میں حضور (ہم) نے شکر کیا، اور ذبحنا (ہم نے ذبح کیا) کے الفاظ سامنے رکھتے ہوئے ان کا اونٹ کو شکر کرنا اور جانوروں کو ذبح کرنا اس دور میں نہ تو معروف تھا اور نہ ایسا ہوتا تھا۔ وہی جانوروں کو شکر اور ذبح کیا کرتے تھے۔ حضرت اسماءؓ اس حدیث میں ایک واقعہ کی حکایت نقل کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گھوڑوں کو شکر اور ذبح کیا جاتا تھا۔ آپ کا یہ مطلب نہیں کہ میں جانوروں کو شکر اور ذبح کرتی تھی۔

اس اسلوب بیان سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ ضلعنا ہا سے حضرت اسماءؓ کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک وقت تک متعہ (یعنی نکاح موقت) ہوتا رہا ہے اور یہ ممنوع نہ تھا اور لوگ کیا کرتے تھے۔

اگر شیعہ مجتہدین مذکورہ وضاحتوں سے بھی مطمئن نہ ہوں تو پھر انہیں سیدنا حضرت علیؓ کے اس ارشاد گرامی کی وضاحت کرنی پڑے گی۔ آپ فرماتے ہیں کہ

لقد كنّا مع رسول الله صلى الله عليه وآله نقتل ابلونا وابناثنا و
اخواننا واعمامنا۔

ترجمہ۔ بے شک ہم حضورؐ کے ساتھ اپنے باپوں بیٹوں، بھائیوں اور
چچاؤں کو قتل کرتے تھے۔

نخل کشیدہ الفاظ سامنے رکھئے اور ثابت فرمائیے کہ کیا سیدنا علی المرتضیٰؓ نے اپنے
والد محترم خواجہ ابوطالب اور اپنے بھائیوں اور چچاؤں کو حضورؐ کے ساتھ ہو کر قتل کیا تھا۔
(قتل کا معنی یہ ہے ہم قتل کرتے تھے)۔

شیعہ سنی دونوں مانتے ہیں کہ آپ نے انہیں قتل نہیں کیا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ اس زمانہ کے حالات بیان فرما رہے ہیں کہ اس دور میں لوگ دین کے لیے اپنے باپ بیٹے بھائی اور چچا تک کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ نہ یہ کہ آپ اپنی خات کا ذکر کر رہے ہیں۔ (خافعو تدبر)

سو کسی صاحبِ علم کو یہ بات ہرگز زیب نہیں دیتی کہ سیدہ حضرت اسماءؓ پر سبتان لگائیں اور اپنی خواہشات کی ترویج کے لیے حضرت اسماءؓ کو بدنام کریں۔

مروج الذهب سے استدلال کا جواب

شیعہ مجتہدین کہتے ہیں کہ تاریخ مسعودی میں لکھا ہے کہ جناب عبداللہ بن عباسؓ نے جناب عبداللہ بن زبیرؓ کو کہا تھا کہ متعہ تجھے کیوں پہنچتا ہے ؟

سل املك تخبرك فان اول متعة سطح جمعها بين املك و اهلك
مسئله متعہ اپنی ماں سے پوچھ لے پہلی انگلیٹھی متعہ سے تیری ماں اسماء اور باپ زبیر میں گرم ہوئی تھی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابو بکرؓ کی بیٹی اسماءؓ نے متعہ کیا تھا۔

الجواب ،

شیعہ مجتہدین نے مسعودی کی مروج الذهب کا حوالہ نقل کرنے میں خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ قصہ متعہ اسحٰج کا ہے متعہ النساء کا نہیں جس جگہ مذکورہ عبارت موجود ہے اس کے بالکل ساتھ یہ الفاظ موجود ہیں۔

یرید متعة اسحٰج یعنی اس سے مراد متعہ اسحٰج ہے۔

پوری عبارت دیکھیں

کیونکہ متعہ کی پہلی انگلیٹھی اس انگلیٹھی سے روشن ہوئی جو تیری ماں اور تیرے باپ کی تھی اس سے مراد متعہ اسحٰج ہے۔ نہ

شیعہ مجتہدین کا یہ کہنا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ متعہ کی پیداوار تھے انتہائی غلط بیانی ہے۔
 — زبیرؓ اور حضرت اسماءؓ کا نکاح ایک ایسی کھلی حقیقت ہے کہ تقریباً تمام مؤرخین اور تذکرہ نگاروں نے اسے ذکر کیا ہے۔ — ثرود السعودی نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت اسماءؓ کی باقاعدہ شادی ہوئی تھی اور اس وقت حضرت اسماءؓ کنواری تھیں۔
 لان الزبیر تزوج اسماء بکرا فی الاسلام و ذ وجہ ابو بکر معلنا
 فکیف تكون متعة النساء۔ ۱۵

ترجمہ۔ حضرت زبیرؓ نے حضرت اسماءؓ کے ساتھ باکرہ ہونے کی حالت میں اسلام میں شادی کی تھی اور حضرت ابو بکرؓ نے کھلے عام یہ شادی کرائی تھی۔ پس اس سے کیسے متعہ النساء ثابت ہو سکتا ہے۔

اس سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت اسماءؓ کے درمیان رشتہ نزدیک کا تھا تنسیخ کا نہیں۔

محاضرات راغب سے استدلال کا جواب

شیعہ مجتہدین محاضرات راغب کے حوالہ سے بھی حضرت اسماءؓ پر متعہ کا الزام لگانے ہیں ان کا مجتہد اشیر عبادی لکھتا ہے۔

محاضرات راغب جلد ۱ ص ۹۱ اٹھا کر دیکھیں عظیم صحابی زبیر بن العوامؓ اور جلیۃ القدر صحابیہ اسماء بنت ابی بکرؓ خواہرام المؤمنین عائشہؓ نہ صرف حضرت عمرؓ کی قوی مخالفت کرتے ہیں بلکہ حکم متعہ پر عمل کر کے ان کا رد کرتے ہیں جس سے عبد اللہ بن زبیرؓ جیسا عظیم القدر سپوت جنم لیتا ہے۔ ۱۶

الجواب؛

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کو متعہ کی پیداوار قرار دینا شیعہ مجتہد کا بڑا جھوٹ ہے شیعہ مجتہد کے پاس اس کی کوئی صریح روایت نہیں ہے۔ انہوں نے السعودی کے دامن میں پناہ

لیئے کی کوشش کی لیکن مسعودی (باوجودیکہ ان کا ہم مذہب ہے) وہ بھی ان کے کچھ کام نہ آسکا۔ اب شیعہ مجتہد نے محاضرات راعب اصغہانی کے حوالہ سے اس الزام کو دہرایا ہے۔ ہم اس الزام کے جواب میں لعنة الله على الكاذبین پڑھتے ہیں اور شیعہ مجتہد سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کی سند پیش کرو۔

جہاں تک راعب اصغہانی کے مذہب کا تعلق ہے تو یاد رکھئے یہ شیعہ حکماء میں سے ہے۔ شیخ حسن بن علی الطبرسی (۵) نے اپنی کتاب اسرار الامامہ کے آخر میں صاف لکھا ہے:

انه اعي الراغب كان من حكماء الشيعة الامامية له مصنفات
فائقة مثل المفردات في غريب القرآن واخاين البلاغة و
المعاصرة له

ترجمہ: راعب اصغہانی شیعہ امامیہ کے حکماء میں سے تھا اس کی اعلیٰ تصانیف
میں جن میں مفردات غریب القرآن اخاين البلاغة والمعاصرة بھی ہیں۔

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ راعب اصغہانی شیعہ امامیہ تھا۔ سو اس کا قول شیعوں
پر ترجیح ہو سکتا ہے اہلسنت پر نہیں۔ جب آپ اس کی مزید پڑتال کریں گے تو متعہ الحجج
کے سوا کوئی حوالہ نہیں مل سکے گا۔

شیعہ علماء کی چھٹی دلیل اور اس کا جواب

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت عمران بن حصینؓ
کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے ہرگز منع نہیں فرمایا اور متعہ کی ممانعت کا
کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔
اجواب:

شیعہ علماء کی یہ دلیل بھی ایک فریب اور مخالط ہے۔ لفظ متعہ سے یہ نتیجہ اخذ کر لیتا کہ اس

لہ: الکافی والاعقاب جلد ۲ ص ۲۶۸ عیان الشیعہ جلد ۲ ص ۱۱۹ الذریعہ فی تصانیف الشیعہ جلد ۵ ص ۴

لہ ہم متعہ کیوں کرتے ہیں ص ۱۱۹ از مولوی عبد الکریم مشتاق شیعہ

ہیں متعہ النساء ہی مراد ہے قطعاً بے بنیاد اور مذہبوم دعوئے ہے کیونکہ حضرت عمران بن حصینؓ کا ارشاد متعہ الحج کے بارے میں ہے کہ متعہ النساء کے متعلق حضرت امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) نے اپنی صحیح میں حضرت عمران بن حصینؓ کے اس قول کو کتاب الحج میں باری عنوان نقل فرمایا ہے۔

باب المتع علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضرت امام مسلمؒ نے بھی اس قول کو احادیث کے ضمن میں نقل کیا ہے۔
اس سے واضح ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ کے اس ارشاد کا تعلق متعہ الحج (حج تمتع) سے ہے متعہ النساء سے نہیں (عورتوں کے متعہ سے نہیں) حضرت عمران بن حصینؓ خود بھی حج تمتع کی تصریح کرتے ہیں۔ ابور جازئ سے مروی ہے آپ نے متعہ الحج کے بارے میں کہا تھا۔

قال قال عمران بن حصین نزلت آية المتعة في كتاب الله یعنی متعہ

الحج وامرنا بهما رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم حتی مات

حضرت امام نوویؒ (۶۷۶ھ) ان تمام احادیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ تمام روایات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ کی اس سے مراد حج تمتع تھی۔

وهذه الروایات كلها متفقة علی ان مراد عمران المتع بالعمرة الى

الحج جائز وكذلك القرآن

شیعہ مجتہدین حضرت عمران بن حصینؓ کے ارشاد کا نصف حصہ نقل کرتے ہیں بقیہ نصف شیرازہ سمجھ کر منہم کر جاتے ہیں کیونکہ پوری حدیث میں متعہ النساء کا ذکر تو کیا اس کا اشارہ تک نہیں کیا اس میں کئی پیرایوں میں متعہ الحج کی تصریح ہے حدیث کے نصف حصہ کو نقل کرنا اور اس کے ذریعہ اپنا مخصوص ”متعہ“ ثابت کرنا کہاں کا انصاف اور کہاں کی دیانت ہے

شیعہ علماء کی ساتویں دلیل

شیعہ علماء اور مجتہدین متعہ کے جائز ہونے پر یہ استدلال کرتے ہیں کہ حنفیوں کے بڑے امام صاحب بدایہ نے حضرت امام مالکؒ سے متعہ کا جائز ہونا نقل کیا ہے۔ اس لیے متعہ

لے صحیح بخاری جلد ۱۳، ص ۱۳۱، صحیح مسلم جلد ۲، ص ۲۳۲، لے ایضاً ص ۲۳۲

بالکل جائز ہے۔
اسجواب،

صاحب ہدایہ نے حضرت امام مالکؒ کی جانب جس بات کو منسوب کیا ہے وہ امام مالکؒ کی نہیں ہے۔ اس لیے حضرت امام مالکؒ خود متعہ کی حرمت کے قائل تھے آپ کہتے ہیں۔

مالک عن ابن شہاب عن عبد اللہ والحسن ابن محمد بن علی عن ابیہما
 عن علی ابن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن متعہ
 النساء یوم نحب من وھن اکل محوم المحرم الا نسیتہ

موطا امام مالکؒ کی اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام مالکؒ متعہ کی حرمت کے قائل ہیں۔ اس لیے آپ کی طرف جواز کا جو قول منسوب ہے اس سے مراد امام مالکؒ کے بعض اصحاب ہیں۔ ان میں اور شیعوں میں ہاتھ پھوڑ کر نماز پڑھنا قدر شرک تھا۔ متعہ کی بات تو شیعوں کی تھی صاحب ہدایہ نے اسے بعض اصحاب مالکؒ کی بات سمجھ لیا۔ اب اگر متن ہدایہ سے بعض اصحاب مالکؒ کے الفاظ محو ہو گئے ہیں تو کیا اسے سہو کاتب پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ یہ سب گزشتہ نہیں کہ امام مالکؒ جواز متعہ کے قائل تھے۔

حضرت علامہ ابو عمرو یوسف بن عبد البر مالکیؒ (د ۲۴۱ھ) کہتے ہیں۔
 وعلى تحريم المتعة مالك واھل المدينة وابو حنيفة في اھل الكوفة
 والاوزاعي في الشام والليث في اھل مصر والشافعي وسانرا اصحاب
 الآثار

ترجمہ متعہ کی حرمت پر امام مالکؒ امام ابو حنیفہؒ امام اوزاعیؒ امام لیث بن سعدؒ امام شافعیؒ اور سب محدثین متفق ہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح تمام فقہاء اور محدثین حرمت متعہ کے قائل ہیں اسی طرح حضرت امام مالکؒ بھی تحریم متعہ کے قائل تھے۔ حضرت علامہ قاسمی عیاضؒ مالکی (د ۵۴۲ھ) ثبوی و صنف کے ساتھ کہتے ہیں۔

وقع الاجتماع من جميع العلماء على تحريمها الا ان واخص به
ترجمہ تمام علماء کا متفق کی حرمیت پر اجماع ہے سوائے راہبوں کے کہ
وہ متعہ کو حلال جانتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث نے او جز المسائل جلد ۴ ص ۲۵۴ میں حضرت امام نوویؒ نے شرح
صحیح مسلم میں بھی یہ بیان کیا ہے۔

شیعہ علماء کی آٹھویں، نویں اور دسویں دلیل کا جواب

بعض شیعہ مجتہدین متعہ کے جائز ہونے کی دلیل میں اصحاب ابن عباسؓ میں سے
حضرت ابن جریجؒ اور حضرت ابن خزمؒ کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
ان کے نزدیک متعہ جائز تھا۔
الجواب ۱

① شیعہ مجتہدین کا یہ دعوئے صحیح نہیں ہے سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے متعلق
گزشتہ صفحات میں تفصیلات عرض کی جا چکی ہیں جن میں یہ بتلایا گیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن
عباسؓ چند شرائط کے ساتھ اباحت متعہ (یعنی نکاح موقت) کے قائل رہے۔ مگر پھر آپؓ نے
اس سے رجوع فرمایا تھا۔ اس لیے آپؓ کے اصحاب میں اگر کوئی نکاح موقت کا قائل رہا
بھی تو اس کی ذمہ داری کسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ پر نہیں آتی۔ آپؓ نے اپنے قول سے
رجوع فرمایا تھا اور اسی تقریر کو ایسا لیا تھا جس پر تمام تمام اہل حق کا اجماع ہے۔ قرآن و حدیث
سے یہی پتہ چلتا ہے کہ نکاح موقت کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ حضرت علامہ ابو عمرو یوسف بن
عبدالبرکلیؒ کہتے ہیں۔

اصحاب ابن عباس من اهل مكة واليمن على اباحتها ثم اتفق فقهاء
الامصار على تحريمها۔

ترجمہ مکہ و یمن میں مقیم اصحاب ابن عباسؓ پہلے اباحت متعہ (یعنی نکاح موقت)

کے قائل تھے پھر جب ان کو صریح حدیث مل گئی اور ابن عباسؓ کا رجوع بھی معلوم ہوا تو تمام فقہاء کرام متعہ کی حرمت پر متفق ہو گئے (یعنی ان کے نزدیک بھی متعہ حرام ٹھہرا)۔

اس تصریح کے بعد اصحاب ابن عباسؓ کو قائلین جواز کی فہرست میں شامل کرنا سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔

(۲) اسی طرح حضرت ابن جریجؓ کا بھی ابتداء یہی نظریہ تھا مگر دلائل حرمت کے واضح ہونے پر آپ نے بھی اس سے رجوع فرمایا تھا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) بھی تحریر فرماتے ہیں کہ۔

وقد نقل ابو عوانہ فی صحیحہ عن ابن جریج عن ابنہ رجع عنہما

ترجمہ: حضرت امام ابو عوانہؒ (۳۱۲ھ) نے اپنی صحیح میں اس بات کو نقل کیا ہے

کہ حضرت ابن جریجؓ نے (اپنے اباعت متعہ والے قول سے) رجوع کر لیا تھا۔

(۳) جہاں تک علامہ ابن حزمؒ کا تعلق ہے آپ کا بھی رجوع ثابت ہے شیخ الاسلام

حافظ ابن حجرؒ تحریر فرماتے ہیں۔

وقد اعترف ابن حزم مع ذلك بتحويلهما لثبوت قوله عليه السلام

حرام انی یوم القيامة

ترجمہ: علامہ ابن حزمؒ نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ متعہ حرام ہے کیونکہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ متعہ اب قیامت تک حرام ہے۔

غور فرمائیے اصحاب ابن عباسؓ: حضرت ابن جریجؓ: امام ابن حزمؒ کی حرمت کے قائل

ہیں یا اباحت کے؟ ان تصریحات کے باوجود کوئی اپنی مندر پر اٹار ہے اور منہ کی ایک ہی ٹانگ کہتا رہے تو اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔

حق یہ ہے کہ مذکورہ بالا اکابر بھی متعہ کی حرمت کے قائل ہیں جیسا کہ جہور اہل اسلام

کا عقیدہ ہے۔

شیعہ علماء کی گیارہویں دلیل اور اس کا جواب

شیعوں کا مشہور مناظر مولوی عبدالکریم مشتاق اپنی کتاب ”ہم متعہ کیوں کرتے ہیں“ کے مٹ پر ایک عنوان یوں لکھتا ہے ”رسول مقبول نے متعہ کیا تھا“ اور اس کی دلیل میں لکھتا ہے۔
ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول مقبول نے متعہ کیا تھا۔ (مسند احمد جلد ۱ ص ۲۳۷)

الجواب ۱

العیاذ باللہ، لا حول ولا قوۃ الا باللہ، سبحانک ہذا بہتان عظیم۔

شیعہ لوگوں کا یہ سرور دو عالم سید المعصومین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر بڑا بہتان اور افتراء ہے۔ شاید ہی کسی غیر مسلم نے حضور پر ایسا کوئی بہتان باندھا ہو۔ جن لوگوں کے نزدیک نفسانی خواہشات اور جسمانی لذت ہی حاصل زندگی ہوں، انہیں اس سے کیا غرض کہ ان کے بہتان کی زد میں کون کون آتا ہے جو لوگ عصمت انبیاء اور مقام نبوی سے نا آشنا ہیں، وہی اس قسم کے بہتان و افتراء گھڑ کر اپنے غلط عقائد کی تردید چاہتے ہیں اور قارئین نے پچھلے صفحات میں ان کی وہ روایات بھی ملاحظہ فرمائی ہیں جن میں دعویٰ کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی العیاذ باللہ متعہ کیا تھا۔

جہاں تک مذکورہ بالا بہتان کا تعلق ہے، ہم کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے، افتراء ہے بہتان ہے۔ اگر کسی شیعہ عالم میں جرات ہو تو وہ مذکورہ بالا حدیث اپنے الفاظ میں پوری نقل فرمادیں اور شیعہ مولوی عبدالکریم مشتاق کی کچھ تو لاج رکھ لیں۔

اس وقت ہمارے سامنے مسند امام احمد موجود ہے، ہم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی تمام احادیث پر نظر دوڑائی ہے۔ ہمیں کسی جگہ بھی مذکورہ بالا عنوان اور اس کی دلیل میں ”متعہ النسا“ کے الفاظ نہیں ملے جہاں جہاں لفظ متعہ اس میں آیا ہے وہاں متعہ اسحج یعنی حج متعہ ملا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج متعہ کیا تھا لفظ متعہ سے ”متعہ النسا“ مراد لینا، اس کی ہمیں کوئی روایت نہیں ملی۔ اگر مجتہد مذکور اپنی پوری تسلی چاہتے ہیں تو وہ اپنی پیش کردہ روایت باب اور صفحہ کی قید سے ہمیں لکھ بھیجیں، ہم ان کی وضاحت کر دیں گے اور اگر ان کا مقصد صرف اپنی

شیعت ظاہر کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی قدر پر بہتان باندھنا ہے تو ہم
اہلسنت ایسی اچھی حرکت کی کبھی جہارت نہیں کر سکتے۔

شیعہ علماء کی بارہویں دلیل

شیعہ علماء حضرات امام ابن جریر طبریؒ (۲۵۵ھ) کی تفسیر میں سے چند اقوال نقل کرتے ہیں
کہ متعہ حلال اور جائز ہے ۹
اجواب ۱

حضرت علامہ ابن جریر طبریؒ نے اپنی تفسیر میں، اباحت متعہ کے بعض اقوال نقل کیے ہیں
لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کر لینا کہ اسلام میں متعہ النساء کی حلت موجود ہے یا موصوف حلت متعہ
کے قائل تھے قطعاً غلط ہے۔ یہ تفسیرات آپ کے سامنے آچکی ہیں کہ بعض صحابہؓ لاعلمی کی بنا پر کچھ
وقت تک اباحت متعہ (یعنی نکاح موقت) کے قائل رہے ہیں۔ لیکن جب ان کے سامنے حق
واضح ہو چکا تو انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع فرمایا۔ اب علامہ ابن جریر طبریؒ کا ان
اقوال کو نقل کرنا متعہ النساء کو حلال ثابت کرنے کے لیے نہیں بلکہ تفسیل بیان کرنے کے لیے
ہے۔ اس لیے شیعوں کا ان اقوال سے استدلال قطعاً درست نہیں جہاں تک علامہ ابن جریرؒ
کا اپنا بیان ہے تو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے نزدیک یہ متعہ النساء جائز نہیں۔ آپ اباحت اور
ممانعت کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وَأُولَى التَّأْوِيلِ فِي ذَلِكَ بِالصَّوَابِ قَادِيلٌ مِنْ تَأْوِيلِهِ فَمَا نَكْهَمُ
مَنْهُنَّ فَمَا مَعْتَمُوهُنَّ فَاتَّوَهُنَّ أَجُورُ مِنْ لِقَاءِ الْحِجَةِ بِتَحْرِيمِ اللَّهِ تَعَالَى
مَتْعَةَ النِّسَاءِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهِ النِّكَاحِ الصَّحِيحِ أَوِ الْمُلْكِ عَلَى لِسَانِ
رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۱۰

ترجمہ۔ (قرآن کی آیت فَمَا اسْتَقْتَعْتُمْ مَكًى وَاُولَى تَعْنِي رُؤُوسِ مِّنْ سَعَى اُولَى اَمْرٍ
بہتر تفسیر یہ ہے کہ جن عورتوں سے تم نکاح کرو اور پھر ان سے مجامعت کرو

۱۰ تفسیر ابن جریر جلد ۵ ص ۱۰

توان کو ان کے مہر ادا کر دو۔ کیونکہ نکاح صحیح اور مہلوکہ باندی کے سوا متعہ النساء کا حرام ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ثابت ہو چکا ہے اور اس پر محبت قائم ہو چکی۔

اس سے یہ جتنا ہے کہ حضرت علامہ طبریؒ نے متعہ کی اباحت و ممانعت میں سے ممانعت متعہ اور حرمت متعہ کے قول کو ترجیح دے کر یہ واضح کر دیا ہے کہ قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں متعہ النساء ہرگز مراد نہیں بلکہ نکاح صحیح مراد ہے اور متعہ کا حرام ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے ثابت ہو چکا ہے۔ حضرت علامہ طبریؒ کی اس تشریح کے بعد بھی کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ موصوف جواز متعہ کے قائل تھے۔

شیعہ علماء کی تیرہویں دلیل کا جواب

شیعہ مجتہدین کہتے ہیں کہ متعہ کو سنت عمر نے منع کیا تھا۔ اور ایک امتی کے لیے کب جائز ہو سکتا ہے کہ نبی کے قول کو منسوخ کرے؟ اگر ان کے پاس ارشاد رسول نہ تھا تو انہیں متعہ حرام کہنے کی اجازت کس نے دی۔ یہ عمر کا فتوے بے حضور کا نہیں۔ مولوی عبدالکیم مشتاق شیعہ کا کہنا ہے کہ۔

حضرت عمر نے اسے ممنوع قرار دیا۔ حالانکہ یہ ممانعت بالکل غیر شرعی تھی۔ کیونکہ حکم قرآن و سنت کے مطابق کوئی امتی اس کا مجاز نہیں ہے کہ شریعت میں خلاف قرآن و سنت تبدیلی کرے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ جناب ڈاکٹر کلیم صدیقی بھی یہی کہتے ہیں کہ۔ پابندی کا اجراء حضرت عمر سے ہوا اور حضرت عمر کوئی پیغمبر تھوڑے ہی تھے کہ ان کی بات حرف آخر ہو۔ بیان کا اجتہادی فیصلہ تھا۔

الجواب ۱

شیعہ علماء و مجتہدین کا مذکورہ دعویٰ قطعاً بے بنیاد ہے۔ متعہ کا حرام ہونا قرآن و سنت

سے واضح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر ارشاد مبارک بڑی صراحت سے ملتا ہے
اس لیے یہ کہنا کہ متعہ کو صرف حضرت عمر فاروقؓ نے حرام کیا تھا صحیح نہیں ہے کیونکہ حرمت متعہ
خود لسان نبوت سے ثابت ہو چکی ہے۔

② اگر بعض محال سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں متعہ کی حرمت بیان کی اور
اسے ممنوع قرار دیا تو اس سے یہ نہ سمجھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حرمت بیان نہ
کی تھی اور اگر ایسا ہوتا بھی تو یہ نہ سمجھئے کہ آپ کا یہ حکم لائق اتباع نہ تھا سنی اور شیعہ دونوں اس حقیقت
پر متفق ہیں کہ خلفاء راشدینؓ کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔
فعلیکم منی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين۔
ترجمہ: تم پر لازم ہے کہ تم میری اور میرے خلفاء راشدینؓ کی سنت کو مضبوطی
سے پکڑو۔

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کو مضبوطی سے تھامنے کی تاکید فرمائی
اسی طرح خلفاء راشدینؓ کے ساتھ بھی سنت کا قہر استعمال فرمایا اور اسے تھامنے کی تلقین کی
ہے، شیعہ علماء اور شیعہ محدثین بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں۔
شیخ ابوالحسن دہلی لقل کرتے ہیں۔

فعلیکم بما عرضتم من سنتی بعدی وسنة الخلفاء الراشدين۔
صاحب کشف الغمہ علی بن عیسیٰ اردبیلی (۱۰۸۷ھ) بھی لکھتا ہے کہ حضرت حسنؓ نے حضرت
امیر معاویہؓ سے اس شرط پر صلح کی تھی کہ۔

علی ان يجعل فيهم كتاب الله تعالى وسنة رسول الله صلى الله عليه
وسلم وسيرة الخلفاء الراشدين۔

کہ آپ اپنی حکومت میں قرآن کریم اور سنت رسول اور سیرت خلفاء راشدینؓ
پر عمل کریں گے۔

مثلاً سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں ایک شرابی کو اسی کوڑے کی تہرا

دی گئی حالانکہ دورِ عہدِ یقی میں پالیس کی سزا تھی۔ مگر سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ اس حکم کی توثیق و تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

جلد البنی صلی اللہ علیہ وسلم اور بعین و ابو بکر اور بعین و عمر ثمانین
وکل سنة۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرت ابو بکرؓ نے شرابی کو پالیس کوڑے
کی سزا دی اور حضرت عمرؓ نے اسی کوڑے کی اور یہ سب سنت ہے۔

اگر سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا یہ حکم اور یہ عمل کتاب و سنت کے خلاف تھا تو سوال پیدا
ہوتا کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ نے اس کی تصدیق کیوں فرمائی اور اسے وکل سنة میں کیسے
داخل فرمایا۔ اور پھر آپؑ نے اس پر عمل کیوں کیا؟ اگر یقین نہ آئے تو شیخ حضرت کی حدیث کی کتاب
فروع کافی مد فضل الحمد الشاہب السخاویؒ طبع کنفر پر یہ بیان ملاحظہ فرمائیے:-

ان فی کتاب علی صلی اللہ علیہ یضرب شارب الخمر ثمانین۔
ترجمہ: حضرت علیؑ کی کتاب میں ہے کہ شارب پینے والے کو اسی کوڑے
لگائے جائیں۔

ان تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اگر خود اسے ممنوع قرار دیا تھا
تو بھی آپؑ کے پاس اس کے لیے کوئی حکم رسالت مآب ضرور ہو گا اور وکے حدیث آپؑ کا اپنا عمل
بھی سنت ہی ہے جو لائق اتباع ہے اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ جیسی شخصیت نے بھی اسی کو اپنا
اصول مقرر کیا۔

③ اب غور طلب بات یہ ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے اجتہاد سے اسے ممنوع
قرار دیا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارکؐ سنا کہ اس ممنوعیت کو واضح کیا ہے۔ روایات
اس پر شاہد ہیں کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے بیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
مبارک پیش کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ والی خلافت ہوئے تو آپؑ
نے خطبہ دیا اور فرمایا:-

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْنُ لَنَا فِي الْمَتْعَةِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ ثُمَّ حَرَّمَهَا ۖ

ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہیں تین دن کی اجازت دی تھی پھر آپ نے اس کو حرام فرما دیا۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا ارشاد جہتاً ذرا نہ تھا بلکہ احادیث رسول آپ کے پاس موجود تھیں اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہی سنایا کرتے تھے۔ حضرت امام بیہقیؒ (۸۵۸ھ) ایک روایت نقل فرماتے ہیں :-

صَدَقَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابْنُ عُمَرَ قَالَ مَا بَالُ رَجُلٍ يَنْكُحُونَ هَذِهِ الْمَتْعَةَ بَعْدَ نَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا ۖ

ترجمہ حضرت عمرؓ، ابن عمرؓ تشریف لائے اور آپ نے خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ ان کو کیا ہو گیا ہے جو نکاح متعہ کرتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا تھا۔ حضرت امام طحاویؒ (۳۲۱ھ) بھی فرماتے ہیں :-

خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ الْمَتْعَةِ وَنَقَلَ ذَلِكَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَنْكُرْ عَلَيْهِ ذَلِكَ مِنْكَرًا وَفِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى مُتَابَعَتِهِمْ لَهُ عَلَى مَا نَهَى عَنْهُ ۖ

ترجمہ حضرت عمرؓ نے خطبہ دیا پس آپ نے متعہ سے رد کا اور متعہ کی حرمت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے نقل کیا۔ وہاں جتنے صحابہ تھے کسی نے بھی اس پر انکار نہ کیا جو دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت عمرؓ نے جو نہی فرمائی ہے اس سے سب متفق تھے۔

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجرؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ :-

أَوْحَى إِلَيْهَا أَجْمَلًا وَأَمَّا نَهْيُهَا فَاسْتَدَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: سیدنا حضرت عمرؓ نے اسے صرف اپنے اجتہاد سے نہ روکا تھا بلکہ آپ نے اپنی دلیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو نقل فرمایا جس میں آپ نے متعہ کی حرمت بیان کی تھی۔

ان مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں یہ امر بالکل حیاں ہو جاتا ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور میں متعہ کی جس حرمت کو عام اور واضح کیا تھا یہ آپ کا ذاتی اعلان نہ تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک کی پوری تائید ان کے پاس موجود تھی اور آپ نے اسی ارشاد نبوی کی روشنی میں حرمت متعہ کو اور زیادہ واضح کر دیا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ حضرت عمرؓ نے محض اپنے قیاس سے متعہ کو حرام قرار دیا تھا۔ درست نہیں کیوں کہ لسان نبوت دینی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمؐ بہت پہلے اس کی حرمت بیان کر چکی تھی۔

شیعی ترکش کا آخری شیر

شیعہ علماء متعہ کے جائز اور حلال ہونے کی حمایت میں کہتے ہیں کہ سنیوں کی کتابوں میں حرمت کی روایات پر اتفاق نہیں، اس ضمن میں جو روایات ہیں ان میں ایک سے دوسری مختلف ہے کسی نے کوئی زمانہ بتایا اور کسی نے کوئی۔ اس لیے جو ہم متعہ محتاج دلیل ہے اور اس کا حرام ہونا واضح نہیں بلکہ

الجواب ا

اہل سنت والجماعت کی کتب احادیث اور دیگر کتابوں میں متعہ کی حرمت بہت ہی واضح طور پر بیان کی گئی ہے اور وہاں الی یوم القیامۃ کی تصریح بھی موجود ہے۔ اب اس روایت سے منہ پھیر لینا شیعوں کو ہی نزدیک دے سکتا ہے اس کی حرمت کب اور کہاں ہوئی، اس میں تو اختلاف ہے لیکن حرمت واقع ہوئی۔ یہ بات ان تمام روایات میں قدر مشترک ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔

① بعض علماء کرام کی رائے ہے کہ اس کی حرمت غزوہ خیبر میں ہوئی، پھر قین دن کے لیے اجازت ملی، اس کے بعد ہمیشہ کے لیے حرام ہو گیا۔

لے ہم متعہ کیوں کرتے ہیں ص ۱۱

② بعض اکابرین کی رائے کے مطابق متعہ کی حرمت فتح مکہ والے سال ہوئی۔

اس اختلاف کے باوجود دونوں جماعتوں کا اس پر اتفاق ہے کہ متعہ قیامت تک حرام کیا جا چکا ہے۔ سواب اس کو حلال قرار دینا شریعت مطہرہ پر زیادتی کرنا ہے۔ محض وقت کی تعیین کے اختلاف کا سہارا لے کر متعہ کو حلال قرار دینا کہاں کا انصاف ہے؟

۳ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش میں کہ آپ کب پیدا ہوئے کتنا اختلاف ہے کوئی کوئی تاریخ بتاتا ہے اور دوسرا کوئی دوسری تاریخ بیان کرتا ہے کیا اس کا یہ مطلب آج تک کسی نے یہ لیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہی نہیں ہوئے۔ شیعہ ایسی بات کہیں تو بے شک ہم اتنی سیاہ جہالت میں نہیں آ کر سکتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیر معراج پر تاریخوں کا کتنا اختلاف ہے۔ اب کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ آپ کو معراج کی سیر کروائی ہی نہیں گئی۔

آئیے وقت کی تعیین کے اختلاف کے بارے میں بھی کچھ معلومات حاصل کر لیں۔

① جن حضرات اکابر نے غزوہ خیبر میں متعہ کا حرام ہونا بیان فرمایا ہے ان کا کہنا ہے کہ غزوہ خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے روک دیا تھا۔ پھر فتح مکہ کے وقت اس کی اجازت ملی کیونکہ جو احکام موقع جنگ سے تعلق رکھتے ہیں وہ وقت آنے پر پھر بجا ہو سکتے ہیں فتح مکہ چونکہ بغیر جنگ کے ہوئی اس لیے اس وقت نکاح موقت کا یہ جواز ہمیشہ کے لیے اٹھایا گیا۔ آپ نے اسے ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا۔ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام فہدیؒ حضرت امام بخاریؒ اور دوسرے حضرات کا یہی رجحان ہے کہ اجازت دو مرتبہ ملی پھر ختم ہو گئی۔ بلکہ حضرت امام شافعیؒ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ متعہ (یعنی نکاح موقت) کے علاوہ اسلام میں کوئی اور ایسی چیز مجھے معلوم نہیں کہ اس کو حرام کیا گیا ہو۔ پھر اس کی اجازت دے دی گئی ہو اور پھر اس کو ہمیشہ کے لیے حرام کیا گیا ہو۔

یعنی ان حضرات کے نزدیک متعہ کی حرمت خیبر میں ہوئی۔ پھر تین دن کی اجازت ملی۔ پھر ہمیشہ کے لیے اس کی حرمت قائم کی گئی۔

② جن حضرات کے نزدیک متعہ کی حرمت فتح مکہ کے وقت ہوئی ہے ان کا کہنا ہے کہ

غزوہ خیبر میں اس کی حرمت کا ہونا درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ دیگر احادیث کو مد نظر رکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہاں (یعنی خیبر میں) ممانعت کا یہ تعین متعہ کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ البتہ خیبر میں پالتو گدھوں کے گوشت کی حرمت ضرور بیان ہوئی۔ اور جہاں تک متعہ النساء کا تعلق ہے یہ اس کے علاوہ ہے اور یہ فتح مکہ میں ہوئی حضرت اہل بیت بن عیینہؓ حضرت ابو عوانہ محدثؓ حضرت امام سہیلیؓ حضرت علامہ ابن عبدالبرؒ علامہ حافظ ابن القیمؒ کا یہی مذہب مختار ہے کہ متعہ کی حرمت دو بار نہیں ایک ہی مرتبہ ہوئی ہے اور وہ فتح مکہ والا سال ہے۔ میان کرنے والے اگر آئندہ دونوں حرمتوں کو یکجا بیان کر دیں تو اس میں سہو راوی کا گمان ہو سکتا ہے۔

مؤخر الذکر علماء کرام کی رائے پر چند اشکالات ہیں جنہیں دور کرنا ضروری ہے۔
 ① پہلا اعتراض یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد غزوہ اوطاس ہوا اس میں یمن دن کی اجازت ملی تو فتح مکہ میں حرمت ابدی کیسے متعین کی جائے گی؟
 الجواب:

غزوہ اوطاس فتح مکہ (جو کہ رمضان میں ہوا) کے بالکل ہی متصل ہوا ہے (یعنی شوال میں) چونکہ فتح مکہ اور غزوہ اوطاس کا زمانہ انتہائی قریب ہے۔ اس لیے جن لوگوں نے ”عام اوطاس“ کہا ہے۔ ان کی مراد بھی فتح مکہ ہی ہے۔ زمانہ کے قریب ہونے کی وجہ سے ان پر عام اوطاس کا اطلاق کر دیا گیا ورنہ حقیقت میں فتح مکہ ہی میں اس کی حرمت ہوئی ہوتی۔ اور یہ بات بھی ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ اکابر محدثین نے یہی بات کہی ہے۔

حضرت علامہ حافظ ابن القیمؒ (۷۵۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:-

وعام اوطاس هو عام الفتح لان غزوه اوطاس متصله بفتح مكة۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) بھی فرماتے ہیں:-

محتمل ان يكون اطلاق على عام الفتح عام اوطاس لتقاربها۔

حضرت امام نوویؒ (۷۱۰ھ) لکھتے ہیں:-

يوم فتح مكة هو يوم اوطاس شيء واحد۔

(رمضان) میں تو قیامت تک کی حرمت کا اعلان فرمادیں۔ اور اوطاس (شوال) میں پھر اجازت دے دیں۔ ایسا کرنا شان رسالت سے بہت بعید معلوم ہوتا ہے کہ چند ہی دنوں میں حرمت ابدی کا نسخ فرمادیں۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ بھی لکھتے ہیں کہ :-

ويعبدان يقع الاذن في غزوة اوطاس بعد ان يقع التصريح قبلها
في غزوة الفتح بانها حرمت الى يوم القيامة بله

ترجمہ غزوہ اوطاس میں متعہ کی اجازت دینا بعد اس کے کہ اس سے پہلے
غزوہ الفتح میں اس کی حرمت کی تصریح بایں طہد الی یوم القیامہ کر چکے تھے بہت
ہی بعید معلوم ہوتا ہے (یعنی غزوہ اوطاس میں اجازت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا)

④۔ اگر یہ کہا جائے کہ غزوہ خیبر کی احادیث میں متعہ کے حرام ہونے کا ذکر ملتا ہے جس سے
پتہ چلتا ہے کہ حرمت غزوہ خیبر میں آئی تھی؟

اجواب :

اس کا جواب یہ ہے کہ غزوہ خیبر میں لحام الحرام الاہلیۃ کی ممانعت آئی تھی متعہ النساء
کا ذکر نہ تھا اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کی روایت میں غزوہ خیبر میں متعہ کا حرام ہونا معلوم ہوتا ہے
تو یہ بات پیش نظر رکھیے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ جس طرح متعہ النساء کی اباحت کے
قائل تھے اسی طرح پاتو گدھوں کے گوشت کی اباحت کے بھی قائل تھے۔

شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۵۸۵ھ) لکھتے ہیں :-

ان ابن عباسؓ کان یرخص فی الامورین معا۔

سیدنا ابن عباسؓ دونوں میں رخصت اور اباحت کے قائل تھے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؑ کو جب ان اقوال کا علم ہوا تو آپؑ نے بالخصوص دونوں کی تردید
فرمائی اور ان کی حرمت واضح کی کہ جس طرح حضورؐ نے محرم الحرامؑ کا ہدیہ سے روکا ہے اسی طرح متعہ
سے بھی روک دیا ہے۔ گو وہ روکنا فتح مکہ میں ہوا ہو لیکن حضرت علی المرتضیٰؑ کے پیش نظر حضرت ابن
عباسؓ کی تردید تھی اس لیے آپؑ نے دونوں کو ایک جگہ جمع کر کے ذکر فرمایا۔

علامہ حافظ ابن قیمؒ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں۔

هذا الحديث رواه علي بن أبي طالب محتجاً به علي بن حمزة عبد الله

بن عباس في المسئتين فإنه كان المتعة ولحوم الحرم فناظره

علي بن أبي طالب في المسئتين وروى له تحريمين بله

ترجمہ۔ اس حدیث کے ذریعے حضرت علی المرتضیٰ نے حضرت ابن عباسؓ کے ان دو

مسئلوں کے بارے میں جنہیں آپ مباح سمجھ رہے تھے یعنی متعہ اور لحوم الحرم

کے خلاف دلیل پکڑی اور ان دونوں کی حرمت بیان کی۔

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

واطلق تحريم المتعة ولم يقيد به زمن كما جاء ذلك في مسند الامام احمد

باسناد صحيح ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم لحوم الحرم الاهلية

يوم خيبر وحرم متعة النساء وفي لفظ حرم متعة النساء وحرم لحوم

الحرم الاهلية يوم خيبر هكذا رواه سفيان بن عيينه مفصلاً ممثلاً

ترجمہ۔ متعہ کی حرمت کو مطلق رکھا اور کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ جیسا کہ

مسند امام احمد میں بسند صحیح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں

محرم الحرم الاہلیہ کو حرام کیا اور متعہ النساء کو حرام فرمایا اور ایک روایت میں ہے

کہ متعہ کی حرمت بیان کی اور خیبر میں محرم الحرم الاہلیہ کو حرام کیا۔ حضرت سفيان بن

عيينهؒ نے اسی طرح روایت کی ہے۔

اس پر ایہ روایت سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں کا زمانہ الگ الگ ہے اور حضرت علی المرتضیٰؑ

نے سیدنا حضرت ابن عباسؓ کے ان اقوال کی مخالفت کرتے ہوئے دونوں کو ایک جگہ نقل کر دیا

ہے شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ بھی لکھتے ہیں۔

والحكمة في جمع علي بين النهي عن الحرم والمتعة ان ابن عباس كان

مروصاً في الامرين معاً. فرد عليه علي في الامرين معاً.

لہذا المعاد جلد ۲ ص ۱۸۴ لہذا ص ۱۸۴ فتح الباری جلد ۱۹ ص ۲۴۴

ترجمہ حضرت علی المرتضیٰؑ کے ان دونوں اقوال میں جمع کرنے کی حکمت یہ ہے کہ
حضرت ابن عباسؓ ان دونوں کی رخصت کے قائل تھے پس حضرت علی المرتضیٰؑ
نے بھی دونوں کی اکٹھی تردید کی ہے۔

ماصل یہ کہ چونکہ آپ کے پیش نظر حضرت ابن عباسؓ کے مسائل کی تردید کئی مقصود تھی
اس لیے آپ نے دونوں کی اکٹھی نفی کر دی۔ اگر وقت کی قید سے شیعہ علماء کو اتفاق نہ ہو تو پھر
آئیے شیعہ کتب ہی سے سُن لیں۔ حضرت علی المرتضیٰؑ فرماتے ہیں :-
حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم لحوم المحرم الاهلية ونكاح الممتعة۔

اس روایت میں نہ تو غیر کا ذکر ہے اور نہ فتح مکہ کا۔ لیکن یہ بات برحق ہے کہ دونوں کی
حرمیت ضرور موجود ہے اور اہل سنت و الجماعت کے اکابرین بھی گر کہ وقت کی تعین میں اختلاف
کرتے ہیں لیکن بالآخر اسی فیصلہ پر اتفاق کرتے ہیں کہ متعہ حرام ہو چکا ہے اور شیعہ روایت بھی اسی کی
تائید کرتی ہے۔ (فہو المقصود)

الحاصل قرآن کریم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک اور ائمہ اہل بیت کے
ارشادات کی روشنی میں یہ بات بصرحت بیان ہو چکی ہے کہ متعہ حرام ہے اور جن بزرگان دین
سے کبھی اس کی اباحت منقول تھی اس سے ان کا رجوع ثابت ہے اور شیعہ علماء نے جن جن
بنیادوں پر متعہ کے حلال ہونے کی مہارت کھڑی کی تھی ہماری ان کوششوں کی روشنی میں وہ
سب دیواریں گر چکی ہیں اور ثابت ہو چکا ہے کہ شیعہ مولوی عبدالکریم شمسق کے پیش کردہ دلائل
میں کوئی وزن نہیں ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت تمام مسلمان بھائیوں کو اس فعل قبیح سے محفوظ فرمادے اور
شیعہ علماء کو بھی اس سے اجتناب کی توفیق دے آمین

اور صدر ایران رنجانی کو اپنے اس اعلان سے کہ متعہ کو رجوع کی توفیق دے۔ اس کے
بغیر مسلمان کبھی ان سے کسی قسم کی مصالحت نہیں کر سکتے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ سید الانبیاء والمرسلین سیدنا وعلیٰنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم

الجزائر کے دو آیت اللہ کس درندگی پر اثر آئے متعہ سے انکار پر دو بہنوں کا قتل

روزنامہ جنگ لندن نے اپنی ۹ نومبر ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں تیونس سے آمدہ یہ خبر بڑے اہتمام سے شائع کی ہے۔

الجزائر کے مسلم انتہا پسندوں کے ایک گروپ نے دارالحکومت الجزائرہ کے جنوب میں دو بہنوں کو متعہ سے انکار پر قتل کر دیا۔ سرکاری خبر رسالہ ایجنسی کے مطابق ۲۱۔۲۲ سالہ دو بہنوں کو ان کے والدین کے ہمراہ اغوا کیا گیا تھا جب انہوں نے تھوڑی مدت کے لیے انتہا پسندوں سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تو ان کے گلے کاٹ کر ان کی لاشیں الجزائرہ کے نزدیک شہر بیدہ کے علاقے میں پھینک دی گئیں۔ راسٹر کے مطابق الجزائرہ میں چند مسلم انتہا پسند گروپوں میں متعہ کرنے کا رواج مقبول ہو گیا ہے جسے عام طور پر عیاشی کے استعمال کیا جاتا ہے۔

آخرین یہ ہے ان دو مسلم خواتین کی جرأت ایمانی پر کہ جان جانِ آخرین کے پسرد کردی مگر اپنے آپ کو متعہ کی بھینٹ نہ چڑھنے دیا اور آخرین ہے ان دو آیت اللہ پر جو مذہب کی آڑ میں متعہ کے عیاشی کے اڈوں پر شریف عورتوں کی جان تک لینے سے نہ چو کے۔

انتاب

الجزائر کی ان دو شریف خواتین کے نام جنہیں نے متعہ کی بے حیائی سے بچنے کے لیے جان دی اور کسی آیت اللہ کو اپنے پر قابو نہ پانے دیا۔

مستند

ایران کی سنجیدہ سوسائٹی کی نظر میں

کیا ایران میں کوئی سنجیدہ سوسائٹی بھی ہو سکتی ہے؟ کیوں نہیں۔ اچھے اور بُرے کی تقسیم ماسوائے اقبیاء اور صحابہ کرامؓ کے ہر انسانی طبقے میں موجود رہی ہے۔ ایران کے بُرے بُرے آیۃ اللہ صرف اس لیے جوازِ مستند کا فتویٰ دیتے ہیں کہ حاجتِ مستند خواتین عالمِ طور پر پابندی کی طرف رجوع کرتی ہیں۔ سیکوری سائنڈ کی اصطلاح ان کے لیے استعمال کرنا ان کے شایانِ شان نہیں۔ اس لیے ہم اس سے گریز کرتے ہیں تاہم اس سے انکار نہیں کہ شیعہ خواتین کسی آیۃ اللہ سے مبنی تعلق قائم کرنا اپنے لیے بہت بہتر سمجھتی ہیں اور پابندی سے انہیں روح کی تسکین ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے ایرانی سوسائٹی کے اس مستند کو برا خطائی اور بے حیائی جانا انہیں ایک ایک آیۃ اللہ نے نادین اور سیکور کہا۔ علامہ خمینی کے انقلاب سے پہلے ایران کی سنجیدہ سوسائٹی نے اس رجیم بد کو مسترد کر دیا تھا مگر سب آیۃ اللہ اس کے خلاف تھے۔

علامہ حائری کی شخصیت سے کرنِ واقع نہیں۔ ان کی نواسی شہداء حائری جو ۱۹۸۸ء میں امریکی ہمارڈیریورسٹی میں ریسرچ ایسوسی ایٹ تھیں انہوں نے Law of Desire کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اس میں وہ لکھتی ہیں۔

۱۹۷۹ء کے انقلابِ ایران سے پہلے ایران کے سیکور دوسری طبقوں نے عارضی شادی کو طوائفیت کی ایک شکل سمجھتے ہوئے مسترد کر دیا تھا جسے کہ مذہبی اداروں نے جوازِ قرار دیا تھا۔ ایران میں یہ عوامی اظہارِ بہت مقبول ہے طوائفیت کے سر پر ایک مذہبی ٹوپی رکھ دی گئی ہے۔۔۔۔۔ مذہبی گروہ عارضی شادی کی وکالت یہ کہہ کر کرتا رہا ہے کہ یہ انسانیت پر خدا کا فضل ہے انفرادی صحت کے لیے اس کی ضرورت ہے بلکہ یہ سماجی نظم و نسق کو برقرار رکھنے کے لیے بھی ناگزیر ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایران میں سنجیدہ سوسائٹی کے کچھ لوگ ضرور موجود ہیں، وہاں کے مذہبی ائمہ انہیں سیکورڈ قرار دیتے ہیں اور یہ سب اختلاف ان مذہبی رہنماؤں کے قہر کی بجھیر میں ججا دھپسی لینے کے باعث ہوا ہے۔ تاہم اس سے انکار نہیں کہ علامہ غنی کے مذہبی انقلاب نے متحہ کے دروازے پھر سے قوم پر کھول دیئے ہیں۔ ایران کے صدر رفسنجانی کی نوجوانوں سے متحہ کرنے کی موجودہ اپیل اسی انقلاب کا ایک حصہ ہے۔

ایران کے مذہبی حلقوں میں متحہ کی عملی مشقیں

محترم شہلا عاثری لکھتی ہیں۔

مذہبی بزرگوں کی مدگاہوں پر یہ (عارضی شادی) اکثر وبیشتر ہوتی ہے۔ ۲

عارضی شادی اور طوائفیت میں گہری مماثلتیں پائی جاتی ہیں۔ ۱۵

متحہ اور طوائفیت کے درمیان امتیازات صاف طور پر واضح نہیں ہیں۔ ۲۵

ایران میں سرکوفی جاتا ہے کہ اگر کسی نے متحہ کرنا ہے تو اسے قم یا مشہد جانا چاہیے۔ ۲۵

شہلا عاثری کی تحقیق میں متحہ ماقبل اسلام کی ایک ایلیتی رسم ہے۔ ایک مغربی سفارت کار

ڈی۔ لورے ۱۹۰۷ء ایک کتاب

(ایران کے

بارے میں عجیب باتیں) کے نام سے لکھی ہے۔ شہلا اس کے ۲۹ کے حوالے سے لکھتی ہے۔

ڈی۔ لورے نے یہ کوشش کی ہے کہ اس عارضی شادی کا تعلق ماقبل اسلام کی ایک

ایلیتی رسم کے ساتھ دیا جائے۔ عارضی شادی ایک بہت پرانا ایرانی مہل ہے اگر اسے

ایک ایجنڈے سے ثابت کیا جائے جس میں بتایا گیا ہے کہ رستم جو ایران کا سرکولیس تھا

اس نے ایسا ہی ٹاپ شکار کی تعزیر کے دواں میں منگم کے بادشاہ کی بیٹی تہمین

سے کیا تھا جس سے اس کا نامور بیٹا زہراب (مہر باب) پیدا ہوا تھا۔ ۱۰

مغربی مقالہ نگار زنجین (۱۸۸۷ء) کی بھی یہی رائے ہے۔ محترمہ شہلا عاثری لکھتی ہیں۔

مجموعیوں

اس حقیقت کے پیش نظر کہ شیعہ اس عارضی شادی کا معاہدہ

سے کر سکتے ہیں۔ جنہیں نے یہ نتیجہ اخذ کر لیا کہ ”اس کا تین ثبوت ہے کہ ایسی شاہی
کا سر حقیقتاً در ثقت کا مذہب ہے۔“

مشہد اور قہم کی زیارت گاہیں

برصغیر پاک و ہند میں بزرگوں کے مزارات مرجع خواص و عام بنے ہیں اور لوگ یہاں اُن کی
زیارت کے لیے آتے ہیں لیکن ایران میں زیارت صرف مرحومین کی نہیں ہوتی حاضرین اور حاضر
کا آپس میں نظریں ملانا بھی ایک طرح کی زیارت سمجھا جاتا ہے۔ محترمہ شہل مائری کزن کے حوالہ سے
۱۸۹۱ء کے مشہد پر (جہاں آٹھویں امام رضا کا روضہ ہے) لکھتی ہیں۔

غالبا مشہد کی زندگی میں جبرائیل نامی غیر معمولی نقش دکھائی دیتا ہے وہ یہ ہے کہ
زیارتوں کے لیے آئے ہوئے لوگوں کو اُن کے قیام کے دوران اس شہر میں
مٹا ہوا تسکین فراہم کی جاتی ہے۔

یہ مشہد کا سو سال پہلے کا حال ہے۔ موجودہ صورتحال کیا ہے اسے بھی پڑھ لیجئے محترمہ لکھتی ہیں۔
مشہد کا سہراب بھی اسی شہرت کا مالک ہے جو اسے ایک صدی پہلے حاصل تھی تاہم
چند اعلیٰ مرتبہ مذہبی رہنماؤں کی ناپسندیدگی کی وجہ سے اب سب کچھ قدسے راجداری
میں ہوتا ہے۔ ۱۹۸۱ء میں ایک مذہبی مبلغ امین آقا لے جایا۔

پرانے زمانے میں مشہد میں ایک شیخ بوڑھا آدمی ہوتا تھا جس کے پاس ایک پرانی
گھس پٹی نوٹ بک ہوتی تھی جس میں وہ ان عورتوں کے نام اور پتے درج کرتا رہتا
تھا جو صیغہ بننے (متہ کے طور پر استعمال ہوئے) میں دلچسپی رکھتی تھیں۔ مردانہ اور
حشی کہ اس شہر کے رہنے والے اس بوڑھے شیخ کے پاس اس امید سے جاتے کہ
وہ ان کے لیے اس شہر میں قیام کے دوران کوئی عارضی سا محل تلاش کر دے گا۔
کیونکہ یہاں کرنے سے نہ صرف اسے کچھ ثواب ملے بلکہ نازوں کے لیے بھی باعث ثواب
ہوتا۔ امین آقا لے مجھے بتایا کہ وہ شیخ اب اسے دھندلا سا یاد ہے کیونکہ اس
وقت وہ (امین آقا) ایک چھوٹا سا لڑکا تھا۔

خدا آگے چلے محترمہ لکھتی ہیں ۔

اگرچہ مشہد اور قم میں بہت سے ملاحضرات یہ تسلیم کرنے سے بچھپاتے تھے کہ
 آپ کرانے والوں (متعہ کے دلالوں) کا کوئی خیم منظم
 موجود ہے مگر وہ اس پر زور دیتے ہوئے مطلق ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے
 تھے کہ صیغہ (متعہ) کا مذہبی ثواب ملتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بہت
 سے لوگ اُن کے پاس آتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ وہ ان کا تعارف
 کسی ممکنہ صیغہ ساتھی سے کرا دیں۔ مشہد سے تعلق رکھنے والے ایک مذہبی
 رہنما ہاشم نے مجھے بتایا کہ نہ صرف بہت سی ذائر عورتوں نے اسے صیغہ کرنے
 کی پیشکش کی بلکہ اس کے پاس ایسے مرد بھی آتے ہیں جو اس کی مذہبی حیثیت کو
 پیش نظر رکھتے ہوئے اس سے درخواست کرتے ہیں..... اہل

متعہ کی نذر ماننا تاکہ خدا ان سے خوش ہو جائے

ایران میں اسے صیغہ ندری کہتے ہیں۔ محترمہ شہلا ماری لکھتی ہیں ۔
 صیغہ ندری عام طور پر مذہبی بزرگوں کی درگاہوں کے آس پاس کیا جاتا ہے یہ عقیدہ
 رکھتے ہوئے کہ صیغہ کا مذہبی ثواب ملتا ہے ایک عورت اپنی طرف سے منت
 مانگتی ہے کہ اگر اس کی آرزو پوری ہو گئی تو وہ کسی بڑے ایتہ الشریعہ (صیغہ
 کرے گی یہ صیغہ اکثر سیدوں سے کیا جاتا ہے ملاؤں کی اکثریت سید ہوتی ہے
 جن کا بے حد احترام کیا جاتا ہے، عام طور پر عورت خود براہ راست ملا کے پاس
 پہنچتی ہے..... مشہد کے مذہبی رہنما ہاشم نے دعویٰ کیا کہ ایک ذائر عورت
 نے اسے صیغہ ندری کی پیشکش کرتے ہوئے ایک سورتوان ادا کیے (مگ بھگ
 بارہ ڈالر کے) ملا ہاشم نے بتایا میں نے انکار کر دیا کیونکہ وہ میری پسند کی نہیں
 تھی بوڑھی تھی بلے

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایرانی تہذیب کو وہ خود کسی عمر کے بول شیعوں کی صرف جوان بچیوں میں
دبھی رکھتے ہیں بڑھی عمر کی عورتوں سے متعہ نہیں کرتے۔

سفر میں اپنے ساتھ صیغہ لے جانے کا رواج

یہ غلط ہے کہ شیعوں کے ہاں صرف گھر سے دوری کے وقت ہی منع کیا جاتا ہے اگر ایسا
ہوتا تو ان کے ہاں گھر سے اس لائن کی ترکیبوں کو لے جانے کا رواج نہ ہوتا۔ پھر ایران قدیم میں
ایسی بیویاں بھی ہوتی تھیں جنہیں میزبان بطور میافت مہمان کے حوالے کرتا۔ اسلامی دور میں
قاچاریوں نے ان کے فتویٰ سے قوم کو اس راہ پر ڈالا۔ محمدؐ شہزادہ ساری لکھتی ہیں:-

ایک سیاح اپنے سفر میں صیغہ کو اپنے ساتھ لے جاسکتا ہے۔ قاچاریوں نے
اپنی رعایا کے لیے یہ رجحان منظم کیا تھا جب امام علیؑ (۹۶۱-۱۸۳۱ء) اور اس کے
دوبارہ کسی مختصر سفر پر جاتے تو وہ اپنی بیویوں کو اپنے پیچھے حرم میں چھوڑ کر ایک
یاد دہ صیغہ بیویاں اپنے ساتھ لے جاتے۔ اقبال علیؑ حضورِ اعتقادِ سلطنت لکھتا ہے
”آج میں نے بادشاہ کو بتایا کہ یہ ان کے والد اور دادا کی رسم تھی کہ وہ اپنے
خاندانوں کو بھی اپنی بیویوں سے ترازتے تھے۔ اب اس میں آپ کا کیا نقصان
ہوگا اگر آپ اپنی پڑائی بیویوں ہی سے ایک مجھے عنایت کریں جو آپ کے
ساتھ دن میں سفر کرتی رہے گی اور رات کو میرے پیچھے میں آجائے۔“

فتح علی قاچار میں عورتوں کی رفاقت کی سہولت اتنی شدید تھی کہ وہ انہیں
اغوا بھی کر لیتا تھا۔ بختیاری لکھتا ہے ”ایک رات بادشاہ نے محمد خاں دوالو
کے گھر میں چوری چھپے گھس گھس کی بیٹی کو اپنی عبا میں چھپا لیا یہ وہ بڑا چوغہ
ہے جو ان کے آئینہ شہینہ پہنے ہوئے ہوتے ہیں“ اور اس نے اس کے ساتھ فوری
طور پر متعہ کر لیا اور پھر اس کے بعد اس کے باپ کو پیغام بھیجا کہ ہم نے اپنے
رواج کے مطابق تمہاری بیٹی چوری کر لی ہے تم بھی اسی طرح ہماری بیٹیوں سے

لے یہ بادشاہ کا سرکاری مترجم اور وزیر رابطہ تھا

کسی ایک کو اپنے لیے یا اپنے بیٹوں کے لیے کیوں سرقہ نہیں کر لیتے۔
 آپ نے اغوا کے واقعات تو کئی سنے ہوں گے کہ کسی شخص نے کسی کی بیٹی کو ہٹایا لیکن
 آپ نے بے غیرتی کی یہ مثال اور کہیں نہ دیکھی ہوگی کہ کوئی شخص خود نو جوانوں کو اپنی بیٹیوں کے غوا
 کی دعوت دے، انسانی شرافت کا گراف اس قدر کیوں گر گیا یہ ایران کے انہی ملاؤں کی تبلیغ کا
 اثر ہے کہ متعہ کرنے پر بڑا ثواب ملتا ہے اور قلعہ عنت کے جد جو غسل کیا جائے اس کے ایک ایک
 قطرے سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں جو قیامت تک مبادت میں لگے رہیں گے اور اس کا ثواب
 اسی نو جوان جوڑے کو ملتا ہے جو ساری رات متعہ کی مشقیں کرتے ہیں۔ (استغفر اللہ)
 یہ وہ مقام ہے جہاں انسانیت سر پٹخ کر رہ جاتی ہے اور پھر ایسا گھناؤنا کاروبار جب
 خدا کی رضا جوئی کے لیے کیا جائے تو ایمان و اعتقاد اور اخلاق و شرافت کی ساری چولیں مل جاتی
 ہیں اور مذہب راجہ اندر کا کھیل بن کر رہ جاتا ہے۔

ایران میں متعہ کے کاروبار کی کچھٹیاں

ایرانی خاتون شہلا عاتری کہتی ہیں۔
 پہلی دور حکومت کے آخری برسوں میں کئی سروں کی کچھٹیاں قائم ہونی تھیں
 ان میں ایک ایجنسی جو گھر بوی خادماؤں کی ایجنسی کے نام سے مانی جاتی ہے اب
 بھی (خیمہ دور میں) موجود ہے جو اب اسلامی حکومت کے نکلنے میں بھی کام
 کر رہی ہے ان دنوں اسی ایجنسی کو ایک حاجی صاحب چلاتے ہیں جو گھر دن میں
 کام کاج کے لیے ہر طرح کی خادماؤں، روپیہ سے ماہانہ اور رہائش کی بنیادوں
 پر فراہم کرتے ہیں۔ وہ تمام عیسائی جو خادماؤں اور آقاؤں کے درمیان ہوتے
 ہیں وہ بیوی اور خادمہ کے رشتہ داروں کی اجازت سے نہیں ہوتے۔

ایران میں متعہ کی مختلف قسمیں

مٹھ کا طریقہ اس کا عمل اور اس کی شرعی حیثیت تو ایک ہے لیکن اس کے اغراض و مواعیل

مختلف ہیں۔ اس لیے ایران میں صیغہ کی مختلف قسمیں ملتی ہیں۔ اس مختصر تحریر میں ان کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ تاہم محترمہ شہلا عاثری نے اس کی جو قسمیں بتلائی ہیں ہم اپنے قارئین کو ان کے ناموں سے ضرور مطلع کیے دیتے ہیں۔

- | | |
|----------------------------|-------------------------------|
| ○ آقا راونڈی کا صیغہ | ○ مذہبی صیغہ آقا فی صیغہ |
| ○ صیغہ برائے تولید | ○ صیغہ برائے معاشی اعانت |
| ○ غیر جسمانی صیغہ | ○ صیغہ برائے میل ملاپ |
| ○ اخراجات میں شرکت کا صیغہ | ○ فیصلہ کرنے میں سہولت کے لیے |
| ○ صیغہ برائے معادن | ○ درگاہ کا صیغہ |

بارہ کے مقدس عنوان پر یہ متعدد کی مختلف قسمیں ختم کر دیتے ہیں۔ گروپ صیغہ جس میں چند مرد مل کر کسی لڑکی سے متعلق ہیں، کفارے کا صیغہ اور تعزیری صیغہ اس کے علاوہ ہیں۔ چونکہ ان کی تشریح میں شیعہ علماء کا اختلاف ہے اس لیے ہم نے انہیں اصل فہرست میں ذکر نہیں کیا۔

محترمہ شہلا عاثری نے پھر آٹھ ایرانی خواتین کی آپ بتی نوکر کی ہے کہ ان پر متعدد کی عملی مشقیں ہوتی رہیں۔ ① مہوش خانم کی داستان متعہ ② معصومہ ③ فرخ خانم ④ فقی خانم ⑤ شہین ⑥ نانہیہ ⑦ طوبی ⑧ ایران دیہ ایک کلئیک کی متعلقہ تھی۔

ان کی زندگیوں کی یہ نادر یک گوشے ہماری اس مختصر تحریر کا اجالا نہیں بن سکتے۔ قارئین کرام جو ان پر مطلع بننا چاہتے ہوں انہیں چاہیے کہ مارچ ۱۹۹۳ء کا قومی ڈائجسٹ دیکھیں۔ ان خواتین کے انٹرویو کے بعد شہلا عاثری نے آیت اللہ خمینی مرعشی اور شریعت مداری کے ۱۹۸۷ء میں لیے گئے انٹرویو درج کیے ہیں۔ یہ ایرانی انقلاب سے ذرا پہلے کے ہیں۔

علامہ خمینی کے برسر اقتدار آنے کے بعد شہلا عاثری نے جن شیعہ علماء سے انٹرویو لیے ان میں ① حجۃ الاسلام بزرگی ② ملا پاک ③ ملا محسن ④ حجۃ الاسلام انوری ⑤ ملا افشار سرفہرست ہیں۔